خطبات محسن

جلد اول

تقریریں

حماد اہلبیت سید محسن نقوی شہید

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
فون 5425372

نام .... خطبات محسن (جلد اول)

تقریریں ...... سید محسن نقوی شہید

اہتمام.......... مولانا ریاض حسین جعفری

کمپوزر.......... ادارہ منہاج الصالحین لاہور

ایڈیشن .... تیسرا

تعداد 1100

قیمت .... 125 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین (رجسٹرڈ)

الحمد مارکیٹ' فرسٹ فلور' دکان نمبر 20

غزنی سٹریٹ' اُردو بازار' لاہور۔ فون: 7225252

فہرست

اھداء 4

انتساب 5

......اپنے محسن کو بھول جاتے ہیں 6

اے موت!......آ ضرور......مگر احترام سے 9

حرفِ عقیدت 14

حماد اہل بیتؑ 16

محسن نقوی کی کہانی' اس کی اپنی زبانی 23

انٹرویو 25

مجلس اول: قافلہ حسینیؑ کی مدینہ سے روانگی 36

مجلس دوئم: مدینے سے کربلا تک 66

مجلس سوئم: حضرت فاطمہؑ کی شہادت 89

مجلس چہارم: عونؑ و محمدؑ کی شہادت 112

مجلس پنجم: حضرت امام حسنؑ کی شہادت 139

مجلس ششم: حضرت عباسؑ کی شہادت 158

مجلس ہفتم: حضرت سکینہؑ کی شہادت اور معصومہؑ کی شہادت 206

مجلس ہشتم: حضرت علی اکبرؑ کی شہادت 213

مجلس نہم: حضرت امام حسینؑ کی شہادت 241

مجلس دہم: شامِ غریباں 259

دعا' حماد اہل بیتؑ سید محسن نقوی شہید 269

اھداء

اے میری قوم کے

’’محسن شہید‘‘

تم پر

لاکھوں سلام

ریاض حسین جعفری

انتساب

ہم اس کتاب کی خصوصی اشاعت کو امام زمانہ حضرت قائم آل محمدؑ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ماؤں کے دودھ سے ہی پیا یاعلیؑ مدد
ہم نے تو بچپنے سے سنا یاعلیؑ مدد
محسن میری لحد میں وہ منظر عجیب تھا
جب میں نے خود علیؑ سے کہا یاعلیؑ مدد

اور اس شعر کے خالق حماد اہل بیتؑ سید محسن نقوی شہید کی روح کی نذر کرتے ہیں۔

دعا گو

جعفر علی میر

٭

عرضِ ناشر

......اپنے محسن کو بھول جاتے ہیں

شیعہ قوم کے واقعی و حقیقی محسن' سید محسن نقوی شہید نے مدح و ثنائے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا عہد و پیمان تو روزِ الست ہی سے باندھ رکھا تھا' مگر خمِ غدیر میں اس کی روح کی بادہ کشی اور سانحہ کربلائے معلٰی میں اس کی روحانی شمولیت سونے پہ سہاگے کا کام کر گئی۔ اس نے ۱۹۷۰ء سے لے کر ۱۹۹۶ء تک' ۲۶ سال شیعہ قوم کو رزق مودت اور درس حسینیتؑ دیا اور اسی جرم کی پاداش میں دشمنانِ اہل بیتؑ کی گولیوں کا نشانہ بنا۔ افسوس' صد افسوس!! اس کے قاتل کیفر کردار کو پہنچائے گئے نہ اس کے دروس مجالس کو محفوظ کیا گیا اور اگر ایک آدھ کوشش ہوئی بھی تو اس کے فن کے شایانِ شان ہرگز نہ تھی۔

محسن نقوی کی مجالس کو یکجا کیا جائے تو بیسیوں کتب ترتیب دی جا سکتی ہیں' ہم ممنون ہیں سید رضا عباس **نقوی** کے کہ جنہوں نے ہمیں اس کارِ خیر کی طرف رجوع کر کے اپنے محسن کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کی ترغیب دی' وہ بھی محسن ہی کے قبیلے کے فرد ہیں لہٰذا ہم ان کے احسان کا شکریہ بھی ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے......دلی خواہش

ہے کہ محسن نقوی شہید اعلیٰ اللہ مقامہٗ کی تمام کی تمام مجالس کو متعدد کتب کی صورت میں ترتیب دے کر قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ ادارہ منہاج الصالحین کو جہاں علمی و تحقیقی کتب کی اشاعت کا شرف حاصل ہے' وہاں مجموعہ ہائے مجالس کی اشاعت کا بھی بیڑا اٹھائے ہوئے ہے۔ سید محسن نقوی کی لافانی خطابت کی اشاعت ہماری اشاعتی ترجیحات میں سے ایک ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ بہ تصدق چہاردہ معصومینؑ اور بہ تعاون مومنین و مومنات ہم اس مشن کو بطریق احسن جاری و ساری رکھ سکیں۔

علامہ ریاض حسین جعفری

چیئرمین ادارہ منہاج الصالحین' لاہور

محسن!

تیری یاد میں اب بھی

مولائی کھو جاتے ہیں

محسن!

تیرے سوگ میں اب تک

منبر اشک بہاتے ہیں

محسن!

تیرا نور حوالہ اب بھی مومن دیتے ہیں

محسن!

تیرے لفظوں سے ہم درد کی لذت لیتے ہیں

محسن!

ہم نے عہد کیا ہے' تیرا ساتھ نبھائیں گے

محسن!

ہم بھی تیری طرح ہی عشق ترانے گائیں گے

محسن!

ہم بھی عزم شہادت لے کے میدان میں اترے ہیں

محسن!

ہم بھی عشق سفر ہیں' تیرے ہی پیچھے پیچھے ہیں

مظہر عباس

اے موت!...... آ ضرور...... مگر احترام سے

پروفیسر مظہر عباس چودھری

میں نے اگرچہ اپنی کتاب ''نقد نور'' میں دیگر معاصر شعرائے اہل بیتؑ کے ساتھ ساتھ حماد اہل بیتؑ سید محسن نقوی شہید کی بلند تخیل شاعری پر بھی ایک تنقیدی مضمون تحریر کیا ہے' لیکن ناشر علوم اہل بیتؑ علامہ ریاض حسین جعفری کے اذنِ نگارش پر محسن شہید کے فن خطابت پر بھی قلم اٹھانے کا موقع مل رہا ہے...... میں دیگر پرستارانِ محسن کی طرح جذبات کی رو میں بیٹھ کر منطقیت اور عقلیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہتا اور نہ ہی تشبیہ و استعارہ کے بادشاہ کو تشبیہاتی و استعاراتی انداز میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں' کیونکہ میرے خیال میں ایسا کرنا ایک طرف سورج کو چراغ دکھانا ہے' تو دوسری طرف استدلال کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا...... محسن نقوی شہید ایک ہی وقت میں بڑا شاعر' بڑا ادیب' بڑا خطیب اور بڑا سیاستدان تھا' اس کی ہمہ جہت شخصیت کے تمام پہلوؤں پر خامہ فرمائی ایک ہی کاوش میں ناممکن ہے' یہ کام مستقبل میں انشاء اللہ شہید کے فن اور شخصیت پر پی ایچ ڈی کرنے والے ریسرچ سکالر انجام دیں گے' ہمارے حصہ میں فی الحال محسن شہید کی خطابت کی نظارت آئی ہے' جو عبادت و سعادت کے ساتھ ساتھ بہت بڑی ریاضت بھی ہے۔

محسن نقوی بڑا شاعر تو تھا ہی' اس کی مختلف اصنافِ سخن میں طبع آزمائی نے اسے انیس و دبیر' حالی و اقبال اور فیض و ندیم کی صف میں کھڑا کر دیا' اس کی ''بند قبا''،

''خیمہ جاں''، ''طلوعِ اشک''، ''موجِ ادراک''، ''عذابِ دید''، ''ریزہ حرف'' اور ''فراتِ فکر'' وغیرہ ہمارے دعوے کا منہ بولتا اور زندہ و پائندہ ثبوت ہیں۔ کچھ اہل زبان نے بربنائے حسد اور کچھ منکرین ولایت نے بوجہ تعصب اس کا ادبی قد گھٹانے کی کوششیں بھی کی ہیں لیکن حق کو باطل کہنے سے حق باطل نہیں ہو جاتا' حق ہمیشہ حق رہتا ہے اور محسن نقوی کی شاعری کے ساتھ ساتھ اس کی خطابت بھی برحق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محسن شہید کی شاعری جزوِ پیغمبری تھی' تو اس کے ساتھ اس کا فنِ خطابت بھی معجزاتی و کراماتی اور وہبی و عطائی تھا اور یہ امر بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ جتنے بڑے عطا کرنے والے ہوں' اتنی ہی زیادہ عطا ہوتی ہے۔ محسن شہید کا اپنا کہنا تھا کہ میں نے آیت اللہ العظمیٰ محسن الحکیم کی شخصیت سے متاثر ہو کر اپنا نام غلام عباس سے بدل کر محسن رکھ لیا تھا' لیکن میرے خیال میں محسنینِ انسانیتؑ (محمدؐ و آلِ محمدؑ) کے ذکر کی کثرت نے اسے بھی محسن بنا دیا اور وہ شیعہ قوم پر وہ احسانِ خطابت کر گیا جو تا قائم قیامت بھلایا نہ جا سکے گا۔

مولانا کوثر نیازی نے کہا تھا کہ شیعہ خطباء نے فنِ خطابت کو اوجِ کمال تک پہنچایا ہے' محسن شہید بھی انہیں خطباء میں سے ایک تھا۔ آج کے قحط الرجال کے دور میں محسن کی خطابت مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے' وہ سریں لگاتا تھا نہ چیختا چنگھاڑتا تھا بلکہ ہمیشہ ادب کے تقاضوں اور آدابِ منبر کو ملحوظ خاطر رکھتا تھا' وہ نثری مرثیہ نگار تھا اور اپنی مجلسوں میں چہرہ' سراپا' رجز' جنگ اور گریز کو اس طرح بیان کرتا تھا کہ بڑے بڑے مرثیہ نگاروں کی روحیں اسے خراجِ تحسین پیش کرنے پر مجبور ہو جاتی تھیں' اس کی نثری شخصیت نگاری اور منظرکشی کے دو نمونے ملاحظہ فرمائیے:

''شبیہ ختم الانبیاءؐ' شہزادۂ سلطنت حُسن معصومؑ' ولی عہد بلالؓ' جمالِ

محمدؐ و علیؑ' تاثیر دعائے حسینؑ و زینبؑ' ثمر شاخ امامت ثالث' شمس تخیل لیلیٰؑ' نقطہ معیار حسن یوسف...... حسن' شرافت' خلق' تہذیب' مودت' ایثار اور جذبہ قربانی کی سجدہ گاہ' نام کے لحاظ سے علی اکبرؑ' کربلا والوں کی امیدوں کا محور' ماں کی ضعیفی کا جوان سہارا' حسینؑ کے تصور کی دوسری کمند' رسالت اور امامت کے درمیان خط استوی' معیار تربیت زینبؑ کا قطب اکبر' نماز تہجد سادات کی دعاؤں کا مقصد' باعث زیارت انبیاءؑ ...... اس بارگاہ جلیل القدر میں آج ہم آب حیات سے زیادہ قیمتی آنسوؤں کا مقدس نذرانہ پیش کریں گے۔''

محسن شہید کی شام غریباں کی منظر کشی دیکھئے:

''برباد ہو گیا حسینؑ کا گھر' آج کی صبح کتنا آباد تھا یہ گھر' آج کی صبح ہر بہن کا بھائی اس کے سامنے تھا' آج کی صبح ہر شوہر والی بی بی کا شوہر اس کے سامنے تھا' ایسی ہوا چلی کہ زہراؑ کا ہرا بھرا باغ اجڑ گیا' (آؤ پرسہ دیتے ہیں) زہراؑ کی بیٹی! آج سے تو علیؑ کی بیٹی کی بجائے ام المصائب ہے' وہ سامنے حسینؑ کی لاش پڑی ہوئی ہے' ادھر فرات ہے' جہاں بغیر بازوؤں کے جرنیلؑ پڑا ہے' یہ اکبرؑ ہے' یہ قاسمؑ ہے' دور عونؑ و محمدؑ ہیں' اصغرؑ دفن ہو چکا ہے' گزر گیا کربلا کا محشر' شروع ہو گئی وہ قیامت جس نے زہراؑ کی بیٹی کی چادر چھین لی' (آؤ مل کر پرسہ دیں) اس وقت شام غریباں ہے' کائنات میں یہی ایک شام ہے جسے شام غریباں کہتے ہیں۔''

محسن نقوی کے اس فن خطابت کا حقیقی صلہ شہادت اور مقام جنت ہی تھا ورنہ جس طرح جوش ملیح آبادی نے اپنی نظم ''ذاکر سے خطاب'' میں مجالس کے معاوضے کو خون اہل بیتؑ میں لقمہ تر کرنے سے تعبیر کیا ہے' محسن بھی کچھ اسی طرح کا نقطہ نظر رکھتا تھا:

> ''ذاکر بھی مجالس کا معاوضہ نہیں لیتے' البتہ نیاز سمجھ کر' ہدیہ سمجھ کر زادِ راہ کے طور پر نذرانہ لینے میں کوئی قباحت نہیں' یہ بات میں مجتہدین کی رائے لینے کے بعد کہہ رہا ہوں' کیونکہ بعض مجتہدین نے نیاز قبول کرنے میں احتیاط کو تقویٰ قرار دیا۔''

محسن شہید سچ کا شاعر' صداقت کا ادیب' مودت کا خطیب اور انسانیت کا دانشور تھا' اس کی نظم و نثر میں انیس کا سا تخیل' دبیر کی سی علیت' میر کا سا سوز' غالب کی سی جدت و ندرت' جوش کی سی شوکت لفظی اور فیض کی سی انقلابیت موجود تھی اور اس پر مستزاد اس کے افکار و خیالات دین کے تابع تھے۔ نثر کے حوالے سے اردو نثر کے عناصر خمسہ کے اوصاف نثری محسن کی نثر میں بیک وقت موجود تھے' سادگی و روانی' زباندانی' شعریت' مقصدیت اور عقلیت جیسی سبھی خصوصیات محسن شہید کی نثر میں موجود ہیں' وہ زود نویس اور کثیر التخلیق تھا' لیکن بدقسمتی سے اس کی عمر نے وفا نہ کی اور زندگی بھر مصروفیات کے سبب وہ اپنی تخلیقات کا مکمل ناقدانہ جائزہ بھی نہ لے سکا' اب یہ اس کے جانشینوں اور اس کی فکر کے امینوں کی ذمہ داری ہے کہ اس کے فن کو مزید نکھاریں اور سنواریں' غالبیات اور اقبالیات کی طرح محسنیات بھی ایک مکمل موضوع و مضمون ہے' لیکن صد حیف کہ قوم محسن کا علمی و ادبی سرمایہ یکجا نہ کر سکی۔ مقام مسرت ہے کہ علامہ ریاض حسین جعفری نے اس کارِ خیر کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا عزم کیا ہے' ہمیں

توقع ہے کہ محسن اپنے محسن کا حق نہیں رکھے گا اور محسن کے عشرہ ہائے محرم اور دیگر چیدہ چیدہ مجالس کے مرقعے نہ صرف مجموعہ ہائے مجالس میں اضافے کا باعث بنیں گے بلکہ مرقع ہائے ادب بھی قرار پائیں گے۔

محسن شہید عالمی ادیب اور خطیب تھا' اس کی شاعری کی طرح اس کی نثری تخلیقات کی تدوین' اس کے فن و شخصیت پر تحقیق اور اس کی تصنیفات کے دوسری زبانوں میں تراجم قوم کی ذمہ داری ہے' وہ زندہ تھا تو خمس زندگانی ادا کرتا رہا' اب موت کی آغوش میں چلا گیا ہے تو اس کا احترام اور جاودانی کا اہتمام ہم پر فرض ہے۔

لے زندگی کا خمس علیؑ کے غلام سے
اے موت آ ضرور مگر احترام سے

حرفِ عقیدت

حماد اہل بیتؑ سید محسن نقوی کو میں غزل اور نظم کے بڑے شاعر سے زیادہ حماد اہل بیتؑ سے جانتا ہوں اور مانتا ہوں' کیونکہ میں نے جناب جوش ملیح آبادی کے بعد صرف سید محسن نقوی کو دیکھا ہے کہ وہ لفظوں اور خیالوں کا خزانہ ہے۔ ان کی نثر آغا شورش کاشمیری سے زیادہ تیکھی اور نظم' سلام' مرثیہ' قطعہ' منقبت' قصیدہ یا حالات حاضرہ' کسی بھی موضوع پر اپنی مثال آپ ہوتی ہے۔ انہوں نے مذہبی شاعری کو غزل کا جمال اور پہاڑی چشموں کی طرح چمک دمک اور ترنم سکھایا ہے۔ آج تک کوئی بھی شاعر ہمارے مذہبی سٹیج پر اتنا مقبول' اتنا بارُعب اور اتنا پُراثر ثابت نہیں ہوا...... جتنا محسن نقوی کو اللہ تعالیٰ نے عزت' شہرت اور مقبولیت سے نوازا۔

سید محسن نقوی تقریباً گزشتہ بیس سال سے لاہور کے منبر پر عشرہ مجالس سے خطاب کر رہے ہیں اور اب تو کربلا گامے شاہ کا عشرہ مرکزی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ سید محسن نقوی کے بارے میں خطیب آل محمدؐ مولانا سید اظہر حسن زیدی کی رائے یہ تھی کہ حماد اہل بیتؑ سید محسن نقوی محمدؐ و آل محمدؐ کی محبت و عقیدت میں ڈوب کر لکھتے ہیں اور پھر اپنی تخلیق کو جس دبنگ انداز میں مجمع کو سناتے ہیں' برصغیر میں ایسا بڑا شاعر اس وقت موجود نہیں ہے۔ خطیب آلِ محمدؐ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ (سورۂ فاتحہ) میں سمجھتا ہوں کہ فضائل و مصائب محمدؐ و آل محمدؐ کے سلسلے میں محسن نقوی میری قوم کا عظیم اور قیمتی ترین

سرمایہ تھے اور پڑھنے کا انداز بھی اس کا اپنا تھا۔

قوم اور مجھے یتیم کرنے والا میرا محسن دربار سیدالشہداءؑ میں پورے جوش و جذبہ اور اپنی گھن گرج کے ساتھ حاضری دے رہا ہے' مجھ پر فرض تھا کہ اس کی شہادت کے بعد کم از کم اس کے ایک عشرہ محرم کی مجالس پر مشتمل کتاب شائع کروں' شہید محسن اور میرے تعلقات باپ بیٹے والے تھے۔ ۱۹۷۴ء سے لے کر شہادت تک اس نے اپنے والد بزرگوار سید چراغ حسین شاہ مرحوم کے مقام پر مجھے عزت اور احترام کیا' پھر قومی زندگی میں بھی اس نے بھرپور میرا ساتھ دیا' خصوصاً شیعہ مطالبات کمیٹی پھر بھکر شیعہ کنونشن سے لے کر اسلام آباد شیعہ محاذ و کنونشن تک جرات اور بہادری کے ساتھ سٹیج کو بھی سنبھالا اور اپنی خطابت سے قوم کو رواں دواں رکھا۔

بہرحال ''گفتارِ محسن'' جو کہ کربلا گامے شاہ لاہور ۱۴۱۲ ہجری کا عشرہ ہے' آپ کے سامنے ہے' انشاء اللہ اگر زندگی نے ساتھ دیا تو دوسری جلد بھی جلدی منظرعام پر لاؤں گا۔ میں جناب مولانا ڈاکٹر منظور حسین اسد (میلسی) کا ممنون ہوں جنہوں نے کیسٹ سے تقاریر تیار کر کے مجھے عنایت کی۔

مجھے امید ہے کہ مومنین اس کتاب کو بہت زیادہ پسند کریں گے اور اس سے استفادہ کریں گے اور اپنی رائے سے بھی ہمیں مطلع فرمائیں گے۔

والسلام دعاگو!

جعفر علی میر

مدیر اعلیٰ ہفت روزہ ''ندائے شیعہ''

اندرون موچی گیٹ' لاہور

حمادِ اہل بیتؑ

علامہ سید عرفان حیدر عابدی
رکن اسلامی نظریاتی کونسل (پاکستان)

شاعری سچے جذبوں، خوبصورت سوچوں، پاکیزہ جملوں، حساس اور بیدار دھڑکتے ضمیروں کی سب سے گرج دار آواز کا نام ہے۔ جمالیاتی ذوق کا اظہار کرے تو پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے، ظالم و مظلوم کی ازلی کشمکش پر نگاہ ڈالے تو ہیرے کی چوٹ سے چٹانیں چٹخا رے، محبوب مجازی کے حریم ناز میں غزل سرا ہو تو صرف زلف دوتا کو طول شب فرقت سے بھی دو ہاتھ بڑھا دے، عشق حقیقی کے ساگروں میں غوطہ زن ہو تو معرفت کے موتی اچھال کر ساری کائناتی جدّتوں کو ایک حرف ''ہو'' میں سما دے، ہزاروں صفحات پر محیط ہدایت نامہ شاید مسلمان کو مومن نہ بنا سکے، لیکن مکمل شاعر کا صرف ایک مکمل شعر چودہ صدیوں پر محیط آفاقی غم کو قیامت کی سرحدوں سے پرے لے جاتا ہے۔

میں سوچتا ہوں کہ حق کس طرح ادا ہو گا
غم حسینؑ زیادہ ہے زندگی کم ہے

انسانی حیات کے مشاہدے میں طویل ترین عمر کو عمر نوح کہا جاتا ہے، مگر وہ بھی نو صدیوں کے بعد ہانپ جاتی ہے، یہ غم حسینؑ ہے جو ہر صدی کی اکھڑی

ہوئی سانسوں سے اپنی سوز و گداز اور اپنی ہمیشگی کا خراج لے کر اسے تاریخ کے اوراق میں چھپا دیتا ہے اور خود زندگی، پائندگی، درخشندگی اور معراج بندگی کی قوس قزح بن کر ہر صبح کے ابھرتے سورج اور ہر رات کے آخری ستارے سے حلف لیتا ہے کہ

غم حسینؑ سلامت رہے قیامت تک

زندہ شاعری صرف کربلا کے حوالے سے کی گئی وہ یوں بھی کہ کربلا نے فطرت کے ہاتھوں نوک نیزہ کی بلندی سے ابدیت کا تاج پہن لیا تھا، میرے مطالعہ سے نہیں گزرا کوئی شاعر جس کے فکر تخیل کے خیموں کی طناتوں نے کربلا کی زمین کو سجدہ نہ کیا ہو، میں نے تو ہر ادب کے حوالے سے ہونے والی شاعری کو کربلا کی سچائی اوڑھے ہوئے دیکھا۔ میں نے تو قدیم و جدید شعر کے کلام کو کربلا کے استعارے کے بغیر نامکمل اور ادھورا پایا، جہاں کہیں فطرت کا بے باک شاعر ریاکاری کی صفیں یزیدان عصر نو کے مقابل صف آراء ہوا، اس نے یقیناً قلم کو خاک کربلا سے مسیقل کیا۔ میر انیس ''خدائے سخن''، میرزا دبیر ''ناخدائے سخن''، جوش ''پروردگار رزق لغت''، نجم آفندی ''نوح سفینہ نوحہ''، اختر چنیوٹی کوکب ''فلک دہلیز بتول''، یہ سب عظیم بہت عظیم فکر و فن کی بلندی کے ہمالہ صفت شاعر جنہوں نے صرف اور صرف کربلا بیان کی اور فنی اعتبار سے ابدیت کی چادر اوڑھ کر سو گئے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مگر میر صاحب جس پر مجھ سے لکھوانا چاہتے ہیں، رب محمدؐ و آل محمدؐ کی قسم میں نہیں لکھ سکتا، کیا لکھوں۔

دل ہوا جب سے شرمسار شکست
بن گئے دوست پر سہ دار شکست

مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں ۱۵ جنوری ۱۹۹۶ء کی منحوس شام سے اب تک عذاب دید میں مبتلا ہوں، خیمہ جاں میں طلوع اشک کا ماتم برپا ہے، ریزہ حرف کا الماس کرچی کرچی ہے، موج ادراک شہر کا راستہ بھول گئی ہے، فراست فکر کسی ہولناک سانحہ سے خود جاں بلب ہے، اب تو بند قبا کی سلوٹیں بھی چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں۔

یا اپنا گریباں چاک یا دامن

دیکھیں میر صاحب، ہم بھی کتنے بزدل ہیں کہ کسی بہادر شاعر کا مصرع مکمل بھی نہیں لکھ سکتے، مجبوری مصلحت اصل میں بزدلی اور منافقت کا دوسرا نام ہیں، ایک وہ بہادر تھا جو اس معاشرے کے سنگ زادوں سے اپنے جسم پر سارے شفاف آئینے اوڑھ کر ملتا اور بارش سنگ میں بھی مسکرا کر کتنی جرات سے کہہ جاتا۔

ہزار تہمتیں دنیا نے بخش دیں مجھ کو
میں آدمی تھا مگر چپ رہا خدا کی طرح

کتنوں نے کہا اس شخص پر لکھو، میں نہ لکھ سکا نہ لکھ سکوں گا، نہ لکھ سکتا ہوں، اپنے حال کا مرثیہ خود نہیں لکھا جاتا۔ میر صاحب آپ واقعی عظیم بھی ہیں اور دلیر بھی کہ اس کی ''گفتار'' جمع کر کے شائع کر رہے ہیں، ٹوٹے تو آپ بھی میری ہی طرح ہیں، بکھرے تو آپ بھی میری طرح ہیں، مگر یہ سلیقہ مجھے نہیں آتا، یہ حوصلہ آپ کا ہے کہ آپ ''گفتار'' میں خود کو سمیٹنے کی کوشش کر رہے ہیں، پروردگار محمدؐ و آل محمدؐ آپ کو حوصلہ دے، مجھے تو اس کا یہ مصرع نہیں بھولتا جو وہ نہ جانے ہم جیسے کتنے کم نصیبوں کے لئے کہتا تھا۔

مروں گا خود بھی تجھے بھی کڑی سزا دوں گا

ظالم نے جو کہا تھا سچ کر دکھایا واقعی کڑی سزا دے گیا، اب لکھتے رہو، تڑپتے

رہو' ادھورے پھرو' نامکمل بے حس جامد ناتمام تلاش ادھار مانگی ہوئی زندگی خرچ کرتے پھرو' بھگتو وہ سزا جو وہ دے گیا' کم بخت کتنی بے نیازی سے کہتا تھا اکثر ''منے بہت یاد آؤں گا'' ہم کہتے تھے ایسا نہیں کہتے یار تو ریشمی تبسم کے ساتھ اپنی محبت سے لبریز بلوری آنکھوں کو نیم وا کرتے ہوئے تسلی دیتا' ارے ہٹ پگلے' نا' نا میں نہیں مرتا' میں اس قبیلے سے نہیں ہوں جو جی جی کر مرتے ہیں اور مر مر کر جیتے ہیں۔

چند اہم وہ ہیں۔

جو جینے کیلئے جیتے ہیں...... اور بس

اس کے جملے کتنے غلافوں میں لپٹے ہوتے تھے جن کی تہہ تک پہنچتے پہنچتے انسانی دماغ شل ہو جاتے اور ذہانت کی ساری رگیں چٹخ جاتیں' لوگ سوچتے رہ گئے کہ یہ جینے کے لئے جیتے ہیں۔ کیا مطلب آخر اس نے خود ہی اپنے سینے کے ابلتے ہوئے گرم گرم خون سے افق تاریخ پر اپنے جملے کی سب سے بڑی سچائی کی تفسیر کی۔

علی من مات علی حبِ آلِ محمدٌ مات شهيداً

جن کی محبت میں جیے' ان کی محبت میں شہید' اب جو غور سے دیکھا تو عندیہ کھلا کہ یہاں تو موت یا ملک الموت کا واقعی کوئی وجود نہیں' وہ خاموش مسکراہٹ لبوں پر سجائے موت سے زندگی کا خراج لے رہا تھا' یہ شعر پڑھے جا رہا تھا۔

لے زندگی کا خمس علیؑ کے غلام سے
اے موت آ ضرور مگر احترام سے

ہم روتے تھے وہ خاموش تھا' کبھی چپ نہ رہنے والا جیسے اپنے سارے دوستوں سے کہہ رہا ہو۔

میت پہ تم پکارتے ہو ہم خاموش ہیں
یہ آخری تمہارے ستم کا خواب ہے

میر صاحب آپ کو تو پتہ ہے کہ وہ میرا آپ کا اور سب کا کیا تھا' لوگ کہتے ہیں اور سچ کہتے ہیں کہ وہ اس دور کا سب سے بڑا شاعر تھا' وہ اقلیم قلم و قرطاس کا مطلق العنان سلطان تھا' ہاں تھا' وہ بہت عظیم دانشور تھا' وہ تخیل کا انیس' تبحر کا دبیر' شوکت الفاظ کا جوش' سوز کا میر' تغزل کا غالب' فکر کا فیض' حافظے کا حافظ' حکایات کا سعدی' قصائد کا رومی' رباعیات کا مونس' قطعات کا رئیس تھا۔ ہاں تھا یقیناً تھا' مگر یہی سب کچھ تو نہ تھا' وہ تو اور بہت کچھ تھا' وہ رخت شب کا مسافر بھی تھا۔ وہ ریزہ حرف کا کلیم بھی تھا۔ وہ ردائے خواب کی تعبیر بھی تھا۔ وہ بند قبا کا تقدس بھی تھا۔ وہ موج ادراک سے اشک طلوع کرنے کا ہنرور بھی تھا۔ وہ خیمہ جاں میں رہا' کب وہ تو فرات فکر سے موج ادراک اڑا کر اس دنیا کو اپنے لہو کی سچائی سے یہ بتا گیا کہ دنیا کے سب منظر عذاب دید ہیں' دید کی عید صرف ماتم حسینؑ اور بس' دید کی معراج مشہد حسینؑ' زبان کا وضو نام حسینؑ' قلم کی نماز پیام حسینؑ۔ وہ کہتا تھا کہ حسینؑ لکھو' حسینؑ سوچو' حسینؑ سیکھو' حسینؑ پڑھو' حسینؑ سمجھو اور بس وہ حسینؑ کے حوالے سے موت کا قائل نہیں تھا' اس کی نگاہ میں زندگی' پائندگی' تابندگی یہ سب حسینؑ کے مختلف نام ہیں' استعارے ہیں' تخلص ہیں' وہ قبر میں بھی اپنی بات پر اٹل رہا' اس نے کہا' نا...... نا نا ہم نہیں مرنے کے' ہم تو۔

زندگی وار کے اس واسطے پہنچے ہیں یہاں
قبر میں ہم کو یقیں ہے کہ علیؑ آتے ہیں

میر صاحب! بڑا کٹھن کام سونپ دیا آپ نے' وہ مرا تو یقیناً نہیں' عام مومن

عزادار نہیں مرتا وہ تو حماد اہل بیتؑ تھا' ذاکر مسافرۂ شام تھا' نوحہ خواں زندان شام تھا' میں نے کسی غیر کے جنازے پر ان دیکھی ماؤں کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ'' اے اللہ! میرے پنج دے پنج پتر لے ساڈا محسن واپس کر دے۔''

اس منحوس شام جب ٹی وی پر یہ خبر نشر ہوئی اللہ رسولؐ اور حسینؑ کی ماں گواہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں گھروں میں ماتم برپا ہو گیا' کسی گھر میں چولہا نہیں جلا' ۱۵ جنوری ۱۹۹۶ء سے اب تک کی کوئی مجلس' کوئی محفل' کوئی نجی گفتگو ایسی نہیں جس کا سرنامہ یا اختتامیہ محسن نہ ہو۔ آخر آپ' میں' اسد' عقیل' حسن' علی' ظفر' فرحت' اختر' جمشید اور بہت سے اسے کیسے بھول سکتے ہیں' اس کی خوش مزاجی' خوش لباسی' خوش کلامی' نماز صبح میں اس کی خوش الحانی' اس کا انداز دعا' اس کا آغاز مجلس' اس کی اٹھان' اس کے شعروں کی اڑان' فضائل علیؑ کا طوفان' مصائب حسینؑ کا سیلاب ان سب سے ہم کیسے دامن بچا سکتے ہیں؟ یہ سوچیں آپ بھی اور میں بھی اور وہ بھی جنہیں یقین ہے کہ جانا سب کو ہے' ہمیشہ یہاں کوئی نہیں رہنے والا کہ ایسا کیوں ہوا؟ کیسے ہوا؟ محبتوں کے دھنک رنگ چھڑکنے والا اپنے ہی خون میں کیوں نہلا دیا گیا؟ وہ تو بڑا محبتی تھا' ریشمی تھا' کھردرے پن سے تو اسے نفرت تھی' وہ مخملی تخیلات سے کمخوابی نچوڑ کر اپنائیت' محبت' اخوت' عفو و درگزر کے سارے پاکیزہ جام اس انسانی معاشرے کی رگوں میں انڈیلتا رہا۔ ہاں میر صاحب ہاں! ایک بات اٹل تھی وہ بیٹا تھا چراغ حسین کا' لاڈلہ تھا خادم حسین کا' باپ تھا اسد عباس کا' ابو تھا عقیل عباس کا' قوت بازو تھا ظفر عباس کا' نشان تھا سادات کے جاہ وحشم کا' امین تھا شرافت خون علیؑ و بتولؑ کا' اس کے پاکیزہ شجرۂ نسب کی کڑی خاکم بدہن' کہیں سے چٹخی ہوئی نہیں تھی' اس لئے وہ عظمت ولایت علیؑ اور وجوب عزاداری حسینؑ ابن علیؑ پر عمامہ فروش عبا بردوش علماء سو سے ایک لمحے

کے لئے بھی سمجھوتہ کرنا' اپنے خون خاندان حسب' نسب' فن' فکر' تخیل' علم صلاحیت کی توہین سمجھتا تھا۔ جہاں کہیں دشمنان ولایت علیؑ نے پَر نکالے' اسی موقع پر وہ ملت کے جوانوں کی رگوں میں ولایت علیؑ اور مودت آلِ محمدؐ کے ہزاروں ایٹم بم بھر کر پورے گرجدار لہجے میں کہتا تھا:

''نادِ علیؑ پڑھو...... کہ عقائد کی جنگ ہے''

عقیدہ کی منزل میں اپنے ہی گفتار کے حوالے سے مختارؓ مزاج' سلمانؓ طبیعت' ابو ذرؓ حشبت' میثمؓ شخصیت اور قنبر سیرت تھا' ہر دور کے مفسروں کے لئے منکرین ولایت علیؑ کے لئے دشمنان غم حسینؑ کے لئے اس کا یہ پیغام بغیر کسی رو رعایت تھا۔

کیوں دشمنی ہے تجھ کو علیؑ و حسینؑ سے
فرصت ملے تو پوچھ' کبھی والدین سے

زندہ باد شہید محسن زندہ باد

ہم تو بینائی کھو چکے کہ تیرے قاتلوں کے چہرے نہیں پہچان سکتے' لیکن دوست...... وقت ضرور بدلہ لے گا۔

☆☆☆

محسن نقوی کی کہانی' اس کی اپنی زبانی

محسن نقوی اپنی شاعری کے نصف النہار پر پوری قوم و ملت کو اداس چھوڑ کر امر ہو گیا' اس کی شاعری کے حوالے سے اس پر بہت کچھ لکھا جائے گا' شنید ہے کہ پی ایچ ڈی کے لئے اس کو عنوان قرار دے دیا گیا ہے۔ اس پر مزید بہت کام ہو گا' تشبیہ و استعارے پر اسے مکمل گرفت تھی اور وہ خود تشبیہ و استعارہ بن جائے گا۔

شاعری کے علاوہ آج کل اس کی کتابوں کے لکھے ہوئے دیباچے' پیش لفظ زیر بحث ہیں کہ وہ جتنا بڑا شاعر تھا اتنا بڑا ہی نثر نگار تھا' اس کے نثر پاروں کی پہلی کتاب ''محسن نقوی نے کہا'' ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئی۔

محسن نقوی کی شہادت کے سانحے کو جس طرح قوم نے محسوس کیا' یہ اعزاز کم لوگوں کو ملتا ہے اس کی صف ماتم ہر گھر میں بچھی' ہر دل میں وہ ٹیس بن کر موجود رہے گا' وہ بڑا مشترکہ سا سرمایہ تھا جبھی لوگ ایک دوسرے کو اس کا پرسہ دے رہے ہیں اور یہ اداسی بڑی دیرپا اور دائمی ہو گی جس جس سے اس کا تعلق رہا وہ سسک سسک کر اسے یاد کر رہے ہیں اور انہیں کوئی ڈھارس نہیں مل رہی۔ اس کے وجود و کلام سے ذہن کی توجہ نہیں ہٹ پاتی' وہ ہے بھی تو یاد رکھنے کے قابل' اس کے نام کے گھروں میں بین ہوئے' ماتم برپا ہوئے اور اس کے بغیر مجالس' محافل سونی سونی سی لگنے لگیں۔ اتنا بڑا شاعر قوم' مذہب' ملت کو بہت مدت کے بعد نصیب ہوتا ہے' وہ جتنا زود نویس

اور بسیار گو تھا اتنا ہی موثر تھا' رگ و پے میں سرایت کر جانے والی تحریروں کا قلمکار تھا' لفظوں پر اتنی مضبوط گرفت تھی کہ کیا مجال کوئی حرف بھی ادھر ادھر ہو' وہ جب چاہتا' جہاں چاہتا' جتنا چاہتا' جیسا چاہتا لکھ سکتا تھا۔ اس کے جانے سے مجھ جیسے ان گنت انسان نامکمل اور ادھورے سے ہو گئے ہیں' اس کے حالات زندگی اس کے اپنے قلم سے پیش کرنا چاہوں گا جو ماہنامہ ''دستک'' لاہور' ستمبر ۱۹۹۱ء کے ''محسن نقوی نمبر'' سے تحریر ہیں۔ ایک اور بات' کسی طرف سے بھی تحریر نہیں کی گئی کہ وہ غلام عباس سے ''محسن'' کیسے بنے؟ ان کی اپنی کہی ہوئی بات ہے:

> ''میں عراق کی زیارات کے لئے گیا تو نجف اشرف میں آقای محسن الحکیم سے ملاقات ہوئی' میں نے ان کی شخصیت کا اس قدر اثر قبول کیا کہ ان کے نام کو اپنا تخلص رکھ کر نام کا حصہ بنا لیا۔''

اب آئیں محسن نقوی کے حالات زندگی اس کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے پڑھیں:

انٹرویو

(یہ انٹرویو پندرہ روزہ ''دستک'' لاہور...... مدیر محترم افضال شاہد نے یکم ستمبر ۱۹۹۱ء کو کیا):

☆ آپ نے زندگی کا یہ طویل عرصہ کیسے طے کیا؟ اس سفر میں پیش آنے والی مشکلات کیا تھیں؟ اپنے خاندانی پس منظر میں اب تک کی واردات بیان کریں؟

○ یہ سوال ہے یا امتحانی پرچہ؟ یار ایک ہی سانس میں اتنا کچھ پوچھ لینا اور پھر تفصیلاً پوچھنا' باقی سوال ضرور کرنے ہیں؟

زندگی کا طویل سفر...... واقعی یار افضال اب تک کا سفر طویل بھی تھا اور پا گداز بھی' کبھی پاؤں لہولہان ہوئے' کبھی سرابوں نے بینائی کو زخمی کیا' کہیں تازہ ہوا کے جھونکوں نے لوریاں دیں تو کہیں گرم لو نے تازیانے برسائے' بچپن کی محرومیاں' لڑکپن کے خواب' جوانی کی پہیلیاں اور پھر خیالوں کی گھنی چھاؤں میں آہستہ آہستہ عمر کی دھوپ کا پھیلنا' سب کچھ ایک ہی سانس میں کیسے بیان ہو؟ کیونکر کہا جائے؟ عدم میکدے کی راہ سے ہو کر گزر گیا' فانی کے ہاتھ سے جام گر کر ٹوٹ گیا' جوش نے اسے پھول والوں کی گلی اور چمپا کلی سمجھ کر برتا' فراق نے سوچا اور اداس ہو گیا۔ اقبال نے اسے رواں دواں اور پیہم رواں قرار دیا' فیض کو مفلس کی قبا محسوس ہوئی' قاسمی نے اسے ریت کے ذروں کی گنتی سے

تعبیر کیا۔ میاں یہ بڑے لوگوں کی باتیں ہیں' ہم زندگی کے طویل سفر میں اپنے ''ہونے'' کے یقین و گماں کے اسیر لوگ اپنا تو یہ حال ہے بھائی کہ دھوپ چاٹتے رہے' چاندانی اگلتے رہے کہ منصب ہی ایسا تھا۔ ڈیرہ غازی خان کی پسماندہ سرزمین' چھوٹا سا شہر' اس شہر کا ایک چھوٹا سا بلاک یا محلّہ (جسے بلاک نمبر ۴۵ یا محلّہ سادات کہتے ہیں)' اسی محلے میں ایک چھوٹی سی گلی اور اس گلی میں ایک نیم تاریک مکان' جہاں ۵ مئی ۱۹۴۷ء (سکول کے سرٹیفکیٹ کے مطابق) کی صبح کی پہلی کرن کے ساتھ دنیا کے بے شمار جانداروں میں ایک اور معمولی سی جان کا اضافہ ہوا۔ چھوٹا سا گھر تھا' حسب روایت خوشی منائی گئی' دو چار لمحوں کی' مبارک باد اور پھر سناٹا۔ بچے کا نام گھر والوں نے غلام عباس رکھا جو آٹھویں جماعت پاس کرتے ہی غلام عباس محسن نقوی بن گیا' والد کا نام سید چراغ حسین (مرحوم)' دادا کا نام سید مہر حسین اور نانا سید غلام سرور شاہ' شجرۂ نسب امام علی نقیؑ سے ملتا ہے۔ جد امجد علی راجن کا مزار ضلع لیہ میں ہے اور بستی اور اسٹیشن علی راجن کے نام سے ہی مشہور ہے۔ دادا پولیس کے ریٹائرڈ ہیڈ کانسٹیبل تھے' ایک چچا سید منظور حسین ریلوے میں افسر تھے (یہ سوتیلے چچا تھے)' انہی کے ایک بھائی سید رحم شاہ پاکستان بننے سے پہلے کے گریجوایٹ تھے اور شاعری بھی کرتے تھے' انگریزوں کی حکومت نے وظیفہ دیا' مگر رحم شاہ جو ''خیال'' تخلص کرتے تھے' ٹی بی کے عاشقانہ مرض میں مبتلا ہوئے' ولایت جانے سے دو چار دن پہلے انتقال کر گئے' ان کا صرف ایک شعر ہم تک پہنچا ہے۔

موت اور موت بھی جوانی کی
دھوم ہے مرگ شادمانی کی

ہماری سگی دادی کی آٹھ اولادیں تھیں' چار بیٹے' چار بیٹیاں۔ بیٹوں میں سب سے بڑے سید نور احمد شاہ پولیس انسپکٹر ریٹائرڈ تھے' دوسرے سید در محمد شاہ بارڈر ملٹری پولیس میں جمعدار رہے اور پھر آنریری جمعدار ریٹائرڈ ہوئے' تیسرے ہمارے والد سید چراغ حسین اور چوتھے سید خادم حسین شاہ صاحب ان میں تین بیٹے (سید نور احمد شاہ' سید محمد شاہ اور ہمارے والد سید چراغ حسین) اور تین بیٹیاں انتقال کر چکے ہیں' باقی ہمارے چچا جان سید خادم حسین شاہ صاحب (اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم پر سلامت رکھے اور ایک پھوپھی ماشاء اللہ زندہ ہے' والد اور چچا جان (سید خادم حسین) اکٹھے کاروبار کرتے تھے' پہلے زین سازی کی دکان تھی' پھر پاکستان بننے کے بعد غلہ منڈی میں سادات آڑھت کے نام سے دکان کھولی' جو اب تک باقی ہے۔ ہمارے والد کی وفات ۸ مارچ ۱۹۷۲ء کو ہوئی' والدہ صاحبہ خیر سے حیات ہیں اور ہماری کائنات ہیں' ہم دو بھائی' پانچ بہنیں ہیں' ہمارے چھوٹے بھائی سید فرحت عباس اب ڈیرہ غازی خان میں اپنے چچا کے زیر سایہ فیکٹری میں ہوتے ہیں۔ والد مرحوم کے بعد ہمارے چچا جان نے ہمیں یوں سنبھالا کہ والد مرحوم سے کہیں زیادہ شفقت اور محبت عطا کی اور اب تک ان کی محبت اور شفقت اسی طرح رواں دواں ہے جیسے پہلے دن تھی۔

ہم نے پرائمری تعلیم اپنے محلے کے ساتھ ہی ایک پرائمری سکول نمبر ۶ میں حاصل کی' میٹرک ڈیرہ غازی خان گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۱ سے فسٹ ڈویژن

میں پاس کیا' ایف اے اور بی اے گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خان سے کیا اور ایم اے گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ملتان سے ۱۹۷۰ء میں پاس کیا۔ اس عرصہ میں ایوب خان کی آمریت کے خلاف نظم لکھنے کے جرم میں مقدمات میں ملوث بھی ہوئے۔ ڈیرہ غازی خان کے کالج کے مجلّہ ''الغازی'' کے دو مرتبہ مدیر بھی رہے' سٹوڈنٹس یونین کے جنرل سیکرٹری اور نائب صدر بھی رہے۔ مشاعروں میں انعامات' مباحثوں میں ٹرافیاں بھی جیت کر لائے' ملتان میں ایم اے کے دوران ملتان کالج کے رسالہ ''نخلستان'' کے ایڈیٹر بھی رہے' امروز ملتان میں مسعود اشعر کے زمانے میں کام بھی کیا' کالم بھی لکھے' شاعری آٹھویں جماعت میں شروع ہوئی' یعنی پہلا شعر ہم نے آٹھویں جماعت میں کہا۔ کالج میں ۱۹۶۳ء میں داخلہ لیا تو شعر مسلسل کہنا شروع کر دیئے' پہلے پانچ سال کا کلام خود سے ضائع کر دیا ''ناگفتنی'' تھا' ۱۹۷۰ء میں ملتان سے ایم اے کے دوران پہلا مجموعہ ''بند قبا'' کے کلام کا انتخاب شائع ہوا۔ اصلاح باقاعدہ طور پر کسی سے بھی نہیں لی' البتہ مولانا حسرت موہانی کے شاگرد حضرت شفقت کاظمی مرحوم جو خود چار مجموعہ ہائے کلام کے خالق اور برصغیر کے سہل ممتنع کے صف اول کے شاعر تھے' ہمارے منہ بولے استاد تھے' انہی کی صحبت میں اساتذہ کا کلام پڑھنے کا شوق ہوا اور دوسرے ہمارے مرحوم ماموں سید صاحب علی شاہ صاحب مخدوم نقوی تھے' جو اشعار کا خزانہ اپنے حافظے میں محفوظ رکھتے تھے' انہوں نے حوصلہ افزائی کی اور ہم جی بھر کر شعر کہنے لگے۔ والد اور چچا جان چاہتے تھے کہ ہم اپنا بزنس سنبھالیں' مگر اپنی طبیعت لفظوں کے جنگل میں گھر چکی تھی' سوچنا سوچنا سوچنا اور سوچنا' شعر کہنا اور پھر مشاعرے پڑھنا' ۱۹۷۰ء ہی میں مجالس کا آغاز ہوا' جو

اب تک جاری ہے۔

شاعری کے سلسلے میں جن جان لیوا مشکلات سے ہمیں دوچار ہونا پڑا' ان کی تفصیل کا یہ وقت نہیں ہے بس یہ تھا کہ اپنے شہر میں ادبی مجادلے جاری تھے' مشاعروں میں ٹھنی رہتی تھی' ہم انہی جھمیلوں میں گم رہتے تھے' وہ تو اللہ زندگی کرے ہمارے بھائی ظفر عباس نقوی کی جس نے بی اے کر کے کاروبار سنبھال لیا اور اب خاندان کا ذمہ دار فرد ہے' ہمارا دست بازو' ظفر عباس!

ابھی بی اے سے فارغ ہوئے تھے کہ والدین نے شادی کے فرض سے سبکدوش ہونے کا ارادہ کر لیا اور یوں ۱۹۶۸ء میں ہماری شادی (ہمارے چچا جان سید خادم حسین کی بیٹی سے ہوگئی)' اب ہمارے دو بیٹے اسد عباس اور عقیل عباس اور ایک بیٹی قرۃ العین ہے۔

شاعری اور مجالس کے سلسلے میں ''احباب'' کی کرم فرمائیوں کے طفیل ہمیں دو مرتبہ زہر بھی دیا گیا تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری' مگر ہم کچھ زیادہ ہی سخت جان نکلے کہ بچ گئے۔ ۱۹۸۰ء میں لاہور میں ایک جھونپڑا تعمیر کیا' اب اسی میں رہتے ہیں اور دعائیں دیتے ہیں احباب کو۔ یہ تھی اب تک کی مختصر سی داستان جو ایک سانس میں سنائی جا سکتی ہے' اس سے آگے کچھ چھیڑیں گے تو داستان طویل ہو جائے گی اور آپ سو جائیں گے!

☆ شاعری کی طرف کب اور کیوں راغب ہوئے؟

○ ہمارا خیال ہے اس سوال کا جواب ہم دے چکے ہیں کہ طبیعت بچپن سے شاعرانہ تھی' آپ سے ایک بھید کہیں کہ چاندنی ہماری کمزوری ہے اور جب سے ہوش سنبھالا ہے ہر چاند کی چودھویں کو کبھی نہیں سوئے۔ خدا جانے کیا وجہ ہے؟

عجیب وغریب کیفیت ہوتی ہے۔ ''گھر رہیں تو ویرانی دل کو کھانے کو آوے'' والا معاملہ ہوتا ہے' چاندنی' سگریٹ کا دھواں اور آوارگی (صحت مند معنوں میں) ہماری تین شدید کمزوریاں ہیں' جو اب تک پوری تابندگی سے جاری ہیں۔ سفر' سگریٹ اور چاندنی' تینوں بے وجہ ذہن کو الجھا کر رکھ دیتے ہیں اور ہماری شاعری ان کے بغیر سانس لینا بھی گوارا نہیں کرتی۔

☆ آپ بنیادی طور پر سرائیکی بولنے والے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں' آپ نے سرائیکی کی بجائے ایک ایسی زبان کا انتخاب کیوں کیا جس کو آپ کے علاقے میں سمجھنے والوں کی تعداد محدود ہے؟

C بلاشبہ میرا تعلق سرائیکی علاقے سے ہے' میں سرائیکی میں شاعری بھی کرتا ہوں اور میری بہت سی سرائیکی غزلیں سرائیکی گلوکاروں نے گائی بھی ہیں' ریڈیو پاکستان ملتان کے مشاعروں سے لے کر ٹیلی ویژن پر سرائیکی پروگرام ''رت رنگیلڑی'' کی کمپیئرنگ تک میرا خاصہ حصہ ہے' مگر اردو زبان کو وسیلہ اظہار اس لئے بنایا کہ ایک تو ہماری قومی زبان ہے' دوسرے یہ کہ میرے علاقے میں جہاں آپ کے بقول اسے سمجھنے والوں کی تعداد محدود ہے' وہاں یہ بھی ضرورت تھی کہ قومی زبان کو فروغ دیا جائے اور تیسرے یہ کہ اپنے شعبہ کے اعتبار سے بھی مجھے چوبیس گھنٹوں میں تقریباً بیس گھنٹے تو بولنا پڑتی ہے' تقریر' تحریر' شاعری' گفتگو' کمپیئرنگ' خطوط' کالم' قطعہ وغیرہ۔ جب سب کچھ اردو ہی میں کرنا پڑتا ہے تو پھر اردو ہی بولنا پڑتی ہے۔ جہاں تک سرائیکی زبان کا تعلق ہے بہت میٹھی اور رسیلی زبان ہونے کے باوجود اس کے ساتھ حادثہ یہ ہے کہ سرائیکی سننے والے تو بہت سے لوگ ہیں مگر اسے پڑھنے والوں کی تعداد بہت محدود ہے' ابھی

بہت کم عرصہ ہوا ہے کہ اس کے حروف تہجی طے کیے گئے ہیں' ابھی اس کی ٹائپ' کتابت' خوشنویسی اور پھر اس کو پڑھنے پر تھوڑا عرصہ لگے گا۔

☆ اساتذہ میں آپ کے نزدیک کون کون سے شعراء ایسے ہیں جنھیں شعری ادب کا محسن کہا جا سکے؟

○ یہ سلسلہ دلی دکنی سے شروع ہوتا ہے' پھر مصحفی' میر' غالب' انیس سے ہوتا ہوا حالی اور اقبال تک پہنچتا ہے۔ اقبال کو بعض اہل زبان مستند نہیں مانتے' مگر میرے نزدیک اقبال' جوش' فیض صاحب اور احمد ندیم قاسمی بھی شعری ادب کے محسنوں میں سے ہیں اور ن- م راشد' میرا جی' مجید امجد اور جعفر طاہر نے نظم میں ہیئت اور موضوع کے خوبصورت تجربے کیے اور یہ کارواں چلتا رہا اور چلتا رہے گا۔

☆ آپ بیک وقت شاعر بھی ہیں' ذاکر و خطیب اور سیاست دان بھی' شاعری کے علاوہ باقی شعبوں سے آپ کس طرح انصاف کرتے ہیں؟

○ باقی کے شعبوں میں میرے اندر کا شاعر میرے ساتھ ساتھ رہتا ہے اور تینوں آپس میں مل کر ایک دوسرے کے مشورے سے چلتے ہیں۔

☆ جوش ملیح آبادی نے اپنی نظم ذاکر سے خطاب میں معاوضے کو خون اہل بیتؑ میں لقمہ تر کرنے سے تعبیر کیا ہے' مجالس کا معاوضہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

○ ذاکر کبھی مجالس کا معاوضہ طے نہیں کرتے' البتہ نیاز سمجھ کر' ہدیہ سمجھ کر یا زاد راہ کے طور پر نذرانہ لینے میں کوئی قباحت نہیں' یہ بات میں مجتہدین کی رائے لینے کے بعد کہہ رہا ہوں' کیونکہ بعض مجتہدین نے نیاز قبول کرنے میں احتیاط کو تقویٰ قرار دیا ہے' ویسے آپ اگر مجلس کرائیں تو آپ سے میں یا علامہ عرفان

حیدری عابدی کوئی نیاز بھی نہیں لیں گے' جعفر علی میر کی گواہی لے لیں۔

☆ آپ پیپلز پارٹی میں کب شامل ہوئے؟

○ دلچسپی پہلے دن سے تھی' ۱۹۶۹ء میں ملتان میں پی ایس ایف کی بنیاد رکھنے والوں میں ہم پیش پیش تھے' پھر قائد عوام نے جب بھی ملتان کا دورہ کیا' ہم طلباء کے دستوں کو لے کر ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ ان دنوں ملتان ڈویژن جس میں ڈیرہ غازی خان بھی شامل تھا' پارٹی کے جلسہ میں نظمیں پڑھا کرتا تھا' ''امروز'' میں کالم لکھتا تھا' حنیف رامے صاحب کے پرچہ نصرت اور مولانا کوثر نیازی کے ''شہاب'' میں میری نظمیں اور مضامین اسی دور میں شائع ہوا کرتے تھے اور آج تک اسی پارٹی میں ہوں۔ ۱۹۷۷ء میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے ڈیرہ غازی خان میں قومی اتحاد کے قائد مرحوم مفتی محمود کے مقابلے میں ایم این اے کا ٹکٹ مجھے دیا تھا اور یہ بات میرے لئے اب تک ایک اعزاز کی حیثیت رکھتی ہے۔

☆ آپ کے نزدیک اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟

اس وقت پاکستان کا ہر مسئلہ سب سے بڑا مسئلہ ہے' بے روزگاری اور غربت کی آندھی ذہنوں کے چراغ گل کر رہی ہے' مہنگائی کا عفریت منہ کھولے غریبوں کو نگل رہا ہے' دہشت گردی نے ہنستے کھیلتے گھرانوں کو اجاڑ کر رکھ دیا ہے' رشوت اور چور بازاری رسم و رواج کی طرح عام ہیں' بلیک میلنگ کاروبار میں شامل ہے' قتل' اغواء' ڈکیتی اور چوری معمول میں شامل ہو کر رہ گئے ہیں' قومی تشخص تعصّبات کی دھول سے اٹ گیا ہے' پنجاب پولیس کے ہاتھوں میں' سرحد اور بلوچستان دہشت گردی کے پنجوں میں جکڑے ہوئے ہیں' سندھ میں علیحدگی

پسند قوتیں زور پکڑ رہی ہیں' جام صادق خود ایک مسئلہ بن گیا ہے اور سب سے بڑا مسئلہ وہ خوف اور بے یقینی ہے جس نے ہر انسان کی سوچ کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ ہر آدمی یہی سوچتا ہے کہ کل کیا ہوگا؟ اور کل کے پاس اندھیرے اور مایوسی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ سیاسی جماعتوں کا اتحاد ہو رہا ہے' کچھ اتحاد پہلے سے کام کر رہے ہیں' پٹرول مہنگا ہوا' کپڑا مہنگا ہوا' کھانے پینے کی اشیاء مہنگی ہوئیں' افراط زر نے راتوں رات اپنے کرشمے دکھائے' مگر حکومت کے پاس نہ تو کوئی حل ہے نہ علاج۔

طالب علم کتاب کی بجائے کلاشنکوف کے معاملے میں مصروف ہے' مہنگائی نے ڈکیتی کو جنم دیا' جو لوگ پہلے چوری سے نفرت کرتے تھے اب چوروں کے سرپرست بن گئے' اب تو ہماری حالت اس مریض کی سی ہے جو ایک بیماری کا علاج کرتا ہے تو ''چیک اپ'' کرانے سے ایک اور بیماری سامنے آ جاتی ہے۔ غریب کا مسئلہ روٹی' کپڑا' مکان ہے جو وزیراعظم کی سخاوت کی تشہیر سے حل نہیں ہوسکتا' پاکستان مسئلے کا نہیں بلکہ مسائل کا ملک بن کر رہ گیا ہے اور سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے' جس نے نوجوان نسل کے ساتھ خاندانوں کو مفلوج کیا ہوا ہے' مگر میرا خیال ہے کہ اگر یہی حکومت اسی طرح کام کرتی رہی تو کچھ دنوں کے بعد جرائم' دہشت گردی اور مہنگائی کا خوف موت کے خوف سے بڑھ جائے گا۔

☆ موجودہ صورت حال میں پاکستان کا سیاسی نظام کیا ہونا چاہئے؟

○ ہمارا ملک ''جمہوریہ'' ہے' مگر جمہوریت کو پھلنے پھولنے نہیں دیا جا رہا' جب بھی کوئی جمہوریت پسند جماعت ملک میں جمہوریت کا راستہ ہموار کرنے کے لئے

میدان میں آتی ہے' شخصی اقتدار کی پشت پناہی کرنے والی قوتیں آڑے آ جاتی ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ پیپلز پارٹی جو اس کو ختم کرنے کے لئے آمریت کے ''مزارعین'' نے کیا کچھ نہیں کیا؟ کبھی بے خوف ہو کر ایک فرد نے اسمبلی توڑ دی اور پھر انتخابات ہوئے تو اس میں دھاندلی' دھونس' دھن اور دھند کیا' کیا کچھ نہیں ہوا؟ پی ڈی اے کی جماعتیں انتخابات کے بارے میں ہونے والی دھاندلی کے خلاف ثبوت اکٹھے کر کے عنقریب وائٹ پیپر میں شائع کر رہی ہیں تا کہ عوام کو محسوس ہو سکے کہ ان کی حکومت پر شب خون مارنے والوں نے کیا گل کھلائے' ''ہارس ٹریڈنگ'' کے ذریعے اور کبھی دوسرے ذرائع استعمال کر کے عوام کی آنکھوں میں کیا کیا دھول جھونکی گئی۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس وقت ملک میں جمہوری قوتوں میں سب سے بڑی قوت جسے سیاست دانوں نے یا ''خواص'' نے عوام سمجھ کر ہمیشہ نظر انداز کیا ہے' اسے آگے آنا چاہئے۔

☆ آپ کو کس سیاستدان نے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے؟

○ قائداعظم کے بعد قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو میری آئیڈیل شخصیت ہیں اور اب اپنے ملک میں محترمہ بے نظیر بھٹو کا انداز سیاست متاثر کرتا ہے' رہیں دوسرے ملکوں سے تعلق رکھنے والی شخصیات تو بہت سی ہیں' ایک شخصیت ایسی جو مذہبی طور پر مجھے متاثر کر گئی اور سیاست کو سچ بولنے کی تربیت دیتی رہی' وہ رہبر انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ خمینیؒ کی شخصیت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللهم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؑ

مجلس اول

قافلہ حسینیؑ کی مدینہ سے روانگی

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے ایک صلواۃ......! مزاج معلیٰ کی نفاستیں اگر برداشت کرسکیں تو صلواۃ بلند آواز سے پڑھیں......

ہم میں سے ہر انسان آلِ محمدؐ کے احسانات کا دائمی مقروض ہے' اب جس جس لوحِ ضمیر پر' تختی دیدہ و دل پر آلِ محمدؐ کے احسانات کا کوئی نقش محفوظ ہو تو صلواۃ خمس سمجھ کر پڑھیں' بلند آواز سے......

بڑی نوازش' ماشاء اللہ چشم بدور' مجمع میری توقع سے بھی زیادہ ہے اور صلواۃ بھی اسی معیار کی ہونا چاہیے' صلواۃ پڑھو بلند۔

محسن نقوی دعا گو ہے کہ محمدؐ و اہل بیت محمدؐ کا خالق محمدؐ و اہل بیت محمدؐ کو اپنی پہچان اور تعارف کے لئے پیدا کرنے والا اللہ...... محمدؐ و اہل بیت محمدؐ کے تصدق و طفیل میں کائنات کو پیدا کرنے والا بحق محمدؐ و آل محمدؐ عشرہ محرم میں اس بارگاہ جلیلتہ القدر میں آپ کی حاضری کا آپ کو بہترین اجر عطا فرمائے۔ دعا کرتا ہوں کہ امن کا اللہ شیعان آلِ محمدؐ کو عشرہ محرم میں ہر قسم کے شر پسند عناصر کے سازشی ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھے' شیعوں کی عزت و ناموس کا محافظ بنا رہے' خالق کوئی آنچ نہ آنے دے عباسؑ کے پرچم پر' آلِ محمدؐ کے تصدق و طفیل میں بخیر و عافیت ہم شہداء اعظم کو خراج عقیدت پیش کرسکیں۔

مجھے روزانہ اسی وقت آپ سے گفتگو کی سعادت نصیب ہو گی اور یہ جو بارہ تیرہ سال سے میں آپ کی خدمت کربلا گامے شاہ میں کرتا ہوں' مولائے کائناتؑ کی بارگاہ میں قبول ہو۔ آپ سے صرف اتنی گزارش ہے کہ ذرا وقت سے تشریف لایا کریں تا کہ مجھے یہ احساس نہ ہونے پائے کہ ابھی مومنین مصروف ہوں گے یا نہیں آئے ہوں گے' وہ باتیں جو مجھے کہنا ہوتی ہیں' ذرا وقت پر تشریف لائیں تا کہ میں کہہ سکوں۔

آج یکم محرم ہے' ۱۴۱۲ ہجری کا آغاز ہو رہا ہے' عجیب سال ہے' ایک طرف چودہ ایک طرف بارہ ہے' بڑا مقدس اور برکت والا سال ہے' چودہ سو بارہ ہجری خالق کرے کہ یہ سال مسلمانان عالم کے لئے انتہائی پرامن اور تحفظ دینے والا سال' اتحاد و اتفاق دینے والا سال گزرے۔ خوش بختی یہ ہے ہماری کہ سال کا آغاز ہو رہا ہے' اس حسینؑ کے نام سے جس نے پوری انسانیت کے لئے امن کا ایک پیغام چھوڑا ہے۔

اس وقت میری گفتگو پوری انتظامیہ تک پہنچ رہی ہے' اس لئے یہ گفتگو آپ کے لئے قابل توجہ ہے کہ ہم ہر سال عشرہ محرم اسی انداز سے مناتے ہیں' جیسے اب منا رہے ہیں' مجالس کرتے ہیں' ماتم کرتے ہیں' نوحے پڑھتے ہیں' سبیلیں لگاتے ہیں' کربلا کے ۷۲ شہیدوں کی یاد میں سوگوار رہتے ہیں' دس دن ہم امن کا پرچار کرتے ہیں' پوری دنیائے انسانیت کو مقصد شہادت عظمیٰ سمجھاتے ہیں' حسینؑ اس لئے کربلا میں شہید ہوئے' حسینؑ اس لئے شہید نہیں ہوئے کہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ حسینؑ کی یاد منانے والوں کو کافر کہے' بڑے پرامن طریقے سے برادری کے ایک فرد کی حیثیت سے دردمندانہ گزارش ہے میری کہ شیعوں سے زیادہ پرامن قوم کوئی نہیں۔ دس دن دور سے نظر آتا ہے کہ کسی مظلوم کی یاد منا رہے ہیں' مظلوم کی یاد منانے والا کبھی ظالم نہیں ہو

سکتا' مقتول کی یاد میں آنسو بہانے والا کبھی قاتل نہیں ہوسکتا' دین کے چوروں کی نشاندہی کرنے والا کبھی چوری چھپے کسی پر حملہ نہیں کرتا' نہیں سمجھے آپ' یہ باتیں نوٹ کر لیجئے۔ اللہ اور محمدؐ کے سامنے اپنے دین کے' اپنے دین کے اصولوں کے جواب دہ ہیں ہم۔

میں اس ایمان بھرے مجمع میں بتائے دیتا ہوں کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں' اللہ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں' ہم توحید پر ایمان رکھتے ہیں' ہم عدل پر ایمان رکھتے ہیں' ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ عادل ہے' توحید کے بعد ہمارے دین کی دوسری اصل...... دوسری بنیاد...... اصول عدل ہے' ہم ختم نبوتؐ پر ایمان رکھتے ہیں' ہم اس بات پر یقین کامل رکھتے ہیں کہ ختمی مرتبتؐ کے ہوتے ہوئے نہ ہم کسی کو نبی کہہ سکتے ہیں' نہ مان سکتے ہیں' نہ مسلمان مان سکتے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کرے۔

ہم امامت پر کامل ایمان رکھتے ہیں' محمدؐ سے لے کر مہدیؑ تک چہاردہ معصومینؑ ہماری زندگی اور شہ رگ حیات ہیں' بلکہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب تر ہیں۔ ہم قیامت پر ایمان رکھتے ہیں' اللہ کے فرشتوں پر' کتابوں پر' محشر پر' قبر کے حساب پر ایمان رکھتے ہیں' اگر اسلام اس کے سوا کچھ ہے تو ہمیں بتایا جائے؟ (ذرا بولتے آؤ میرے ساتھ) اگر اسلام اس کے سوا کچھ ہے تو......؟

جملہ اہل اسلام کے ہاں پہلی شرط ہے' لا الہ الا اللہ وہ ہمارا ایمان دوسری شرط اسلام ہے' محمدؐ رسول اللہ وہ ہمارا کلمہ' تیسری شرط اسلام ہے' مسلمانوں کے نزدیک قیامت ہمارا ایمان ہے' تمہارا قیامت کا وارث کوئی نہیں' ہمارا وارث بھی ہے۔ (جاگتے آؤ ذرا جاگتے آؤ) تمہیں پتہ نہیں قیامت کب آئے گی' ہمیں پتہ ہے قیامت کب آئے گی' تم آج بھی عیسائی پامسٹوں اور عیسائی منجموں اور عیسائی ماہرین

علم نجوم کے کہنے پر قیامت فلاں دن آئے گی......

''ہمارا ایمان ہے کہ جب تک ہمارا آخری طلوع نہ ہوا' نہیں آ سکتی۔''

اس کے علاوہ ہمارے فروع دین ہیں' (میرے شیعہ سنی بھائی موجود ہیں' توجہ) اصول دین ہیں' (پوری توجہ) اصول دین انہیں کہتے ہیں جو کسی مقام پر بدلے نہ جائیں مثلاً توحید اللہ ایک ہے' اکیلا ہے' وہ وحدہ لاشریک ہے' کائنات کا خالق ہے' یہ نہیں کہ گھر میں اللہ ایک ہے' بازار میں اللہ دو ہیں' یہ نہیں کہ پاکستان میں اللہ ایک ہے' انگلینڈ میں اللہ دو ہو جاتے ہیں' جہاں ہو گا اللہ ایک ہو گا۔

دوسرا اصول ہمارا عدل ہے' اللہ عادل ہے' منصف نہیں' منصف اور عادل میں بڑا فرق ہے۔ منصف نکلا ہے انصاف سے' انصاف نکلا ہے نصف سے (ہے توجہ)' میں کہتا ہوں یہ نوٹ بک میری ہے' شاہ جی کہتے ہیں یہ نوٹ بک میری ہے' ایک آدمی کے پاس جاتے ہیں انصاف کے لئے وہ نوٹ بک کے صفحے گنے اور آدھے آدھے گن کے آدھی کاپی اسے دے دی' آدھی کاپی مجھے دے دی جائے' ہم انصاف کے قائل نہیں' عدل کا تقاضا یہ ہے کہ چاہے چھ مہینے لگ جائیں جس کی نوٹ بک ہے اسے ملے' اللہ عادل ہے منصف نہیں' یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں عدالتیں ہیں انصاف نہیں' عدالت میں عدل ہونا چاہئے۔

تیسرا ہمارا اصول دین ہے نبوتؑ' تمام نبیوں پر ہمارا ایمان' حسینؑ کا نانا آخری نبیؐ ہے' ہمارا ایمان ہے' اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا' قیامت تک اس پر ہمارا ایمان' یہ اصول بھی نہیں بدلے گا' نہ خلوت میں' نہ جلوت میں' نہ بازار میں' نہ بزم میں' نہ محفل میں' نہ تنہائی میں' نہ گھر میں' نہ باہر کہیں نہیں بدلے گا۔

چوتھا اصول دین ہمارا امامت ہے' ہمارے بارہ امامؑ ہیں جو نبوتؐ کی لائی

ہوئی شریعت اور قوانین پر امت محمدیہ سے عمل کراتے ہیں (سمجھ میں آ گئی ہے یہ بات)۔

پہلا امام علیؑ بادشاہ ہے' دوسرا امام علیؑ کا بیٹا حسنؑ' تیسرا امام ہمارا علیؑ کا بیٹا حسینؑ (امام تو دیکھو نا ہمارے)' چوتھا امام حسینؑ کا بیٹا' نام علیؑ' لقب زین العابدین' سیدالساجدین' قیامت تک سجدہ کرنے والوں کا سردار' عبادت کرنے والوں کی زینت' (کسی اپنے کا ایک لقب ایسا لاؤ نا)' پانچویں محمد باقرؑ' نام محمدؑ لقب باقرؑ باقر اسے کہتے ہیں کہ علم کے سمندر کی تہہ میں جا کر سیپیاں لا کر واپس آ کر معرفت کی سیپیاں بانٹنے والا۔ باقر کہتے ہیں' علم کی خیرات بانٹنے والے کو' باقر وہ لفظ ہے اسے جس طرح بگاڑو گے اپنے معنی دیتا جائے گا' باقر علم کے سمندر کا تیراک' اسے آپ پیار سے باقرو کہہ دو' اپنے معنی تبدیل نہیں کرے گا' باقرو کا مطلب ہے کھلے چہرے والا' باقری کہہ دو' باقری اولاد' باقرہ کہہ دو' فرات کے ساتھ پڑھا جانے والا' یہ ہیں آلِ محمدؐ کے کمالات' ہمارا چھٹا امام جعفر صادقؑ جعفر نام' صادق لقب' جنت میں جس نہر سے انبیاء کو دودھ پلایا جائے گا اسے جعفر کہتے ہیں۔ جعفر صادقؑ' صادق کے معنی ہیں سچا' ساتواں امام موسیٰ کاظمؑ' آٹھواں علی رضاؑ' نواں محمد تقیؑ' دسواں علی نقیؑ' گیارہواں حسن عسکریؑ' بارہواں مہدی آخرالزمانؑ' نام محمد لقب مہدی' ہادی' صاحب الزمان' صاحب العصر' لقب بقیۃ اللہ' صاحب الامر۔

یہ ہیں ہمارے اصول دین' پہلا اصول دین توحید' کہیں نہیں بدلے گا' دوسرا عدل کہیں نہیں بدلے گا' تیسرا اصول دین نبوت کہیں نہیں بدلے گا' چوتھا امامت کہیں نہیں بدلے گا' ان بارہ کے مقابلے میں ہم کسی کو امام تسلیم کرنے کے لئے تیار ہی نہیں' پانچواں اصول قیامت کہیں نہیں بدلے گا۔

بارہ کے بارہ معجز نما' بارہ کے بارہ اللہ کی طاقت کے مظہر' بارہ کے بارہ قوی' بارہ کے بارہ ہمارے مددگار' بارہ کے بارہ ہماری شفاعت میں شامل' بارہ کے بارہ کی شکلیں ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی عقلیں ایک جیسی' بارہ کے بارہ کا کردار ایک جیسا' بارہ کے بارہ کا معیار ایک جیسا' بارہ کے بارہ کی رفتار ایک جیسی' بارہ کے بارہ کا مزاج ایک جیسا' بارہ کے بارہ کی معراج ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی گفتگو ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی جستجو ایک جیسی' بارہ کے بارہ کا انداز ایک جیسا' بارہ کے بارہ کا اعجاز ایک جیسا' بارہ کے بارہ کا رنگ ایک جیسا' بارہ کے بارہ کی امنگ ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی ذہنیت ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی نیت ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی شخصیت ایک جیسی' بارہ کے بارہ کی شریعت ایک جیسی۔ (نعرۂ حیدری)

پانچواں اصول ہے قیامت' قیامت نے آنا ہے' ٹل نہیں سکتی' قیامت نے آنا ہے' ٹل کر نہ رہے گی۔ یہ پانچ اصول توحید' عدل' نبوت' امامت' قیامت' شیعوں کے پانچ کبھی نہیں بدلیں گے' چاہے جلوت میں ہوں یا خلوت میں ہوں' زندہ ہوں مر جائیں' گھر میں ہوں' گھر سے باہر ہوں' تنہا ہوں' بیمار ہوں' شفایاب ہوں' ملک میں ہوں' ملک سے باہر ہوں جہاں بھی ہوں یہ اصول نہیں بدلیں گے۔

اس کے علاوہ ہمارے ہیں فروع دین' اصول جمع ہے اصل کی' اصل کے معنی ہیں جڑ' بنیاد' فروع جمع ہے فرع کی' ف- ر- ع فرع' فرع کہتے ہیں شاخ کو فروع یعنی شاخیں' جڑیں ہماری ہیں پانچ' جس پر دین کا شجر کھڑا ہے۔ فروع دین ہیں' اس کی شاخیں اصول اور فروع میں فرق کیا ہے؟ اصول کبھی نہیں بدلتے' فروع بدلتے رہتے ہیں' نماز ایک ہے فروع دین' گھر میں پوری سفر میں آدھی' روزہ گھر میں پورا' سفر میں قضا' مریض ہو تو نہ رکھے' جب شفایاب ہو جائے تب رکھے' سفر میں ہو نہ رکھے' جب

گھر میں ہو قضا کی ادا کرے' تیسرا فروع دین حج' طاقت ہے تو کرو' استطاعت ہے تو کرو اگر استطاعت نہیں تو واجب نہیں' زکوٰۃ مال ہے تو دو' بچت ہے تو دو ورنہ کوئی بات نہیں' پانچواں خمس' جس طرح مال بچے' پانچواں حصہ سادات کا غریب سادات کا' بچ جائے تو دو ورنہ نہیں۔ یہ سہم امام ہے' سہم معصوم ہے' چھٹا جہاد' طاقت ہے تو کرو' بچہ ہے' مریض ہے یا جہاد کرنے کے قابل نہیں تو کوئی واجب نہیں۔

ساتواں ہے تولا' آلِ محمدؐ کی ولادت کی محبت ماں کے دودھ کی طرح رگوں میں رواں رہے' آٹھواں تبرا' تبرا کا مطلب بھی غلط لیتے ہیں' بعض ہمارے دوسرے فرقہ کے دوست' تبرے کا مطلب گالی گلوچ نہیں' تبرے کا مطلب ہے بریت اختیار کرنا' جو شخص آلِ محمدؐ کا دشمن ہو' اس سے دور ہو جانا' بیزاری اختیار کرنا' تعلق نہ رکھنا' یہ نہ ہو کہ قیامت کے دن وہ ہمیں لے ڈوبے (غلط تو نہیں کہہ رہا)' گفتگو ذرا خشک ہو گئی' مگر ہے ضروری اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس کے بعد کی بات میرا خیال ہے کہ آپ کی سمجھ میں آ جائے۔ یہ ہیں ہمارے فروع دین' وہ ہیں ہمارے اصول دین' اس کے علاوہ کیا ہے تیرا اسلام بھائی وہ ہمیں بتا دے۔ (ٹھیک ہے نا) فروعی اختلاف ہیں' نماز ہاتھ کھول کے پڑھو' نماز ہاتھ باندھ کے پڑھو' روزہ سورج ڈوبے آخری کنارہ زائل ہو نہ ہو روزہ کھول دو' چاہے اس کی سزا میں ساری رات کیوں نہ کھڑا ہونا پڑے' روزہ کھول دو' یہ فروعی اختلافات ہیں یہاں تک آپ میری بات کو سمجھ گئے ہیں تو اب میں۔

شیعوں کا یہ ایمان واضح کرنے کے بعد ''میں کسی کافر کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ ہمیں کافر کہے۔''

(تھک گئے ہو' ذرا جاگ کے سنو!)

تخریبی نہ کوئی شیعہ نہ کوئی شیعہ خطیب۔

پاکستان ہمیں اپنی زندگی سے زیادہ عزیز' پاکستان کی سرحدیں ہمیں جان سے زیادہ عزیز' جب بھی پاکستان' پر کوئی مشکل وقت آیا شیعوں نے سب سے زیادہ قربانیاں دیں۔ پاکستان کی بنیاد کی رکھی جانے والی پہلی اینٹ شیعوں کے خون پر رکھی گئی' پاکستان کا نام وجود میں لانے والا محمد علی پاکستان اور اسلام ہماری میراث ہے' اسلام پھیلا ہے' شعب ابی طالبؑ سے یا خدیجۃ الکبریٰؑ کی دولت کی بدولت ''وہ ہمارے''، پاکستان بنا ہے راجہ محمود آباد کی دولت سے اور قائداعظم کی فکر سے ''یہ دونوں بھی ہمارے''، پاکستان ہمیں اپنی زندگی سے زیادہ عزیز' مگر حسینیتؑ پاکستان سے زیادہ عزیز اس لئے کہ پاکستان کا مطلب کیا ''لا الہ الا اللہ'' اور ''چشتی اجمیریؒ'' کہہ گیا کہ

حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

لا الہ کی بنیاد' اگر پاکستان کی بنیاد بچانا چاہتے ہو تو مینار پاکستان کے قریب حسینؑ کا علم بلند کر کے' جو اس کے سائے میں آنا چاہے ''وہ ہمارا بھائی ہے'' (تھکے ہوئے ہو خوف کی وجہ سے)' زندگی ایک دن جانی ہے' مقصد انتظامیہ سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ دس دن سید الشہداء کی یاد منانے کے لئے جو آنا چاہے وہ ہمارا بھائی' یہ دس دن ''حسینؑ اصحاب حسینؑ' انصار حسینؑ کے لئے وقف ہیں۔'' ان میں کوئی ''شرپسند عنصر''...... یا ''تخریب کار عناصر'' اگر ماتم حسینؑ میں گڑبڑ کریں گے وہ یاد رکھیں کہ انہیں ہم ان کا شجرۂ نسب بتانا جانتے ہیں۔ علیؑ کی عزت کی قسم شیعیت انتظامیہ کے تعاون سے کبھی نہیں پھیلی' ''شیعیت کو بچانے کے لئے ہمارا اپنا لہو بہت ہے''، اپنی لاشیں بہت ہیں' لیکن ہم تو چاہتے ہیں کہ کوئی اپنا نسب بتائے۔

انتظامیہ کے ساتھ ہم دس دن مکمل تعاون کریں گے' شیعوں کی طرف سے کوئی گڑبڑ کا اندیشہ ہے ہی نہیں۔

''میں شیعوں کی طرف سے ضمانت دیتا ہوں کہ ان دس دنوں میں کہیں کسی شیعہ کی طرف سے کوئی گڑبڑ پھیلے' انتظامیہ مجھے آ کر گولی مار دے۔'' مگر عزاداری کے جلوسوں کی راہ میں اگر کوئی رکاوٹ بنے یا رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کرے تو انتظامیہ اس کے ساتھ خود نمٹے' بات لیڈروں کی نہیں' کون لیڈر ہے' کون لیڈر نہیں' میں نے اشتہار پڑھا ہے کہ امن کمیٹیوں کے افراد جلوسوں کے ساتھ جائیں گے' امن کمیٹیوں کی شرکت حکماً ہے' یہ غلط ہے۔

ہمیں نہ چھیڑو کہ پھر ہماری زبان بیان قضا بنے گی
جہاں جہاں تم ستم کرو گے وہاں وہاں کربلا بنے گی

(نعرۂ حیدری)

چونکہ انتظامیہ موجود ہے' اس لئے میں پہلی مجلس میں یہ پیغام دے رہا ہوں' ہمیں پاکستان کی سرحدیں بھی اپنی زندگی سے زیادہ عزیز ہیں' لیکن یہ جو علم ہے ناں ماں کے دودھ کی پہلی دھار کی قسم کھا کے وعدہ کیا ہوا ہے کہ جب تک ہماری زندگی ہے' جب تک یہ دنیا ہے۔

اٹل وعدہ ہے اپنا اے سخی عباسؑ کے پرچم
یہ دنیا کیا ہے محشر کو بھی ہم بیدار کر دیں گے
اگر شبیرؑ کے ماتم پر پابندی ہو جنت میں
تو پھر جنت میں بھی جانے سے ہم انکار کر دیں گے

(آخری آدمی تک جسے میری یہ بات اچھی لگی ہو تو مل کر بلند آواز سے

''نعرہَ حیدری''، یاعلیؑ)

انتظامیہ کا فرض ہے کہ وہ ہمارا تحفظ کرے ہم انتظامیہ کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے' ہم اسے کچھ نہیں کہیں گے' ہم تو کربلا گامے شاہ کے گیٹ پر بھی تلاشی دیتے ہیں' اپنی سیکورٹی کے لئے' ہماری قوم کا ہر فرد تعاون کرے گا' ہر جوان تعاون کرے گا' ہر بزرگ تعاون کرے گا' اگر کسی کی یہ بھول ہو کہ ہم انہیں مٹا دیں گے' ہمیں اس وقت بھی نہیں مٹایا جا سکا جب ہمارا ایک تھا۔(یاحسینؑ تیرے ماتم دار چپ ہیں)

ہمارا ایک تھا مختار ثقفی' اس وقت ایک تھا' گوشت مودۃ حسینؑ جیل کی سلاخیں کھا گئیں' ہڈیوں کا ڈھانچہ بچ گیا' زنجیروں میں جکڑا ہوا' سترہ سیڑھیاں زیر زمین زندان میں' نہ سورج کے ابھرنے کا علم نہ ڈوبنے کا پتہ' چپ پڑا ہوا ہے' کبھی کبھی سجدہ کرتا ہے' زخم دکھتے ہی خون آتا ہے' ہلکا سا' کڑی پہ کڑی مار کے کہتا ہے:

''یاعلیؑ تیری بھی خیر تیرے چاہنے والوں کی بھی خیر' یاعلیؑ تیری محبت کا مزا تو اب آ رہا ہے۔''(نعرہَ حیدری)

یاعلیؑ تیرے چاہنے والوں کی خیر' یہ تو اتنے ہیں اس وقت ایک تھا' ابن زیاد (لعنت)......

اس وقت کے ابن زیاد نے حکم دیا' ہے کوئی حسینؑ کا نام لینے والا' میں اسے بتاؤں کہ حسینؑ کی محبت کتنا بڑا جرم ہے۔ ایک کھڑا ہوا اس نے کہا' خوش نہ ہو' ایک ہے سہی' لیکن ہے تیرے زندان میں' مختار ابوعبیدہ ثقفی کا بیٹا' زندان میں پڑا ہے' اسے لینے کے لئے چار سو سپاہی گئے' زندان کے دروازے پر پہنچے' دروازہ کھولا' ایک سپاہی دوسرے سے کہتا ہے تو جا' وہ کہتا ہے میری موت آئی ہے' علیؑ کا بھوکا شیر ہے' میں

کیوں جاؤں؟ ادھر مختار نے اپنے زیور درست کئے' مجبوراً کسی نہ کسی کو تیار کر کے انہوں نے بھیجا' ایک سپاہی نے چند سیڑھیاں نیچے اتر کے آواز دی' مختار کہتا ہے شیر کی کچھار میں کس نے آواز دی؟ کہا باہر آ۔

مختار باہر نکلا' چار سو سپاہی دشمن کے مسلح سامنے کھڑے ہیں' علیؑ کا بھوکا شیر زنجیروں میں جکڑا ہوا' گردن میں طوق' ہاتھوں میں ہتھکڑیاں' پاؤں میں زنجیر' کمر میں لنگر...... نہ سپاہیوں سے خوف آیا نہ چہرے کا رنگ زرد ہوا' آسمان پر چمکتے ہوئے سورج کو دیکھ کے کہتا ہے کہ میرے مولا علیؑ کی انگشت کی پُشت پر اگے ہوئے ناخن کی ہلکی سی جنبش کے اشارے سے واپس پلٹ آنے والے پیر بھائی ''تیرا کیا حال ہے؟'' (آخری آدمی تک گونج آئے نعرے کی) ''تیرا کیا حال ہے؟'' سپاہیوں کا رنگ زرد ہوا' آواز آئی مختار ہم سے کلام کر' کہتا ہے کیوں آئے ہو؟ ابن زیاد نے بلایا ہے' کہتا ہے ایک شرط پر چلوں گا (قیدی ہے شرط اپنی طرف سے لگا رہا ہے) کون سی شرط؟ میں آگے آگے چلوں گا تم پیچھے پیچھے' پتہ چلے کہ میں قیدی نہیں' مودۃ علیؑ کا بے تاج بادشاہ ہوں' سپاہی پیچھے پیچھے' مختار آگے آگے۔

ابن زیاد نے آرڈیننس پاس کیا (کوئی تو ہو گا لفظوں کا قدردان) بارہ عشرے ہو گئے مجھے یہاں پڑھتے ہوئے اور جب تک زندگی ہے زندگی کے آخری سانس تک نوکری دینا ہے۔

اس وقت کے ابن زیاد نے آرڈیننس پاس کیا (اسے بھی بڑا ناز تھا آرڈیننسوں پر) خبردار مختار باغی ہے' دربار میں آ رہا ہے' کوئی سپاہی' کوئی درباری' کوئی کرسی والا اس کے استقبال میں کھڑا نہ ہو۔

ادھر دروازے کے افق سے مودۃ علیؑ کا دمکتا ہوا آفتاب مختار طلوع ہوا۔ اللہ

جانے کیسی ہیبت تھی' اس کی آنکھوں میں؟ ہر کرسی نشین نے کرسی چھوڑی' دونوں ہاتھوں کو پیشانی پر رکھتے ہوئے ہر ایک نے کہا' ہمارا سلام' ہمارا سلام' ہمارا سلام' زنجیروں کی جھنکار سے مودۃ علیؑ کے ترانے بنتا ہوا آگے بڑھا۔ جہاں قیدیوں کے ٹھہرنے کی جگہ تھی وہاں نہیں رکا' آگے بڑھا اور آگے آیا اور آگے آیا' ابن زیاد ملعون کے سامنے آ کے ایک کمان کے فاصلے پر......

دیکھ کے کہتا ہے' ابن زیاد' ابن زیاد' ابن زیاد! مودۃ علیؑ کی مسلسل عبادت میں بے وقت دخل دینے کا سبب کیا ہے؟ (کوئی سمجھ نہیں رہا) مودۃ علیؑ کی مسلسل عبادت میں بے وقت دخل دینے کا سبب کیا ہے؟ ابن زیاد کہتا ہے تو باغی ہے۔ مختار کہتا ہے' ابن زیاد تیرے بوسیدہ کاغذوں میں میرا عقیدہ رکھنے والا قیامت تک باغی کہلائے گا' لیکن میں مودۃ علیؑ کا بے تاج بادشاہ ہوں۔

ابن زیاد کہتا ہے' مختار میں تیرے لئے سزائے موت کا اعلان کرتا ہوں۔ شیعو! میرے لفظ سننا اپنی قوم کو اپنی ہسٹری' اپنی تاریخ بتا رہا ہوں' کسی قوم کے کسی فرد' کسی کے مسلک پر' کسی کے عقیدے پر محسن نقوی طنز نہیں کر رہا' اپنی قوم کو اپنا مزاج' اپنی قوم کو اپنا Meinfesto' اپنی قوم کو اپنی Line of Demartion دے رہا ہے' کسی پر طنز نہیں' آواز آئی میں تیرے لئے سزائے موت تجویز کرتا ہوں' سزائے موت کا نام سن کر مختار کے خشک ہونٹوں پر تبسم کی کہکشاں نمودار ہوئی۔

(میرے جیسے نیم پڑھے لکھے دوستوں کے لئے کہہ رہا ہوں) مختار مسکرایا' ابن زیادہ کہتا ہے' جلاد قریب آ۔ اس نے دوبارہ سزائے موت کا اعلان سنایا' مختار ہنس پڑا' جلاد قریب آیا' ابن زیادہ کہتا ہے' تلوار کی نوک مختار کی شہ رگ پر رکھ' جلاد نے تلوار کی نوک زنجیروں میں جکڑے ہوئے مختار کی شہ رگ پر رکھی' دیکھنا شیعو! جب تلوار کی

نوک مختار کی شہ رگ پر آئی نا' تلوار کی نوک سے شہ رگ پہ چبھن محسوس ہوئی' مختار نے کھا جانے والی آنکھوں سے جلاد کو دیکھا' جلاد کے ہاتھوں میں رعشہ آیا' مختار کی رگوں میں درد محسوس ہوا' مختار مسکرا کے کہتا ہے یاعلیؑ تیری محبت کا لطف تو آب آ رہا ہے۔

(نعرۂ حیدری)

(جاگتے آؤ نا) یاعلیؑ تیری محبت کا لطف تو اب آ رہا ہے' ابن زیاد کہتا ہے' جلاد رک جا' جلاد رک گیا۔ کہتا ہے' مختار تم علیؑ والے۔

(یہ لفظ نہیں سمجھو گے تو تم جانو علیؑ بادشاہ جانے)

جس کی سمجھ میں آ جائے گا' یہ لفظ اس کی رگوں سے نام علیؑ ضرور پھوٹے گا۔

ابن زیاد کہتا ہے' مختار' مختار! تم علیؑ والے' تم علیؑ والے......موت کا نام سن کر' موت کا نام لے کر' موت کی آغوش میں پل کر' مسکراتے کیوں ہو؟ مختار نے انگڑائی لی' (شاہ جی) زنجیریں گریں' اس کے قدموں میں آئیں' علیؑ کا غلام آزاد ہوا اور آگے بڑھا' چار چکر دربار کے لگائے' مختار آگے بڑھ کے کہتا ہے ابن زیاد' ابن زیاد! اس وقت کا ابن زیاد لکنت آلود زبان میں کہتا ہے مختار تو اتنا قریب کیوں آ گیا ہے؟ مختار کہتا ہے ابن زیاد تو اپنا سوال دہرا' دیکھ کے لکنت آلود زبان میں کہتا ہے' مختار تم علیؑ والے موت کا نام سن کے مسکراتے کیوں ہو؟ ابن زیاد نے جب سوال دہرایا' مختار نے چار چکر دربار کے لئے اور کہا' سن ابن زیاد' سن ابن زیاد!

میں ابھی کم سن بچہ تھا کہ مودۃ علیؑ کے تاجور بادشاہ نے' میں ابھی مودۃ علیؑ کی آغوش میں پل رہا تھا کہ نبوت کے وارث علیؑ نے' قرآن کے وارث علیؑ نے' شریعت کے وارث علیؑ نے' کل کی خبریں دینے والے علیؑ نے' سورج پلٹانے والے

علیؑ نے، تقدیر کی طنابیں کھینچنے والے علیؑ نے، میرے مقدر کے مالک علیؑ نے، قرآن بولنے والے علیؑ نے، مجھے اپنی آغوش میں بٹھا کر میرے گھنگریالے بالوں کو بوسہ دے کر میری پیشانی چوم کر کہا تھا کہ مختار تو ایک دن بڑا ہو کر اسی منبر پر ایک عرصہ حکومت کرتے ہوئے تین لاکھ چھیالیس ہزار دشمنانِ علیؑ کو تہ و تیغ کرے گا:

''او بے ضمیر اور نمک حرام ابن زیاد ابھی تیرے جیسا کتا مارا ایک
نہیں موت پہلے آ گئی۔''

اب نعرہ سنا جن کی رگوں میں علیؑ پھوٹتا ہے۔(نعرۂ حیدری، یا علیؑ ......نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر......نعرۂ رسالت، یا رسول اللہؐ......نعرۂ حیدری، یا علیؑ ...... ایٹم بم نعرۂ حیدری، یا علیؑ)

او نمک حرام، بے ضمیر ابن زیاد تیرے جیسا کتا مرا ایک نہیں، موت پہلے آ گئی، موت کا وارث تو علیؑ ہے۔ سارے مختار مزاج دیوانے جاگ گئے ہو، سارے جاگ گئے ہو، پڑھوں رباعی، بتا دینا چاہتا ہوں، انتظامیہ کو کہ وہ دشمنانِ ملک کو پہچانیں، شرپسند عناصر کو پہچانیں، وہ جو یا رسول اللہؐ کے دشمن ہیں، انہیں میرے بریلوی دوست بھی پہچانیں، دونوں سنی شیعہ اکٹھے مل کر ان سے کہیں کہ اگر تم یا کے دشمن ہو تو پھر یا تم رہو گے یا ہم رہیں گے۔ پہلی رباعی پڑھ رہا ہوں، چالیس منٹ تک متواتر جگانے کے پورے چالیس منٹ کی گفتگو کے بعد پہلی رباعی پڑھ رہا ہوں، اگر میری یہ رباعی ضائع ہو گئی تو مجھے قبر تک دکھ ہو گا، تم سے تو میں ناراض ہو نہیں سکتا، بولنا ضرور۔

روح اذان ہے باپ تو بیٹا نماز دیں
مسجد علیؑ کی ہے تو مصلیٰ حسینؑ کا

ایسے نہیں جاگتے آؤ، بولتے آؤ، میرے ساتھ، آخری آدمی تک نہ بولے تو

مجھے چین کیسے آئے، دور دور سے آئے ہوئے عزادارو! علیؑ صرف جزو اذان نہیں بلکہ......

روح اذان ہے باپ تو بیٹا نماز دیں
مسجد علیؑ کی ہے تو مصلیٰ......

میں پھر پڑھتا ہوں تا کہ یہ نہ کہیں کہ دوسرے مصرعے میں محسن نقوی لغزش لسانی کا شکار ہو گیا، دیکھو! میں اپنے آپ کو کتنا نوٹ کرتا ہوں، کبھی آپ بھی اپنے آپ کو نوٹ کیا کریں، اپنی خاموشی بھی چبھے گی، آپ کو۔

روح اذان ہے باپ تو بیٹا نماز دیں

مجھے امام حسینؑ کی عزت کی قسم اس مجلس میں...... میں ممنون ہوں، ان بزرگوں کا جو شجاع آباد سے بسیں بھر کے آتے ہیں، ملتان سے، میلسی سے، فیصل آباد سے، راولپنڈی سے کچھ میرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں، کچھ سٹوڈنٹ بیٹھے ہوئے ہیں، میں شکرگزار ہوں ان سب کا، لیکن حسینؑ کا واسطہ دس راتیں میرے ساتھ انقلابی بن کے بولتے رہا کرو، تا کہ مجھے تنہائی کا احساس نہ ہو، رباعی اب سنیں۔

روح اذان ہے باپ تو بیٹا نماز دیں
مسجد علیؑ کی ہے تو مصلیٰ حسینؑ کا
جاگیر کبریا ہوئی تقسیم اس طرح
کعبہ علیؑ کا عرش معلیٰ حسینؑ کا

(نعرۂ حیدری)

میں دیکھتا ہوں تشریح نہیں کرتا، کون سمجھتا ہے۔

وہ موج میں ہے جس کو ملا ہے غم حسینؑ
قصر ارم تو اس کے لئے سنگ و خشت ہے

کربلا گامے شاہ کا مجمع ہے' پورے ملک کا چنا ہوا مجمع ہے' نئی روشنی سکول ہے نہیں کہ میں قصر ارم کا معنی بتاؤں' جنت کا محل' سنگ کا معنی بتلاؤں' پتھر' خشت کا معنی بتلاؤں' اینٹوں کا ڈھیر کہ جس کو غم حسینؑ ملا اس کے لئے قصر ارم اینٹوں اور پتھروں کے ڈھیر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا' کیونکہ

وہ موج میں ہے جس کو ملا ہے غم حسینؑ
قصر ارم تو اس کے سنگ و خشت ہے
جس سلطنت پہ راج ہے میرے حسینؑ کا
اس سلطنت کا ایک جزیرہ بہشت ہے

(نعرۂ حیدری)

تحت الثریٰ ہے بغض علیؑ کی گھٹن کا روپ
جنت میرے حسینؑ کی بخشش کا نام ہے
کوثر علیؑ کے سجدۂ وافر کی ہے زکوٰۃ
دوزخ بتولؑ پاک کی رنجش کا نام ہے

حسینؑ لکھو......

قبا کا سینہ بنے سفینہ ذرا طبیعت رواں دواں ہو
ہوا میں خوشبو کے دائرے ہوں خلا میں کرنوں کا سائباں ہو

زمین زمرد اگل رہی ہو گلاب گلنار آسمان ہو
ہر ایک کونپل کنول اچھالے کلی کلی کنج کن فکاں ہو
چمن کے سینے پہ فصل گل کا نشاں بہ انداز کہکشاں ہو
جبین کونین پنجتنؑ کے کرم سے فردوس انس و جاں ہو
ہر ایک ذرہ بنے ستارہ ہر ایک ستارہ گہر فشاں ہو
سبھی سمندر ہوں میرے بس میں شجر شجر میرا رازداں ہو
درود کی انجمن سجاؤں دین میں جبریلؑ کی زباں ہو
خیال ہو سلسبیل جیسا' دلوں میں لفظوں کا کارواں ہو
نگر سجاؤں میں ھــــل اتٰــــی کا محبتوں سے بھرا جہاں ہو
کہیں قبیلہ ہو اولیا کا' کہیں پہ بہلول کی دکاں ہو
بچھا کے مسند بشارتوں کی دلوں پہ ادراک مہرباں ہو
میں اپنی سوچوں کو آب کوثر میں غسل دے دوں تو امتحاں ہو
پڑھوں میں تسبیح فاطمہؑ جب تو کعبہ فکر میں اذاں ہو
اگر یہ سب کچھ ملے تو مدح شہنشاہ مشرقین لکھوں
حیا کی تختی پہ اپنی پلکوں سے پھر میں لفظ حسینؑ لکھوں

(نعرۂ حیدری)

حسینؑ کیا ہے؟ خیال خیمہ' خلوص خامہ خرد خزانہ
حسینؑ کیا ہے؟ زبان وحدت پہ انما کا حسین ترانہ
حسینؑ کیا ہے؟ ضمیر زم زم خمیر کوثر کرم نشانہ
حسینؑ کیا ہے؟ تمام نبیوں کے دین محکم کا آب و دانہ

حسینؑ کیا ہے؟ محیط عالمؑ مشیر مرسل مئہ زمانہ
حسینؑ کیا ہے؟ تھکے ہوئے دین کے درد کا آخری ٹھکانہ
حسینؑ کیا ہے؟ خلوص پرور مشیتوں کا حسین گھرانہ
حسینؑ کیا ہے؟ تمام غیرت کی ایک آواز نمازیانہ
حسینؑ کیا ہے؟ یزیدیت کے بدن پر عبرت کا تازیانہ
حسینؑ وہ ہے کہ موت جس کو ادب سے جھک کر سلام کر لے
حسینؑ وہ ہے جو نوک نیزہ پر خود خدا سے کلام کر لے

(نعرۂ حیدری)

حسینؑ اب بھی سمجھ رہا ہے یزیدیت کے سبھی اشارے
حسینؑ اب بھی سجا رہا ہے زمین پر شمس و قمر ستارے
حسینؑ اب بھی بدل رہا ہے ستم کی طغیانیوں کے دھارے
حسینؑ اب بھی سنا رہا ہے سناں پر قرآں کے ورد پارے
حسینؑ اب بھی سنبھل سنبھل کے بچا رہا ہے سبھی سپارے
حسینؑ اب بھی لٹا رہا ہے نبیؐ کے دیں پر سجل دلارے
حسینؑ اب بھی یہ چاہتا ہے کہ مشکلوں میں کوئی پکارے
یزیدیت کو یہ وہم کیوں ہے کہ صرف اک دن حساب ہو گا
حسینؑ سے جو جہاں بھی الجھے وہیں پہ خانہ خراب ہو گا

یکم محرم ہے آؤ اگر حسینیؑ ہو تو ہمارے ساتھ مل کر حسینؑ کی یاد مناؤ' تیرا کیا نقصان ہوا ہے؟ تو نے تو لا الہ ایئر کنڈیشن کمروں میں سیکھا ہے' تیرا کیا خرچ ہوا ہے؟ نقصان ہوا ہے تو حسینؑ کا' جس کا باپ تجھے برا لگتا ہے' اس کا خرچ ہوا ہے دین پر'

تیرا خرچ ہوتا تو ایسے نہ کرتا' جیسے ہو رہا ہے...... کائنات کا سب سے بڑا مظلوم ہے حسینؑ ...... تجھے کیا پتہ حسینؑ ہے کون؟ جب بچپن تھا اس کا...... اس نے عید کی رات کہا تھا' نانا...... اوروں کے بچوں کی سواریاں ہیں نانا...... میری سواری ہے نہیں۔ رسولؐ نے کہا' حسینؑ تیری سواری میں ہوں گا' صبح ہوئی' ایک شانے پر حسنؑ' دوسرے شانے پر حسینؑ لے کے چلا۔ حسینؑ کہتا ہے ناناؐ...... اور سواریوں کی باگیں ہیں' ہماری کوئی نہیں۔ رسولؐ نے اپنی زلفیں دونوں بچوں کے ہاتھوں میں دے کے کہا' یہ لو تمہاری سواری کی باگیں' جس طرف موڑتے جاؤ گے سواری مڑتی جائے گی' صرف سواری نہیں مڑے گی' جس طرف تم باگیں موڑو گے رسالت مڑتی جائے گی' چند قدم آگے چل کر حسینؑ کہتا ہے ناناؐ...... لوگوں کی سواریاں بولتی ہیں ہماری سواری نہیں بولتی۔ رسولؐ کہتے ہیں' تمہاری سواری بھی بولے گی' رسولؐ نے الاف کہا' دوسری دفعہ الاف کہا' تیسری دفعہ الاف کہنے کا ارادہ کیا' جبرائیلؑ آئے اور عرض کیا' یا رسول اللہؐ اب الاف نہ کہنا' اللہ کہہ رہا ہے کہ میں دوزخ کی آگ بجھا دوں گا۔ رسولؐ نے کہا' جبرائیلؑ اللہ سے جا کے کہہ دے' میں تیرے کہنے پر اب الاف نہیں کہتا' جبرائیلؑ اللہ سے کہہ دے کہ میں تیرے کہنے پر نہیں کہتا' اب اگر حسینؑ نے دوبارہ کہہ دیا بول تو اس کے سامنے بھی انکار نہیں کروں گا۔

مجھے ایمان سے بتاؤ مسلمانو! پانچ سال کی عمر میں حسینؑ کے ناز رسولؐ نے اٹھائے' ستر قدم کے فاصلے پہ دہلیز فاطمہؑ ہے' مسجد نبویؐ کی طرف اور مسجد نبویؐ سے دہلیز تک' ستر مرتبہ آئے...... گھر آئے حسینؑ ...... میں نے پوچھا اتنی دیر کہاں رہے؟ کہا' اماں ناناؐ نے کاندھوں پر اٹھایا تھا' آج عید کا دن تھا' ناناؐ نے ہمیں شانوں پر بٹھا کر تیری دہلیز سے مسجد نبویؐ تک ستر چکر لگائے۔

کھڑی ہوئی زہراؑ ' آواز آئی حسینؑ میرا باباؑ......نفیس مزاج ہے' گرمی کا موسم ہے' دھوپ ہے' اتنی تکلیف دی ہے تو نے میرے باباؑ کو......معصوم بچپن کے انداز میں سامنے آ کے کہتا ہے اماں...... میں حسینؑ ہوں' میں حسینؑ ہوں' تیرا دودھ پیا ہے' علیؑ جیسے باپ کا خون میری رگوں میں ہے......اماں ٹھیک ہے' تیرا بابا نفیس مزاج ہے' اماں میں نے قرض اٹھایا ہے...... اماں میں تیرا وہ بیٹا ہوں جو قرض سے زیادہ ادا کروں گا...... تیرا بابا ستر مرتبہ تیرے دروازے سے مسجد نبویؐ کے دروازے تک گیا ہے میں اپنے خیمے سے میدان تک بہتر (۷۲) نہ جاؤں...... تو حسینؑ نہ کہنا۔ (سلامت رہو' سلامت رہو)

ایام غم ہیں ضرورت نہیں ہوئی زیادہ پڑھنے کی' چونکہ آج یکم محرم ہے' میں ہر سال ترتیب سے عشرہ پڑھا کرتا ہوں' گامے شاہ میں......اسی ترتیب سے شروع کر رہا ہوں' جن کی آنکھوں میں غم حسینؑ ہر وقت جھلکتا رہتا ہے' انہیں دعوت دے رہا ہوں' جو نہ رو سکے' کوئی جبر نہیں' جسے آنسو نہ آئیں جسے رونا نہ آئے' زبردستی نہیں' حسینؑ نام ہی ایسا ہے۔

آقائے مہدی مازندرانی نے لکھا ہے' قبلہ...... حسینؑ کہا کرتے تھے جب اپنے ساتھ کھیلنے والے ہم سن بچے کہتے تھے' حسینؑ تو ہنستا کیوں نہیں؟ مسکراتا کیوں نہیں؟ ہمارے ساتھ کھیلتا کیوں نہیں؟......تو حسینؑ اپنے ہم سنوں کو کہا کرتے تھے کہ میرا نام میرے بابا نے' میرے نانا نے' میری ماں نے ایسا رکھا ہے کہ میری اماں کہتی ہیں' قیامت تک جب کوئی تیرا نام لے گا روئے گا ضرور' میرے نام میں کوئی ایسی تاثیر ہے۔ (قبلہ) کوئی لے' کوئی کتنا ہنس کیوں نہ رہا ہو' منہ سے حسینؑ کا نام لے پھر ہنس نہیں سکتا۔ (مصائب کا اپنا انداز ہے) اگر روتا نہیں چپ ضرور کر جاتا ہے۔ تم

سارے عزادار بیٹھے ہوئے ہو تمہیں رلانے کی کوشش نہیں کرتا' رلانے کا سامان پیدا کرتا ہوں' جس کا جی چاہے روتا آئے' یہ راتیں یہ راتیں ہیں رونے کی' رات کے اس وقت میری مائیں' میری بہنیں دور دور سے اپنے گھروں کا خیال چھوڑ کر اپنی چھوٹی چھوٹی اولادیں لے کے بی بی زینبؑ کو پرسہ دینے کے لئے دس راتیں آ ئیں گی' یہ تاثیر ہے یہ غم شبیرؑ کا معجزہ ہے۔ میری مائیں' بہنیں بھی یہاں رات کے اس وقت سیدہ زینبؑ کو پرسہ دے رہی ہیں' اجازت دو میں مصائب کے دو لفظ کہہ کے آغاز کروں۔

یزید (لعنت) تخت نشین ہوا' نہ ہوتا یہ تخت نشین...... نہ زہراؑ کا بھرا گھر اجڑتا' دو چار لفظ' پہلی مجلس ہے زیادہ دیر تکلیف نہیں دیتا کل سے بہت زیادہ مصائب پڑھیں گے' انشاء اللہ! یزید تخت نشین ہوا' مالی سبطین سے پڑھ رہا ہوں' یزید تخت نشین ہوا جب معاویہ مر گیا' یزید موجود نہیں تھا شکار کھیلنے گیا ہوا تھا' معاویہ نے ایک وصیت لکھوائی' اس نے وصیت میں لکھوایا کہ میں نے بنیادیں کھوکھلی کر دی ہیں' اسلام کی' تجھے زیادہ کوششیں نہیں کرنا پڑے گی۔ تخت سنبھالتے ہی چار آدمیوں سے فوری طور پر بیعت لینا' پہلا عبدالرحمٰن بن ابوبکر' دوسرا عبداللہ ابن زبیر' تیسرا عبداللہ ابن عمر' چوتھا حسینؑ ابن علیؑ۔

اس نے وصیت میں لکھا کہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر اگر تیرے ساتھ مل جائے تو بہت اچھا ہے' اس پر اعتماد کر لینا' عبداللہ ابن زبیر پر اعتماد نہ کرنا' عبداللہ ابن عمر تجھ سے بھاگ جائے گا' ایک شخصیت ہے حسینؑ اس نے رسولؐ کی زبان چوسی ہے' بتولؑ کا دودھ پیا ہے' اس کی رگوں میں علیؑ کا خون ہے' وہ تیری بیعت نہیں کرے گا' کوشش کرنا رات کے اندھیرے میں خاموشی کے ساتھ قتل کر کے اس کے قتل سے بری الذمہ ہو جانا ورنہ سارے مسلمان تیرے خلاف ہو جائیں گے' میں نے مالی السبطین کا

حوالہ دیا ہے۔

یزید واپس آیا' اس نے وصیت پڑھی' اس نے خط لکھا' گورنر مدینہ ولید کو' مروان اس کا مشیر تھا' اس نے خط میں لکھا کہ یہ چاروں اس وقت مدینے میں ہیں' عبداللہ ابن عمر' عبدالرحمٰن ابن ابوبکر' عبداللہ ابن زبیر اور حسین ابن علیؑ' جیسے جیسے یزید کے باپ نے لکھا تھا ویسے ویسے اس نے لکھا' چنانچہ ولید نے سپاہی بھیجا۔ عبدالرحمٰن ابن ابوبکر گھر سے باہر نہیں نکلا' عبداللہ ابن عمر مدینے سے بھاگ گیا' عبداللہ ابن زبیر نے کہا' کل صبح آیا اور چلا گیا' ایک بچ گیا' زہراؑ کا بیٹا' مظلوم حسینؑ نانا کی قبر پہ بیٹھا قرآن پڑھ رہا تھا۔ (مولا سلامت رکھے' میں پہنچ گیا مصائب کے لئے تیرے مزاج کے مطابق' مصائب کے اس لمحے پر جہاں تیری آنکھیں منتظر ہیں)۔ حسینؑ قرآن پڑھ رہا ہے' سامنے مزار محمدؐ ہے' سپاہی نے آ کے کہا' السلام علیکم یا ابن رسول اللہؐ! حسینؑ نے دیکھا اور کہا کیوں آئے ہو؟ ولید نے دربار میں بلایا ہے' حسینؑ نے قرآن کی رحل بند کی' نانا کی قبر کو دیکھا' ولید کے سپاہی کو دیکھا' عبا کے دامن سے آنسوؤں کو پونچھا اور کہا:

انا للہ و انا الیہ راجعون

مجھے ظہر کی نماز کے بعد سے تیرا انتظار تھا' ولید سے کہنا میں رات کے وقت آؤں گا۔ یہ آواز سنی عباسؑ نے قمر بنی ہاشم نے کہ میرا مولاؑ کہہ رہا ہے کہ میں رات کو آؤں گا۔ گھر میں عباسؑ نے آ کے اکبرؑ سے کہا' عونؑ سے کہا' قاسمؑ کو کہا' محمدؑ کو کہا' ۱۸ شاگرد تھے بنی ہاشم کے' جناب عباسؑ نے بتایا کچھ نہیں' صرف یہ کہا کہ عشاء کی نماز کے بعد اپنے حجرے میں رہنا' میں اللہ اکبر کہوں تو حویلی میں آ جانا' مولا اور حکم۔ عباسؑ کہتے ہیں اس سے آگے میں بھی کچھ نہیں جانتا' بس آ جانا' ... بنی ہاشم!

چلے گئے، عشاء کی نماز کے بعد۔

(دو لفظ کہتا ہوں، ثانی زہراؑ مہربانی کرے گی، سکون کے ساتھ تو سن رہا ہے، خود بخود آنسو آئیں گے)۔

عادت تھی جناب حسینؑ کی نماز عشاء سے فارغ ہو کر شریکتہ الحسینؑ بی بی زینبؑ کے حجرے کی طرف آتے، بی بیؑ حجرے میں نہیں ہوتی تھی، نماز ختم کر کے بی بی زہراؑ کی حویلی میں دروازے کی اوٹ میں کھڑی ہو جاتی، حسینؑ مسجد سے واپس آتے، کافی دیر تک حسینؑ کی پیشانی چوم کے واپس آتی۔

آج کافی دیر ہو گئی، حسینؑ مسجد سے واپس نہیں آئے، کھڑی رہی انتظار میں، زہراؑ کی حویلی کے دروازے کی اوٹ میں۔ (اللہ تجھے وہ زیارتیں نصیب کرے، مجھے یہ شرف نصیب ہوا ہے، میں جناب زہراؑ کا گھر دیکھ آیا ہوں)۔

کافی دیر کھڑی رہی، جب کافی دیر ہو گئی، آسمان کی طرف دیکھ کے کہتی ہے بار الٰہی خیر ہو، رات کافی ہو گئی ہے حسینؑ نہیں آیا۔ نماز سے فارغ ہو کے بنی ہاشم گھروں کو چلے گئے، حسینؑ نانا کی قبر کے پاس آیا، آواز آئی نانا میرا سلام، ولید نے دربار میں بلایا ہے، لگتا ہے تیری حاضری میں دن کم رہ گئے، نانا میں حسینؑ دو تین دن کا مہمان ہوں تیرے شہر میں...... روتے روتے غش کر گیا حسینؑ، حسینؑ نے خواب میں کیا دیکھا، جلدی سے اٹھا، جلدی اپنی ماں زہراؑ کے دروازے پر آیا، دروازہ بھاری نظر آیا، پوچھا کون ہے؟ آواز آئی کون ہو سکتی ہے، میں تیرے حصے کی بہن زینبؑ ہوں...... حسینؑ روتا رہا ہے، بی بیؑ کہتی ہے، نہ رو، تین چار راتیں ہو گئی ہیں، میں دیکھتی ہوں، تہجد کی نماز سے پہلے اٹھ اٹھ گھر سے باہر جا کے اللہ جانے تو کیوں روتا ہے۔

تیرا حال، تیری آنکھیں، تیری بہن سے چھپی ہوئی نہیں ہیں، بتلا

حسینؑ تیرے رونے کا سبب کیا ہے؟ دونوں ہاتھ بی بی زینبؑ کے سر پر حسینؑ زینبؑ کی چادر پر بوسہ دے کے کہتا ہے زینبؑ بہن' ولید نے مجھے دربار میں یاد کیا ہے۔ (میں پڑھ گیا مصائب) دربار کا نام آیا' سیدو! مجھے معاف رکھنا' بی بیؑ تڑپ گئی' آواز آئی' دربار......تو......اور......رات' حسینؑ کہتا ہے' یہ مدینہ ہے میں حسینؑ ہوں' بی بی زینبؑ رو کے کہتی ہے' حسینؑ کچھ ہو' جب سے اماں زہراؑ دربار سے خالی لوٹ کے آئی ہے' دربار سے اعتماد اٹھ گیا ہے' جب سے حسنؑ بھائی کا جنازہ واپس آیا ہے مسلمانوں پر اعتماد نہیں رہا......نہیں جانے دیتی......حسینؑ نے کہا' زینبؑ بہن میں جانتا ہوں' میرا قاتل ولید نہیں' میرا مقتل مدینہ نہیں......میرا مدفن مدینہ نہیں۔

جب کہا نا کہ میرا مدفن مدینہ نہیں' بی بیؑ نے کہا ضرور جانا ہے' لیکن ضمانت دے کے جا' واپس آئے گا' جب ضامن کا نام آیا' رونے والو! حسینؑ نے زینبؑ کے چہرے کو دیکھا' آواز آئی' زینبؑ بہن میں جو کہہ رہا ہوں' ولید میرا قاتل نہیں' میں جو کہہ رہا ہوں مدینہ میرا مقتل نہیں' میں جو کہہ رہا ہوں مدینہ میرا مدفن نہیں' بی بیؑ کہتی ہے میں جو کہہ رہی ہوں ضامن دے کے جا۔

حسینؑ کہتا ہے میں ضامن کیسے دوں؟ بی بیؑ کہتی ہے میں ضامن کے بغیر جانے نہیں دوں گی۔ حسینؑ جانے لگا' بی بیؑ کا ہاتھ حسینؑ کی عبا کے دامن میں آیا......

اللہ جانے کیسے گزر رہی تھیں' حضرت عباسؑ کی زوجہ نے کھڑے ہو کر دیکھا' بی بیؑ کا ہاتھ عبا کے دامن میں' حسینؑ کہتے ہیں مجھے جانے دے' بی بیؑ کہتی ہے بغیر ضمانت کے نہیں جانے دوں گی۔ یہ منظر دیکھ کے زوجہ حضرت عباسؑ آئی عباسؑ کے حجرے میں' عباسؑ سویا ہوا ہے' سینے پہ فضلؑ بیٹھا ہوا ہے' عباسؑ کبھی فضلؑ کا بایاں

رخسار چومتا ہے' کبھی دایاں رخسار چومتا ہے' بی بیؑ نے حجرے کی دہلیز پہ بیٹھ کے زمین پر لکیریں کھینچنا شروع کیں' فضلؑ نے دیکھا' ماں کو آواز دی' بابا دیکھ میری ماں زمین پر بیٹھی ہے' تڑپ کے اٹھا عباسؑ' آواز آئی میری زندگی میں زمین پہ کیوں بیٹھی ہے؟ بی بیؑ رو کے کہتی ہے عباسؑ تو جانے اور فضلؑ جانے' مدینہ اجڑ رہا ہے' آواز آئی کیا ہوا؟ آواز آئی میں دیکھ آئی ہوں زہراؑ کی حویلی میں حسینؑ کہتا ہے جانے دے' زینبؑ کہتی ہے کوئی ضمانت دے۔ عباسؑ نے فضلؑ کو سینے سے ہٹایا' عباسؑ اٹھا' عباسؑ باہر آیا' تلوار ہاتھ میں جلال کے عالم میں۔ (اللہ جانے تم سمجھو یا نہ سمجھو) جب عباسؑ جلال کے عالم میں زہراؑ کی حویلی میں آتا تھا' زمین میں زلزلہ آتا تھا' ادھر زلزلہ آیا' ۱۸ جوانان بنی ہاشم ننگی تلواریں ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے اپنے حجرے سے باہر آئے' ادھر دروازے میں یہ عالم ہے' حسینؑ کہتا ہے جانے دے' بی بیؑ کہتی ہے نہیں جانے دوں گی' ضمانت دے کے جا' ادھر عباسؑ آیا' بی بی زینبؑ نے حسینؑ کو دیکھا' پھر عباسؑ کو دیکھا' عباسؑ کا ایک ہاتھ حسینؑ کے قدموں پہ' ایک ہاتھ بی بی زینبؑ کے قدموں پہ آیا۔ جب بی بیؑ نے جھک کے دیکھا عباسؑ ہے' عبا کا دامن چھوڑ دیا اور آنسو پونچھ کے کہا' حسینؑ اب جا' ضامن آ گیا' میرا عباسؑ آ گیا۔ عباسؑ کہتا ہے' آقا زادیؑ کیا حکم ہے؟ بی بیؑ عباسؑ کو دیکھ کے کہتی ہے' عباسؑ حسینؑ کو دیکھ' حسینؑ کا عمامہ دیکھ' پیشانی دیکھ' آنکھیں دیکھ' ہاتھ بھی دیکھ' جیسا حسینؑ جا رہا ہے ویسا لوں گی۔ (پتہ نہیں تیری سمجھ میں آئی میری بات یا نہیں' ماشاء اللہ آ گئے اس معیار پر) جیسا دوں گی ویسا حسینؑ لوں گی' حسینؑ چلے۔ عباسؑ کہتے ہیں مولاؑ مجھے ساتھ لے چلو' حسینؑ نے کہا عباسؑ تو میرے ساتھ آ' مولاؑ اٹھارہ بنی ہاشم میرے ساتھ آئیں گے' اچھا عباسؑ ولید کے دربار کے نزدیک آیا۔ (جتنا رو چکے ہو کافی ہے آج کے دن' ایک گھنٹہ پڑھ چکا

ہوں، ختم کرتا ہوں)۔

ولید کے دربار کے نزدیک آیا حسینؑ، حسینؑ نے کہا عباسؑ یہیں رک جا، عرض کی مولاؑ رکتا نہیں، کیوں عباسؑ؟ مولاؑ ضمانت دے آیا ہوں اپنی آقا زادیؑ کو......

کوئی گستاخ اگر گستاخی کرے عباسؑ سے بی بیؑ ناراض ہو جائے گی، حسینؑ نے کہا عباسؑ مجھے تنہا جانے دے، یہ دروازہ ہے، تو علیؑ کا بیٹا ہے، یہ دروازہ خیبر کے دروازے سے زیادہ وزنی نہیں، مجھے جانے دے، اگر کسی نے گستاخی کی، میں اونچی آواز سے اللہ اکبر کہوں گا، پھر تیری مرضی تو جان دروازہ جانے، اچھا مولاؑ۔ تلواریں نیاموں سے نکلیں، عباسؑ دہلیز پہ بیٹھا، حسینؑ کی آہٹ پر کان ہیں عباسؑ کے، حسینؑ اندر گیا۔ (علم عباسؑ میرے اردگرد ہیں، جیسا میں نے کتابوں میں اپنی گناہگار آنکھوں سے پڑھا ہے ویسا سنا رہا ہوں، کوئی مبالغہ نہیں، کوئی حاشیہ آرائی نہیں، جیسے میں مصائب پڑھنے کا عادی ہوں ویسے پڑھ رہا ہوں، تیری مرضی ہے تو جس انداز میں سنے، میرا کوئی جبر نہیں)۔

حسینؑ آئے دربار میں، ولید نے کرسی پیش کی، حسینؑ بیٹھے۔ (ختم کر رہا ہوں بات، اس سے زیادہ نہیں پڑھوں گا)

ولید کہتا ہے مولاؑ معاویہ مارا گیا، حسینؑ کہتا ہے ہر شخص اپنے ٹھکانے کی طرف جائے گا، یہ ہے حسینؑ کا جواب، کہتا ہے یزید تخت نشین ہو گیا، حسینؑ کہتے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ولید کہتا ہے، مولاؑ، یزید نے خط بھیجا ہے، حسینؑ سے کہو کہ وہ میری بیعت کرے ورنہ...... ورنہ کا لفظ تھا حسینؑ کرسی سے اٹھے، ولید کہتا ہے مولاؑ کیا جواب لکھوں...... حسینؑ نے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ میں علیؑ کا بیٹا ہوں؟ کیا تو

ہیں' پہلی مجلس ہے مجھے پڑھتے ہوئے)

حسینؑ واپس آیا' عباسؑ کے عمامے گردن میں' کبھی اکبرؑ روکتا ہے عباسؑ' کبھی حسینؑ روکتا ہے عباسؑ کو کہ نہ رو عباسؑ۔ عباسؑ ہاتھ جوڑ کے اتنا کہتا ہے مولاؑ مجھے اتنا بتا دے کہ میری زندگی میں گستاخی کیسے ہوئی؟ حسینؑ کہتا ہے عباسؑ گستاخی کوئی نہیں ہوئی' عباسؑ میں غریب ہوں' مدینے کا چار دن کا مہمان ہوں مدینے میں' عباسؑ میرے ساتھ آ' پیچھے پیچھے عباسؑ' آگے آگے حسینؑ۔

حسینؑ اپنی حویلی میں داخل ہوا' زینبؑ کھڑی تھی دروازے پر' حسینؑ کے چہرے کا رنگ دیکھا' حسینؑ کا عمامہ دیکھا' اکبرؑ سے کہتی ہے جا شمع لے آ' میرا عباسؑ کہاں ہے؟ عباسؑ کی حالت کیا ہے؟ عباسؑ کبھی اکبرؑ کے پیچھے' کبھی قاسمؑ کے پیچھے' کبھی عونؑ کے پیچھے' کبھی اندھیرے میں چلا جاتا ہے۔ بی بی کہتی ہے' میرے سامنے کیوں نہیں آتے عباسؑ؟ اکبر کہتا چچا عباسؑ بی بی زینبؑ بلا رہی ہے۔ عباسؑ کہتا ہے اگر بی بی نے پوچھ لیا کہ عباسؑ تیری زندگی میں تو بھی زندہ رہا اور گستاخی کیسے ہوگئی؟ میں کیا جواب دوں گا؟ عباسؑ سامنے آیا' آنکھیں دیکھیں' پوچھا عباسؑ کیا ہوا؟ بی بی کچھ نہیں' بھائی سے پوچھ' اللہ جانے جو مجھے ہر مرتبہ روک کیوں رہا ہے؟ کیا دوسری دفعہ کیسے؟ بی بی میری عمر ابھی کم تھی' بڑے بھائی حسنؑ کا جنازہ جب واپس آیا تھا' میں دوڑ کے آیا تھا' تلوار لینے کے لئے حسینؑ دوڑ کے آیا تھا مجھے روکنے کے لئے کہ عباسؑ کو تلوار نہ دینا' اس نے مدینے میں نہیں لڑنا۔ حسینؑ' میں نے ٹھیک کہا تھا تو نے مدینے میں نہیں لڑنا' بیٹھ گئے بہن بھائی' بی بی کہتی ہے کیا کہا ولید نے؟ حسینؑ کہتا ہے' انہوں نے کہا کہ بیعت کر۔ بیعت کا نام سنا بی بی زینبؑ کھڑی ہوئی'

آواز دی، حسینؑ تو نے کیا جواب دیا؟ حسینؑ کہتے ہیں زینبؑ بہن تو بتا مجھے کیا جواب دینا چاہئے؟ علیؑ کی بیٹی کہتی ہے نہیں بیعت نہیں کرنی۔ حسینؑ کہتا ہے بہن تو پھر وطن چھوڑنا ہوگا، بی بی کہتی ہے میں حاضر۔ حسینؑ کہتے ہیں میری لاش پر اترنا ہوگا، بی بی کہتی میں حاضر۔ حسینؑ کہتے ہیں یہ چادر نہیں بچے گی، بی بی کہتی ہے "چادر بچے نہ بچے اسلام بچ جائے"۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

☆☆☆

مجلس دوئم

مدینے سے کربلا تک

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں......!

مزاج معلیٰ کی نفاستوں پر ناگوار نہ گزرے تو ایک دفعہ پھر صلواۃ پڑھیں' تاحد نگاہ دیوانگان فاتح کرب و بلا کا ہجوم ہے' اس دور میں ہمارے پاس خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے صرف صلواۃ پڑھنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں' صلواۃ اتنی بلند پڑھیں جتنے آلِ محمدؐ بلند ہیں......

میری رات کی گفتگو سے جن دوستوں نے' جن احباب نے میری حوصلہ افزائی فرمائی' میں ان کا ممنون ہوں' لیکن وہ بات تنہا میری بات نہیں تھی' میری قوم کی بات تھی' یہ قوم ان اصولوں پر مرتب ہے جو اصول صدر نشین' بزم زیرک نے ترتیب دیئے۔ رات میں محسوس کرتا رہا ہوں کہ یا تو آپ کے ذہنوں میں سوالیہ نشانات تھے جن کی وجہ سے زیادہ تر آپ خاموش رہے اور آج شاید گرمی کی وجہ سے خاموشی ہو' لیکن آلِ محمدؐ گواہ ہیں کہ میں نے ہر مجلس کو زندگی کی آخری مجلس سمجھ کر پڑھا ہے اور میں زندگی اور موت کا وارث حسینؑ کو سمجھتا ہوں' کسی کا زرخرید نہیں۔ صلواۃ اتنی بلند

پڑھیں جتنا آپ کے ذہنوں میں حسینؑ بلند ہوسکتا ہے۔

استبداد کے ہر دور میں یا تو حسینؑ نے انسانیت کو چھڑایا ہے یا حسینؑ والوں نے (کوئی لفظ میرا ضائع نہ ہو) حسینؑ یقین' عقیدے اور عمل کے امتزاج کا نام ہے' حسینؑ انسان نہیں ''انسانیت'' ہے۔ (سلامت رہیں آپ)

حسینؑ ذہن نہیں ''ذہنیت'' ہے' حسینؑ آدمی نہیں ''آدمیت'' ہے' حسینؑ صرف پابند شریعت نہیں بلکہ خود ''شریعت'' ہے......

ہاں حسینؑ کو ہر دور نے سلامی دی ہے' میرا دور بھی حسینؑ کو سلامی دیتا ہے' جس دور میں کہیں نہ کہیں یزیدیت نے سر اٹھایا' اگر اس سے ٹکرا کے اس کو فضاؤں میں پاش پاش کیا ہے تو حسینؑ نے۔

(ذرا جاگتے آؤ' ذرا جاگتے آؤ' میرے ساتھ ساتھ)

جہاں بھی یزیدیت نے سر اٹھایا' حسینؑ نے اسے پاش پاش کیا' جو دوست نہیں سمجھے سمجھائے دیتا ہوں۔ (نہیں آپ تو سمجھ گئے میرے سامنے والے نہیں سمجھے)

اس دور میں بھی حسینؑ نے بتایا کہ میرا دشمن جس دور میں ہوگا نہ اسے زمین پناہ دے گی نہ آسمان جگہ دے گا۔ (سلامت رہیں) حسینؑ نے اسے پاش پاش کر دیا' نہ آسمان جگہ دیتا ہے' آسمان میرے نانا کی جاگیر ہے' میں اس کا نواسہ ہوں' میرے دشمن کو نہ آسمان جگہ دے گا' نہ زمین پناہ دے گی' جہاں عزرائیلؑ ملے گا' شکار کر لے گا' چاہے گھر میں ہو' حضر میں ہو' سفر میں ہو' جہاز میں ہو' کہیں بھی ہو' ٹھیک ہے نا وہ کیا ان کے باپ دادا کا بھی یہی انجام ہوا؟ ہر دور میں حسینؑ سے ٹکرانا آسان نہیں' یزید جتنا کلیجہ چاہئے حسینؑ سے ٹکرانے کے لئے' سمجھ گئے' یزید جتنا کلیجہ چاہئے' جیسے محمدؐ سے ٹکرانے کے لئے ابوجہل جیسا کلیجہ چاہئے' علیؑ سے ٹکرانے کے لئے مرحب جتنا بڑا

کلیجہ چاہئے' اسی طرح حسینؑ سے ٹکرانے کے لئے کم از کم یزید جتنا کلیجہ چاہئے' وہ تیرے پاس نہیں کیونکہ تو...... معاویہ کا بیٹا نہیں۔

عقل فروغ دیں ہے تدبر حسینؑ کا
وجہ زوال کفر سیاست حسینؑ کی
اس بادشاہ دیں کی حکومت کی حد نہ پوچھ
جنت ہے صرف ایک ریاست حسینؑ کی

(نعرۂ حیدری)

(بڑی نوازش سلامت رہو' اسی طرح جاگتے آؤ' شاہ جی آپ کی فرمائش پر)

''شبیرؑ اگر دل میں تیرا نقش قدم ہے''

(توجہ میری جانب' کوئی لفظ میرا ضائع نہ ہو' کربلا گاہے شاہ کے عالمی اجتماع میں میرا لفظ ضائع ہو)۔

شبیرؑ اگر دل میں تیرا نقش قدم ہے
کچھ خوف ہے محشر کا نہ اعمال کا غم ہے
یہ بھید کھلا حرؑ کے مقدر سے جہاں میں
جنت تو تیرے ایک تبسم سے بھی کم ہے

(نعرۂ حیدری)

(سلامت رہو' آپ کے ذہنوں میں علیؑ بلند ہوسکتا ہے' اتنا بلند نعرہ سنائیں ہاتھ بلند کر کے نعرۂ حیدری)...... اب تک الجھ رہا ہے یزیدی ہجوم سے۔

جاگتے آؤ' اس وقت میں حسینؑ کا واسطہ اللہ کو بھی دوں تو وہ بھی نہیں ٹھکرائے گا' کربلا گاہے شاہ ہے' دومحرم ہے' تین محرم کا چاند طلوع ہو چکا ہے' اگر اس

وقت حسینؑ کا واسطہ اللہ کو دوں وہ نہیں ٹھکرائے' میں ہر ایک مومن کو حسینؑ کا واسطہ دے کے کہتا ہوں کہ میرا کوئی لفظ ضائع نہ کرنا۔

اب تک الجھ رہا ہے یزیدی ہجوم سے
شبیرؑ تو نے دین کو غازی بنا دیا
تجھ پہ درود پڑھ کے پہنچتی ہے حق کے پاس
تو نے نماز کو بھی غازی بنا دیا

(نعرۂ حیدری)

مرضی ہے تیری فکر میں ترمیم کر نہ کر
سلطان عقل و عشق کو تسلیم کر نہ کر
بچپن میں دیکھ لے ذرا دوش رسولؐ پر
پھر تو میرے حسینؑ کی تعظیم کر نہ کر

(نعرۂ حیدری)

دکھ ہوتا ہے جب حسینؑ کا مقابلہ انسانوں سے کرتے ہو' حسینؑ کا مقابلہ نبیوں سے کرو' (تھک گئے ہو سن رہے ہو' اچھی طرح سے سنو حسینؑ تمہیں سلامت رکھے) حسینؑ کا مقابلہ انبیاءؑ سے کرو' حسینؑ کا مقابلہ کرنا ہے تو آدمؑ سے کرو' آدمؑ سے کرو حسینؑ کا مقابلہ (حضور پوری توجہ' ارباب دانش' صاحبان فکر پوری توجہ' حسینؑ کا مقابلہ آدمؑ سے کرو)۔

آدمؑ کی ذات مرکز ایمان بھی نہیں
آدمؑ کا نطق محور قرآن بھی نہیں

انصاف چاہتا ہوں میں دنیا کے ممتحن
صبر خلیل کے تو سبھی زاویے تو گن
لیکن سکون شاہ بھی دیکھ امتحان کے دن
سب کچھ لٹا کے بھی میرا مولا ہے مطمئن
اکبرؑ وہ سو رہا ہے یہ اصغرؑ کی قبر ہے
شبیرؑ چپ کھڑے ہیں یہ میزان صبر ہے

آج میں کوئی تقریر نہیں کرتا' چونکہ آنکھیں رو پڑیں' اگر فضائل پڑھتے ہوئے مومن رو پڑیں تو مجھے بزرگوں نے سمجھایا ہے' اس وقت مصائب پڑھ چونکہ بی بی زینبؑ یہی چاہتی ہیں۔

اگر اجازت دو تو رو لیں' میرے معیار سے بہت زیادہ مجمع ہے' میری توقع سے بڑھ کر آئے ہو' آؤ پرسہ دیتے ہیں۔ میں دیتا ہوں زہراؑ کی بیٹی' اگر وقت ملے تشریف لے آ' تو ترستی گئی ہے ۴۵۹۶ میل میں' دو دو لاکھ کے ہجوم میں' کوئی حسینؑ کا پرسہ دے؟ کسی نے تجھے پرسہ نہیں دیا' آ...... آج ہم اتنے مومن اتنی مومنات جمع ہیں' چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے کے آئے ہوئے مومن' دور دور سے آئے ہوئے ہیں مومن' درد ہے ان کے دل میں حسینؑ کے اجڑنے کا' قبر ہے ان کے سینے میں حسینؑ کی' آ بی بی تشریف لے آ۔

علیؑ کی قسم......!

۴۵۹۶ میل ۳۶ شہر' ۲۷ بازار' ۱۴۴ گلیاں' ۲۸۸ موڑ' دو دو لاکھ کے ہجوم میں زہراؑ کی بیٹی دیکھتی تھی کوئی مجھے کہے گا' تیرے حسینؑ کا افسوس ہے' تیرے اکبرؑ کا افسوس ہے۔ مصائب کا موسم ہے' مصائب کی رت ہے' آ بی بی ہم پرسہ دیتے ہیں'

ہمیں نہ گھر پیارا ہے نہ نیند پیاری ہے' تو اگر کربلا میں دس راتیں جاگتی رہی ہے آقا زادی' ہم بھی جاگ رہے ہیں۔ سیدوں سے خصوصی اجازت لے کے بانیان مجلس سے خصوصی اجازت لے کے بھیک مانگنے کی راتیں ہیں' دعائیں منظور کرانے کی راتیں ہیں' قیمت ایک آنسو ہے' شبیرؑ کے غم میں ایک آنسو تیری آنکھ سے بہہ جائے' تیرے دل میں جو دعا ہے' بی بی زینبؑ کہتی ہے بارالہٰی اس نے میرے بھائی کو گھوڑے سے اترتے نہیں دیکھا' اس نے شمر کو سکینہؑ کے دُر اتارتے ہوئے نہیں دیکھا' اس نے اکبرؑ کے سینے میں برچھی لگتے ہوئے نہیں دیکھی' اس نے ۵۷ سال کے ضعیف باپ کو جوان بیٹے کے سینے سے برچھی کا پھل نکالتے ہوئے نہیں دیکھا' یہ سن کے رو رہا ہے' اگر یہ کربلا میں ہوتا' ایک میری چادر کوئی نہ چھینتا' سکینہؑ کو طمانچے کوئی نہ مارتا' اس کے دل میں جو دعا ہے خالق اسے پورا کر دے۔ (سلامت رہو)

۲۸ رجب سن ۶۰ ہجری!

۲۸ رجب ۶۰ ہجری مغرب کی نماز کے بعد زہراؑ کی حویلی کا چالیس دروازہ اچانک بند ہو گیا۔

(سلامت رہو' مولاؑ تمہیں کسی غم میں نہ رلائے)

زہراؑ کی حویلی کا چالیس دروازہ بند ہوا' ۲۸ رجب ۶۰ ہجری مغرب کی نماز کے بعد' کائنات کے شریف ترین خاندان کا چالیس دروازہ بند ہوا' چالیس گھروں کی چابیاں چھ سال کی بیمار صغریٰ کے ہاتھوں پہ آئیں۔ (میں تیرا نوکر...... میں پھر پڑھتا ہوں) چالیس دروازوں کی چابیاں چھ سال کی بیمار بیٹی جناب صغریٰؑ کے ہاتھ میں آئیں' (مولاؑ تیرے چھ سال کے بچوں کی عمر دراز کرے' اگر چھ سال کی بچی بیمار ہو' کوئی دوائی نہ لیا کر' کوئی دوا نہ لیا کر اسے بستر بیماری پر سلا کے مدینے کی طرف منہ

حسینؑ خاموش، عباسؑ کہتے ہیں ٹھیک ہے مولاؑ میں تیرا بھائی نہیں، میں تیرا غلام ہوں، لیکن غلاموں سے اتنی نفرت تو اچھی نہیں۔ آواز آئی کون سی نفرت؟ آواز آئی تیری بہنیں جائیں، میری بہن رقیہؑ کیوں نہ جائے؟ آواز آئی لکھ رقیہؑ بنت علیؑ اسیرہ شام۔ بہنوں کے نام لکھے گئے، عباسؑ اب میرے بیٹوں کا نام لکھ، عباسؑ نے سجادؑ کا نام لکھا، اکبرؑ کا نام لکھا، اصغرؑ کا نام لکھا، روتا رہا، عباسؑ۔ حسینؑ کہتا ہے، اب میری بیٹیوں کے نام لکھ، سکینہؑ بیٹھی ہے حسینؑ کی آغوش میں، کہتی ہے بابا پہلے میرا نام لکھ میں تیرے ساتھ ضرور جاؤں گی۔ حسینؑ کہتا ہے لکھ فاطمہ کبریٰؑ، عباس نے لکھا فاطمہ کبریٰؑ، سکینہؑ کہتی ہے چچا لکھ فاطمہ صغریٰؑ، حسینؑ کہتا ہے نہ سکینہؑ، صغریٰؑ نہیں جائے گی، سکینہؑ نے جھولی چھوڑی، دونوں ہاتھ بابا کی گردن میں ڈال کے کہا، بابا صغریٰؑ بیمار ہے، اس کی سگی ماں کوئی نہیں، اسے کون دلاسے دے گا، بابا تجھے اکبرؑ کا واسطہ صغریٰؑ کو ساتھ لے چل۔ (سلامت رہو)

(روتے بھی آؤ، ماتم بھی کرتے آؤ، میں نوکر)

بابا اسے ساتھ لے چل، آواز آئی سکینہؑ صغریٰؑ نے نہیں جانا، نانا کے مزار پر چراغ کون جلائے گا؟ سکینہؑ نے بابا کی جھولی چھوڑی، دوڑ کے آئی جناب ام ربابؑ کے حجرے میں، صغریٰؑ سوئی ہوئی ہے، بڑی بہن ہے صغریٰؑ، چھوٹی ہے سکینہؑ، اندازہ لگاؤ ایک بہن جو چھوٹی ہے وہ سفر پر جا رہی ہے، بڑی سفر پر نہیں جا رہی، سفر کیسے گزرے گا؟ سکینہؑ نے صغریٰؑ کو سلام کیا، صغریٰؑ میرا سلام، آ سکینہؑ بہن...... صغریٰؑ کیا حال ہے بیماری کا؟ آواز آئی ماں ربابؑ نے مجھے اپنی ماں بھلا دی، جب کہا تا کہ مجھے ماں بھلا دی اماں ربابؑ نے، سکینہؑ کہتی ہے اچھا، آواز آئی سکینہؑ بہن تیرا شکریہ، جتنی دیر کے لئے تو اماں ربابؑ کی آغوش میں بیٹھا کرتی تھی اب تو نہیں

بیٹھتی، وہی وقت مجھے اماں ربابؑ دیتی ہے، میں تیری شکرگزار ہوں۔ بہن کی پیشانی چوم کے سکینہ کہتی ہے، آج کی رات...... صغریٰؑ کہتی ہے سکینہؑ خاموش کیوں ہو گئی ہو؟ سکینہؑ کہتی ہے، آج کی رات ہم سفر پہ جا رہے ہیں، کون کون جا رہے ہیں؟ سکینہؑ کہتی ہے سارے، کہاں جا رہے ہو؟ بابا کہتا ہے عراق جائیں گے۔ صغریٰؑ کہتی ہے اچھا ہے آب و ہوا تبدیل ہو جائے گی، بیمار ہوں میں بھی ساتھ جاؤں گی، سکینہؑ رو کے کہتی ہے، تو ساتھ نہیں جا رہی، صغریٰؑ تڑپ کے اٹھی، آواز آئی میں ساتھ کیوں نہیں جا رہی؟ آواز آئی فہرست دیکھ آئی ہوں، جانے والوں کی فہرست بن رہی ہے، صغریٰؑ تیرا نام فہرست میں نہیں۔ صغریٰؑ کہتی ہے فہرست کون بنا رہا ہے؟ چاچا عباسؑ نام کون لکھوا رہا ہے؟ بابا حسینؑ، صغریٰؑ کہتی ہے میرا بھائی اکبرؑ کہاں ہے؟

آواز آئی میرا بھائی اکبرؑ کہاں ہے؟ آواز آئی اکبرؑ نہیں ہے، صغریٰؑ کہتی ہے سکینہؑ احسان کر میرے اکبرؑ کو تلاش کر کے لا، اسے کہہ بیمار بہن تجھے ڈھونڈ رہی ہے، بیمار بہن بلا رہی ہے۔ سکینہؑ نے دیکھا اکبرؑ کہیں نہیں ملا، آواز آئی صغریٰؑ اکبرؑ کہیں نہیں ملا۔

بن گئی فہرست (دوستو، زیادہ طول نہ کروں مصائب میں، تیری آنکھیں بادل بن کے برس رہی ہیں، مولا تیرے آنسو قبول کرے، میں سید ہوں، مجھے معاف کر دینا، سیدوں سے معافی مانگ کے دو لفظ کہتا ہوں) بن گئی فہرست، زہراؑ کی حویلی کا چالیس دروازہ بند ہوا، ہر بی بی آتی ہے چابی لے کے جناب ربابؑ کے حجرے میں صغریٰؑ کو دیکھتی ہے، آنکھوں سے برسنے لگتا ہے پانی...... منہ پھیر لیتی ہے، منہ دوسری طرف کر کے ہاتھ بڑھا کے صغریٰؑ کے بستر پر چابی رکھتی ہے، باہر جا کے دیوار کی ٹیک لگا کے ہر مستور کی چیخ نکل جاتی ہے۔ جب ساری مستورات نے چابیاں دیں، آخر میں بی بی

۲۵۰ محمل تھے جن میں ۵۳ اونٹوں پر محمل تھے' کچھ اونٹ خالی تھے۔ ۷۰ اونٹوں پر سامان اور خیمے لادے گئے' ۴۰ اونٹوں پر سامان خورد ونوش' ۳۰ اونٹوں پر مشکیزوں میں پانی' ۵۳ اونٹوں پر محمل جن پر زہراؑ کی بیٹیاں سوار ہوئیں' ۱۲ اونٹوں پر پتہ نہیں سن سکو یا نہ سن سکو' میں کتاب کا حوالہ دے کے کہہ رہا ہوں۔ (غلط پڑھوں بی بی زینبؑ میری شفاعت نہ کرے' دو علم میرے گواہ ہیں' کہتا ہے ۱۲ اونٹ ایسے تھے) عبداللہ کہتا ہے میں نے پوچھا ان پر کیا ہے؟ رو کے کہتے ہیں ان بارہ اونٹوں پر زہراؑ کی بیٹیوں کی چادریں ہیں' زہراؑ کی بیٹیوں کی چادریں ہیں' بارہ اونٹوں پر' (اگر تیرا عشق مکمل ہو گیا تو میرا ذمہ کوئی نہیں' ورنہ تو اٹھ کے ماتم کرے گا)۔

کہتا ہے ۷۰ اونٹوں پہ خیمے' ۴۰ اونٹوں پہ سامان خورد ونوش' ۳۰ اونٹوں پر پانی کے مشکیزے' ۵۳ محمل پہ زہراؑ کی بیٹیاں اور باقی سید زادیاں اور بچے' بارہ اونٹوں پہ زہراؑ کی بیٹیوں کی چادریں۔

عبداللہ کہتا ہے میں نے دیکھا ۴۵ اونٹ ایسے ہیں جن پر بہت سامان لادا گیا' میں نے پوچھا وہ تو مشکیزے ہیں' وہ خیمے ہیں' وہ سامان خورد ونوش ہے' وہ چادریں ہیں' ان ۴۵ اونٹوں پر کون سا سامان ہے؟ (زہراؑ کی بیٹی میں تجھ سے معافی مانگ کے ایک فقرہ کہتا ہوں' میرا پچاس ہزار کا مجمع سن کے اللہ جانے تجھے پرسہ دے نہ دے' یہ تیری قسمت) عبداللہ کہتا ہے ایک نوجوان دوڑتا ہوا آیا' اس نے سلام کیا' میں نے پوچھا ۴۵ اونٹوں پر کیا ہے؟ وہ جوان رو پڑا' تین دفعہ کہا' واغربتاہ ہائے ہماری غربت' میں نے کہا ان ۴۵ اونٹوں پر کون سا سامان ہے؟ جوان رو کے منہ پہ ماتم کر کے کہتا ہے' ہمارا سفر شروع ہے' ۴۵ اونٹوں پر جو سامان ہے ہمارا ایک شہزادہ ہے' ۱۸ سال کا کڑیل جوان علی اکبرؑ ہے' اس کی شادی قریب ہے' اس کی شادی کا سامان کچھ

اس کی ماں نے بنایا ہے' کچھ اس کی پھوپھیوں نے بنایا ہے' یہ سارا سامان علی اکبرؑ کی شادی کا ہے' ہم نے اسے ۴۵ اونٹوں پر سوار کیا ہے۔ (تو کہتا ہے شام غریباں کو کچھ نہیں ہوا) ۴۵ اونٹوں پر تھا علی اکبرؑ کی شادی کا سامان۔

(الحمدللہ مصائب آ گیا ہے' پورے معیار پر' کہو تو یہیں چھوڑ دوں' کہو تو پوری تیاری پڑھوں' اچھا بابا پڑھتا ہوں' تیاری اسی طرح سے تو روتا آ اور سنتا آ' تاکہ مل کے پرسہ دے سکیں)۔

رات ڈھلنے لگی' رات ڈھلنے لگی' حسینؑ باہر آئے' آواز آئی' میرا سفر کا..... سامان لے آ' عمامہ رسولؐ کا حسینؑ نے سر پہ رکھا' رسولؐ کی تلوار حسینؑ کے ہاتھوں پر آئی' دوسرے ہاتھ میں رسولؐ کا عصا ہے۔ عبداللہ ابن لکفان کہتا ہے' اللہ مجھے برباد کرے اگر میں جھوٹ بولوں میں نے زندگی میں پہلی بار یہ محسوس کیا کہ میرے سامنے حسینؑ نہیں رسولؐ کھڑا ہے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا' یہ رسولؐ ہے یا حسینؑ ؟ آواز آئی یہ رسولؐ کا نواسہ حسینؑ ہے۔ حسینؑ نے کہا این این اخیک' میرا قمر بنی ہاشم بھائی عباسؑ کہاں ہے؟ ایک نوجوان آیا' اس نے کہا لبیک یا ابن رسول اللہؐ۔ اس نے دونوں ہاتھ حسینؑ کے قدموں پر رکھے' آواز آئی عباسؑ بھائی جا دیکھ زہراؑ کی بیٹیاں تیار ہوئیں یا نہیں' عباسؑ گئے واپس آئے' عرض کی مولاؑ تیاری ہو گئی مکمل' حسینؑ چلا اٹھارہ بنی ہاشم ساتھ ہیں۔

(اب دعا کرو مجھے موت آ جائے)

اٹھارہ بنی ہاشم ساتھ ہیں' حسینؑ اندر آئے' جیسے جیسے حسینؑ اندر گئے' بچے حجروں سے نکل کر حسینؑ کا ہاتھ چومنے لگے۔ کوئی کہتا ہے چاچا میں ساتھ چلوں گا' کوئی کہتا ہے ماموں میری تیاری مکمل ہو گئی' کوئی کہتا ہے میری اماں تیار ہو گئی'

حسینؑ سب کو چھوڑ کے اٹھارہ بنی ہاشم کو ساتھ لے کے بی بی زینبؑ کے حجرے کے دروازے پر آئے' حسینؑ کی چیخ نکلی:

السلام علیک یا ایھا الصابرۃ و المجاھدۃ

''اے میری صابرہ اور مجاہدہ بہن سلام ہو۔''

آ زینبؑ باہر آ' آدھی رات کا وقت تھا' بی بی زینبؑ کا ایک قدم باہر آیا' ۳۲ سال کا عباسؑ پاؤں میں نعلین نہیں' سر پہ عمامہ نہیں' عباسؑ زور زور سے کہتا ہے آقا زادیؑ ابھی باہر نہ آنا' ابھی اندر رہنا' بی بی اندر گئی' ۳۲ سال کا عباسؑ زہراؑ کی حویلی میں چکر لگا لگا کے دونوں ہاتھ بلند کر کے بار بار کہتا ہے' الحجاب' الحجاب' پردہ پردہ...... حسینؑ کہتا ہے عباسؑ کسے کہہ رہے ہو؟ آواز آئی مولاؑ آسمانی مخلوق سے کہہ رہا ہوں' پردہ کر جاؤ' ثانی زہراؑ باہر آ رہی ہے۔ (اللہ جانے سنو یا نہ سنو) زینبؑ باہر آ رہی ہے۔

(دیکھو! میری طرف جتنے مومن رو رہے ہو' دولمحوں کے لئے میری طرف دیکھو' میں ختم کروں مولاؑ تمہارے بچوں کی زندگیاں دراز فرمائے)۔

جب عباسؑ نے کہا الحجاب' ہائے او زینبؑ تیری قسمت' ہائے او زینبؑ تیرا رتبہ۔

' زینبؑ پیدل نہیں تھی' زینبؑ کا رتبہ کیا تھا؟ قبلہ جب عباسؑ کہہ چکا الحجاب......الحجاب......الحجاب......

عباسؑ کہتے ہیں آقا زادیؑ اب باہر آ۔

بی بی زینبؑ نے باہر قدم رکھا (میری اولاد قربان ہو جائے' مجھے موت آ جاتی یہ لفظ نہ کہنا پڑتا' اے میری ماؤں' بہنو! تمہاری چادریں سلامت رہیں) بی بی

زینبؑ نے قدم باہر رکھا' حسینؑ نے ہاتھ تھاما' دایاں بازو حسینؑ نے پکڑا' بایاں بازو علی اکبرؑ نے پکڑا' اٹھارہ بنی ہاشم نے ہاتھوں میں ہاتھ ملائے' سب کے ہاتھوں کے سائے میں بی بی زینبؑ چلی۔

پہلا قدم زینبؑ نے رکھا حسینؑ نے یٰسین پڑھی' عباسؑ نے مزمل پڑھی' اکبرؑ نے سورۂ الحمد تلاوت کی' عونؑ و محمدؑ نے سورۂ کوثر پڑھی' ہر فرد اپنے حصے کی آیت پڑھتا ہے۔ بی بی زینبؑ قدم رکھتی ہے' دایاں ہاتھ ہے بی بی زینبؑ کا حسینؑ کی عبا میں' بایاں ہاتھ علی اکبرؑ کی عبا میں' بی بی زینبؑ قدم رکھتی ہے' (اللہ جانے کہاں مصائب ختم ہو) بی بی زینبؑ قدم رکھتی ہے (اوسیدو! تم بھی ماتم کرتے آؤ' اس وقت ہر آنکھ رو رہی ہے) ادھر بی بی زینبؑ نے قدم رکھا' ۳۲ سال کا عباسؑ پیچھے مڑ کے زمین پر بیٹھ کے بی بی زینبؑ کے نشانِ قدم مٹا دیتا ہے۔ آواز آئی زینبؑ تیری اپنی قسمت۔ (سلامت رہو' روتے بھی آؤ' ماتم بھی کرتے آؤ' جی جی میں نوکر)

بی بی زینبؑ قدم رکھتی ہے' عباسؑ آگے زمین پر بیٹھ گئے' بی بی زینبؑ کے قدموں کے نشان مٹا دیتا ہے۔

(ایک جملہ سنو گے دعا کرو مجھے موت آ جائے)۔

جب چودہ قدم بی بی زینبؑ اپنی ماں کی حویلی میں چلی' اچانک حسینؑ کی عبا چھوڑ دی' اکبرؑ کی عبا چھوڑ دی' زینبؑ زمین پر بیٹھ گئیں۔ حسینؑ کہتا ہے زینبؑ بہن کیوں بیٹھ گئی ہو؟ رو کے کہتی ہے حسینؑ حسینؑ اور کتنا چلنا ہے؟ میں تھک گئی ہوں۔

حسینؑ رو کے کہتا ہے زینبؑ ابھی سے تھک گئی ہو' تجھے بازاروں میں چلنا ہے اور تجھے درباروں میں جانا ہے اور تجھے گلیوں میں جانا ہے۔

جو بی بی اپنے گھر میں چودہ قدم چل کے کہتی ہے میں تھک گئی ہوں' وہی بی

بی حسینؑ کی لاش پہ چل کے آئی' کربلا سے کوفہ' کوفہ سے دمشق' دمشق سے نو میل بازار...... بازار سے دربار...... دربار میں ساری رات لوگ شراب پیتے رہے' زینبؑ چپ کر کے کھڑی رہی۔ رات گزر گئی' صبح ہوئی ایک سال زندان میں' ایک سال کے بعد پھر دربار' دربار کے بعد' پھر بازار' بازار سے پھر کوفہ...... کوفہ کے بعد پھر کربلا' کربلا کے بعد پھر مدینہ' مدینے کے بعد پھر مصر' مصر کے بعد پھر شام' جب دوبارہ شام واپس آئی' آسمان کی طرف منہ کر کے کہتی ہے' اب میں تھک گئی ہوں' اب مجھ سے چلا نہیں جاتا' اب میری زندگی ختم ہو جائے' گھر سے باہر آئی۔ (میں پڑھ گیا مصائب' قبلہ' اگر جگر کنٹرول میں ہے تو میں ایک لفظ کہتا ہوں) بی بی زینبؑ باہر آئی' محمل پہ سوار ہونے لگی' عباسؑ نے اپنا دایاں زانو آگے بڑھایا' آواز آئی آقا زادیؑ رکھ قدم سوار ہو محمل میں۔ زینبؑ کہتی ہے سوار نہیں ہوں گی' اکبرؑ آیا' زانوں بڑھایا' آ پھوپھی اماں میں سوار کراؤں' آواز آئی نہ اکبرؑ' قاسمؑ آیا' نہ قاسمؑ میں سوار نہیں ہوں گی' حسینؑ قریب آئے' دیکھ کے کہتے ہیں زینبؑ بہن سوار کیوں نہیں ہوتی؟ آواز آئی حسینؑ مجھے سوار وہ کرے' جو پھر یہیں چھوڑ جائے' (اللہ جانے سمجھ گئے ہو یا نہیں) مجھے سوار وہ کرے جو پھر یہیں چھوڑ جائے۔ حسینؑ کی آواز آئی سجادؑ میرا بیمار بیٹا' آ پھوپھی کو سوار کر' تو وہ ہے جو اسے واپس وطن لائے گا۔ (سلامت رہو بھئی)

ہو گئی محمل میں زینبؑ سوار۔

ہو گئی محمل میں بی بی زینبؑ سوار' جناب کلثومؑ سوار ہو گئی' جناب رقیہؑ سوار ہو گئی۔ حسینؑ کہتا ہے ربابؑ کہاں ہے؟ صغریٰؑ کے حجرے میں ہے' آواز آئی ربابؑ کیا نہیں جانا؟ ربابؑ کہتی ہے کہ مولا انکار تو نہیں...... لیکن یہ بیمار ہے' اسے کیسے چھوڑوں؟ صغریٰؑ نے دونوں ہاتھ ماں کی گردن میں ڈالے اور کہا اماں سارے

چلے گئے تو نہ جا' تیرا اصغرؑ چھوٹا ہے' گرمی کا موسم ہے' میں بیمار ہوں۔ حسینؑ کہتا ہے صغریٰؑ آنے دے ماں کو...... جب حسینؑ نے کہا نا کہ ماں کو جانے دے' میری بہنیں کافی دیر سے محمل میں انتظار کر رہی ہیں' صغریٰؑ نے دونوں ہاتھ ماں کی گردن سے نکالے' آواز آئی جا اماں' جب بی بی ربابؑ باہر محمل کی طرف آنے لگی' صغریٰؑ کے حجرے سے' صغریٰؑ نے رو کے کہا اماں میری بات سنتی جا۔ آواز آئی کون سی بات؟ آواز آئی مجھے یقین آ گیا کہ میں یتیم ہوں' اگر میری سگی ماں ہوتی تو مجھے چھوڑ کے نہ جاتی' ربابؑ چلی گئی' قبلہ...... محمل میں' محمل تیار ہوئے' ادھر محمل تیار ہوئے' ادھر صغریٰؑ اٹھی۔

(مولا حسینؑ کا واسطہ میرے آخری لفظ سن لو) صغریٰؑ باہر آئی' کبھی اٹھتی ہے کبھی بیٹھتی ہے۔ نانی ام سلمیٰؑ کے پاس گئی' آواز آئی نانی! اللہ جانے مسافر واپس آئیں یا نہ آئیں' مجھے دادی زہراؑ کی حویلی میں بڑے دروازے پہ بٹھا دے' دیکھوں تو سہی کیسے جا رہے ہیں مسافر' ام سلمیٰؑ صغریٰؑ کو لے کے دروازے پہ بیٹھ گئی' (اب جگر پتھر کا ہو تو سنے) صغریٰؑ بیٹھ گئی' سب سے پہلے سواری گزری' آواز آئی کس کی سواری ہے؟ آواز آئی صغریٰؑ تیرے بابا حسینؑ کی سواری ہے' بابا میرا سلام' حسینؑ چلا گیا۔ یہ کس کی سواری ہے' یہ عباسؑ کی سواری ہے' نانی اسے کہہ جو تیری کچھ نہیں لگتی وہ سلام کہتی ہے' عباسؑ گھوڑے سے اترا' صغریٰؑ کے قدموں پر ہاتھ رکھ کے کہتا ہے میں تیرا بھی نوکر' تیرے بابا کا بھی نوکر ہوں' سفر کی پہلی منزل پر ناراض کیوں ہوتی ہے؟ صغریٰؑ کہتی ہے کیا ہوتا اگر فہرست میں میرا نام بھی لکھ لیتا' میں تیرے فضلؑ کی کنیز بن کے چلی جاتی۔

(سلامت رہو' روتے بھی آؤ' ماتم بھی کرتے' آؤ سنتے بھی آؤ)

نانی اب کس کی سواری ہے؟ شہزادے قاسمؑ کی۔ آواز آئی اچھا مولاؑ اس کی زندگی دراز کرے' قاسمؑ چلا گیا' (یا ثانی زہراؑ مجھے طاقت دے میں انہیں آخری لفظ سنا سکوں) اب کس کی سواری ہے؟ بی بی ام سلمیٰؑ کہتی ہے صغریٰؑ نہ پوچھ' آواز آئی نانی جلدی بتا' مجھے کسی کی خوشبو آرہی ہے' آواز آئی علی اکبرؑ جا رہا ہے۔

تڑپ کے صغریٰؑ اٹھی' کہتی ہے نانی اسے کہہ چلے جانا' بیمار کہتی ہے ایک لحہ ٹھہر جا' اکبرؑ ٹھہرا' صغریٰؑ میرا سلام' صغریٰؑ کہتی ہے ہو سکے تو ایک لحہ گھوڑے سے اتر' اکبرؑ گھوڑے سے اترا' صغریٰؑ کے قریب آیا۔ صغریٰؑ نے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنے سر سے چادر اتاری' زمین پر بچھائی' کہا نبیؐ کی شکل والا جوان میرے پاس اور رہا کچھ نہیں' میں بیمار ہوں اس چادر پر بیٹھ' اکبر چادر پر بیٹھا' صغریٰؑ نے دونوں ہاتھ بلند کیے' اکبرؑ کے گلے میں دونوں بانہیں حائل کیں' صغریٰؑ نے گردن میں ہاتھ ڈالے' بے ہوش ہوگئی' ادھر اکبرؑ بے ہوش ہوگیا' ادھر اکبرؑ بے ہوش ہوا' کافی دیر دونوں بہن بھائی بے ہوش رہے' ادھر محمل رک گئے' ادھر حسینؑ کی سواری رکی۔ آواز آئی عباسؑ جا کے دیکھ تو سہی اکبرؑ نے دیر کیوں لگا دی؟ عباسؑ آیا' واپس گیا' مولاؑ مجھے معاف کرنا' میں یہ منظر نہیں دیکھ سکتا' مولاؑ آپ خود جائیں' حسینؑ آئے۔ (آخری لفظ مجلس ختم کر رہا ہوں' میں نے خود پر مصائب اوڑھ لیا ہے)

حسینؑ آئے' دیکھا اکبرؑ کے ہاتھ صغریٰؑ کے سینے پر' صغریٰؑ کے ہاتھ اکبرؑ کی گردن میں' دونوں بے ہوش۔ حسینؑ نے جگایا' حسینؑ نے کہا اکبرؑ دیکھ میری بہنیں کتنی دیر سے محمل میں بیٹھی انتظار کر رہی ہیں' اکبرؑ جلدی کر' زینبؑ تھک جائے گی۔ اکبرؑ نے کہا بابا انصاف کر' اپنی بہنیں کتنی پیاری ہوتی ہیں' بابا تیری بہنیں تیرے ساتھ ہیں' اللہ جانے میری بہن جو بیمار ہے دوبارہ مجھے ملے نہ ملے۔ صغریٰؑ اٹھی' آواز آئی' جی بابا

صغریٰؑ اجازت دے اکبرؑ کو۔

صغریٰؑ کہتی ہے جا اکبرؑ میری اپنی قسمت' حوالے رب کے' اکبرؑ جانے لگا' ادھر اکبرؑ جانے لگا' اکبرؑ کے دامن میں ہاتھ آیا' اکبرؑ نے مڑ کے دیکھا' چھ سال کی بیمار صغریٰؑ' آواز آئی بابا! ناراض نہ ہونا تو بھی تھوڑی دیر کے لئے رک جا' بے شک اکبرؑ کو ساتھ لے جا۔ حسینؑ رک گئے' اکبرؑ بھی رک گئے' حسینؑ بھی رک گیا' چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے تھوڑی تھوڑی مٹی اکٹھا کرنا شروع کی' مٹی اکٹھی کر کے صغریٰؑ نے اکبرؑ سے کہا بھیا یہاں ذرا اپنا پاؤں رکھ دے' حسینؑ کہتے ہیں صغریٰؑ کیا کرے گی؟ رو کے کہتی ہے اکبرؑ چلا جائے گا' اس کا نقش قدم رہ جائے گا' میں بیمار ہوں' روزانہ اس کے پاؤں کے نشان پر بوسہ دے کر زندگی کے دن پورے کروں گی' (کرتا آ ماتم اب رت ہے مصائب کی) جانے لگا اکبرؑ۔ (بس آخری لفظ سن لیں' ہاتھ نہ جوڑیں ختم کرتا ہوں)

اکبرؑ جانے لگا' صغریٰؑ کہتی ہے بابا میری ایک گزارش سن' میری ایک وصیت سن' میں بیمار ہوں اکبرؑ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکوں گی' میں مر جاؤں گی' میری وصیت یہ ہے کہ میری قبر پر تین رشتہ دار نہ آئیں۔ حسینؑ کہتا ہے کون کون سے؟ صغریٰؑ رو کے کہتی ہے بابا پہلا میرا چچا عباسؑ' صغریٰؑ اور کون؟ دوسرا میرا بھائی علی اکبرؑ' جب کہا نا دوسرا میرا بھائی علی اکبرؑ حسینؑ کہتا ہے' تیسرا صغریٰؑ کہتی ہے بابا میری چادر چھوڑ' حسینؑ نے چادر چھوڑی' چادر سر پر رکھ کر صغریٰؑ چل پڑی...... صغریٰؑ کہاں جا رہی ہے؟ تیسرے رشتہ دار کا نام بتا' چھ سال کی بیمار کہتی ہے بابا اگر ناراض نہ ہو تو بھی میری قبر پر نہ آنا۔ حسینؑ کہتا ہے صغریٰؑ تو نے اپنی سنائی ہے' ذرا میری بھی سن لے' صغریٰؑ کوئی اور آئے یا نہ آئے بابا وعدہ کرتا ہے' بابا نہیں آئے گا' بابا مارا جائے گا۔

غزیٰؑ واپس پلٹی، بابا کی گردن میں بانہیں ڈال کے رو کے کہتی ہے بابا یہ کیوں نہیں کہتے کہ میں تمہیں یتیم کرنے جا رہا ہوں؟

☆......☆......☆

مزاجِ گل شاخِ گل پہ دیکھو مقامِ خوشبو صبا سے پوچھو
علیؑ کا رتبہ گھٹانے والو علیؑ کا رتبہ خدا سے پوچھو
لحد میں منکر نکیر پوچھیں گے کچھ تو یہ کہہ کے ٹال دوں گا!
سوال مشکل ہے اے فرشتو جواب مشکل کشا سے پوچھو

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

☆☆☆

مجلس سوئم

حضرت فاطمہؑ کی شہادت

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں......!

مزاج معلیٰ کی نفاستیں برداشت کر سکیں تو صلواۃ بلند آواز سے پڑھیں' خانوادۂ زہراؑ کے احسانات کو یاد کر کے ''ھل جزاء الاحسان الا الاحسان'' بلند آواز سے پڑھیں۔

جہاں تک میری نگاہ کام کر رہی ہے جسے آلِ محمدؐ سے مودۃ ہے' وہ بلند آواز سے صلواۃ پڑھنے میں بخل نہ کرے۔

سارے احباب مل کے صلواۃ پڑھو خاندان زہراؑ پر' بڑی نوازش' بڑی مہربانی' دوست رباعیاں پڑھ رہے تھے میں بھی شعراء کے نعلین بردار کی حیثیت سے ایک رباعی سناتا ہوں۔ آج میرا خیال ہے اتنی گرمی بھی نہیں' حوصلہ افزائی کے لئے تھوڑا تھوڑا میرے ساتھ بولیں۔

اجازت ہے' پڑھوں رباعی۔

محشر میں بھی انمول عقیدے لے کے عوض ہم
بخشش نہ خریدیں تو گنہگار نہ کہنا
جنت میں بھی شبیرؑ تیرے غم کی قسم ہے
ماتم نہ کریں ہم کو عزادار نہ کہنا

(نعرۂ حیدری)

جسے حسینؑ پسند ہے وہ صلواۃ بلند آواز میں پڑھے۔

شمس تبریزؒ سے کسی نے پوچھا ہر وقت علیؑ علیؑ کرتے ہو' قبر میں جاؤ گے' فرشتے سوال کریں گے' کچھ ان کا بھی سوچا ہے؟ تو شمس تبریزؒ نے کہا تھا۔

فشار قبر کو ایسا نڈھال کر دوں گا
میں مشکلوں کی طبیعت بحال کر دوں گا
علیؑ کے نام نے جرات تو دی کہ زیر لحد
میں خود فرشتوں پر کوئی سوال کر دوں گا

(نعرۂ حیدری)

(بلند صلواۃ پڑھیں سارے حضرات)

کائنات کے سب سے سچے انسان نے' صداقت کے ملقب انسان نے' سچائی کے دوسرے نام رکھنے والے انسان نے' وما ینطق کے مصداق انسان نے' جس کی زبان کھلے تو قرآن ترتیب پائے' اس انسان نے' جو چودہ ستاروں میں بکھر کے نکھر جائے اس انسان نے' علیؑ جیسا عظیم انسان جس کی غلامی پہ ناز کرے اس انسان نے' کائنات کے آخری نبیؐ نے ...... نبیوں کے سرتاج نے ...... سلطان ...... نے ...... اللہ جیسے دکھائی نہ دینے والے محبّ کے محبوب انسان نے' کائنات کے سب

سے سچے انسان نے چند سچوں میں بیٹھ کر زندگی کی آخری سچائی بیان کی۔

کائنات کے سب سے سچے انسان سے چند سچوں میں زندگی کی آخری سچائی بیان کی' رسولؐ نے کہا:

انی تارکن فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی

''انی'' میں ''تارکن'' ''تم میں چھوڑ رہا ہوں'' ''فیکم الثقلین'' دو ثقلین یہ عجیب بات ہے' ثقلین ایک ہو تو ثقل' دو ہوں تو ثقلین' یہ عربی کا کلیہ ہے قاعدہ ہے کہ دو ہم وزن' ہم جنس' ہم نام' ہم نسب' ہم مذہب' ہم رنگ' ہم عقیدہ' ہم ملت. اکٹھے ہو جائیں تو ان کے نام کے ساتھ ''ئی'' اور ''ن'' ملا دیا جائے تو ثابت کر دیا جاتا ہے' جیسے ''ظہر'' سے ''ظہرین''، یعنی ظہر اور عصر کی نماز کو ملا دیا جائے تو ظہرین' مغرب اور عشاء کی نماز مغربین' حسنؑ اور حسینؑ حسنینؑ۔

سبط دو ہوں تو سبطین' اس لئے رسولؐ نے کہا کہ میں تم میں ثقلین چھوڑ رہا ہوں' یعنی ہم وزن چیزیں چھوڑ رہا ہوں' نہ ایک دوسری سے زیادہ ہے نہ دوسری پہلی سے کم ہے' دونوں کا رنگ ایک ہے' دونوں کی ترنگ ایک ہے' دونوں کی امنگ ایک ہے' دونوں کی آرزو ایک ہے' دونوں کی گفتگو ایک ہے' دونوں کی جستجو ایک ہے' دونوں کی شکل ایک ہے' دونوں کی عقل ایک ہے' دونوں کا مزاج ایک ہے' دونوں کا معراج ایک ہے' دونوں کی گفتار ایک ہے' دونوں کی رفتار ایک ہے' دونوں کا معیار ایک ہے' دونوں کا آغاز ایک ہے' دونوں کا انجام ایک ہے' دو ثقلین ہیں' دو ہم وزن چیزیں ہیں' دونوں ہم رنگ چیزیں ہیں' ہم مرتبہ چیزیں ہیں' رسولؐ کہہ رہا ہے' جس کی بات پر شک کرنا کفر ہے' اگر ہم شک کریں تو کافر ہو جائیں' رسولؐ کہہ رہا ہے کہ میں تم میں دو ہم وزن چیزیں چھوڑ رہا ہوں' رسولؐ نے ہم وزن کہا' ہو سکتا ہے کچھ دوست اب بھی

نہ سمجھیں ہوں تو کسی زرگر کی دکان پر، کسی سنار کی دُکان سے گزرے ہوں تو اس کے پاس ایک ترازو ہوتا ہے، اس کے دو پلڑے ہوتے ہیں، زنجیر کے ساتھ وہ ڈنڈی سے ملے ہوئے ہوتے ہیں، اس کے درمیان میں ایک کانٹا یا سوئی ہوتی ہے، اس سوئی سے درمیان میں ایک نقطہ کے برابر ایک نشان ہوتا ہے۔ سنار کرتا ہے ایک پلڑے میں وزن ڈالتا ہے، رتی، ماشہ، تولہ، دوسرے پلڑے میں وہ سونا چاندی ڈالتا ہے، نہ وزن کو دیکھتا ہے نہ سونے چاندی کو دیکھتا ہے، وہ دیکھتا ہے سوئی کو، نہ ذرا ادھر ہو نہ ذرا ادھر ہو، عین درمیان میں ہو، اسے کہتے ہیں ثقلین، "انی تارکن فیکم الثقلین" رسولؐ نے کہا، دو ثقلین چھوڑے جا رہا ہوں، ایک ثقل کا نام ہے قرآن، دوسری ثقل کا نام ہے اہل بیتؑ دونوں ہیں الثقلین۔

اب آپ ثقلین کا معنی بھی سمجھ چکے ہیں، اس مجلس میں میرے سنی بھائی بھی موجود ہیں، حدیث ثقلین دونوں کے نزدیک متفقہ ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں، دونوں کے نزدیک معتبر اور مصدقہ ہے اور غیر متنازعہ ہے، ہر کتاب میں اس کا ذکر ہے۔ رسولؐ نے فرمایا، دونوں ثقلین ہیں، ایک قرآن ایک اہل بیتؑ، پڑھے لکھے دوستوں سے اگر میں سوال کروں کہ قرآن کتنا سچا ہے تو اس کا جواب ہوگا جتنے اہل بیتؑ (اگر بات سمجھ میں آ جائے تو تھوڑی سی حوصلہ افزائی کر دیا کرو)۔

قرآن کتنا سچا ہے؟ جتنے اہل بیتؑ
اہل بیتؑ کتنے سچے ہیں؟ جتنا قرآن
قرآن کتنا وزنی ہے؟ جتنے اہل بیتؑ
اہل بیتؑ کتنے وزنی ہیں؟ جتنا قرآن
قرآن کتنا عظیم ہے؟ جتنا اہل بیتؑ

اہل بیت کتنے عظیم ہیں؟ جتنا قرآن

قرآن کتنا حق پہ ہے؟ جتنا اہل بیتؑ

اہل بیتؑ کتنا حق پر ہیں؟ جتنا قرآن

(بولتے آؤ میرے ساتھ)

قرآن کتنا بلند ہے؟ جتنے اہل بیتؑ

اہل بیتؑ کتنے بلند ہیں؟ جتنا قرآن

قرآن اللہ کو کتنا پیارا ہے؟

اہل بیتؑ اللہ کو کتنے پیارے ہیں؟

قرآن محمدؐ کے کتنے قریب ہے؟

اہل بیتؑ محمدؐ کے کتنے قریب ہیں؟ جتنا قرآن

قرآن محمدؐ پر کس طرح سے اتارا؟ جس طرح سے اہل بیتؑ

اہل بیتؑ محمدؐ پر کس طرح اترے؟ جس طرح قرآن

قرآن زمین پر کیسے آیا؟ (بولتے آؤ نا میرے ساتھ) جس طرح اہل بیتؑ

اہل بیتؑ زمین پر کس طرح آئے؟ جس طرح قرآن

قرآن کی ایک مسند ہوتی ہے جہاں قرآن رکھتے ہیں جسے کہتے ہیں رحل۔ اگر قرآن کی مسند پر کوئی پہلی، دوسری یا تیسری کی کتاب رکھ دے (پورے مجمع سے مخاطب ہوں)۔

اگر کوئی قرآن کی مسند پر کوئی پہلی، دوسری، تیسری کی کتاب رکھ دے، چاہے میرا اپنا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، ڈانٹ دوں گا، میں کہوں گا مسند قرآن کی بے ادبی ہے، قرآن کی مسند پہ پہلی، دوسری، تیسری کی کتاب......

وہ کہے گا' بابا محکمہ تعلیم کے بہت سے لوگوں نے اس کتاب کی ترتیب دی' سارے سکولوں میں پڑھائی جاتی ہے' سارے بچے اسے تسلیم کرتے ہیں' سارے استاد اسے تسلیم کرتے ہیں' حکومت مانتی ہے' یہ منتخب کتابیں ہیں' ان کتابوں کا انتخاب کیا گیا ہے' ان پر بہت سی کوششیں کی گئی ہیں...... میں کہوں گا سب کچھ ٹھیک ہے' میں یہ سب کچھ مانتا ہوں لیکن قرآن کی مسند پر کوئی بڑی سے بڑی کتاب بھی نہیں آ سکتی' یہ قرآن کی مسند ہے۔ میرا بیٹا پوچھے گا' بابا کوئی قرآن کی مسند پہ آ بھی سکتا ہے یا نہیں؟ میں کہوں گا' کیوں نہیں۔

قرآن کا پہلا پارہ' قرآن کا دوسرا پارہ' تیسرا' چوتھا' پانچواں' چھٹا' ساتواں آ سکتا ہے' یہ آ سکتے ہیں قرآن کی مسند پہ' یہ قرآن کے پارے ہیں' یہ بھی قرآن ہیں۔

حدیث ثقلین مانتے ہو تو پھر ماننا پڑے گا کہ کوئی کتاب کتنی معتبر کیوں نہ ہو' کتنی بڑی کیوں نہ ہو' پاکستان کے بارہ کروڑ عوام اسے تسلیم کیوں نہ کرتے ہوں' لیکن قرآن کی مسند پر وہ نہیں آ سکتی' پارہ آ سکتا ہے' تو اہل بیتؑ کی مسند پر بھی اہل بیتؑ آ سکتے ہیں' اہل بیتؑ کا کوئی فرد آ سکتا ہے' اس لئے اگر اہل بیتؑ کا کوئی فرد کسی سے کہہ دے اتر آ میرے باپ کے منبر سے...... تو شک نہ کرنا...... کیونکہ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔

قرآن اور اہل بیتؑ !

قرآن کے مقابلے میں اگر جتنی کتابیں لاؤ گے...... اگر مقابلے میں لاؤ گے تو قرآن حق پر ہوگا' قرآن کے مقابلے میں...... مقابلے میں...... مقابلے میں...... ہم کوئی کتاب لا نہیں سکتے' کیونکہ قرآن حق ہے' اسی طرح اہل بیتؑ کے مقابلے میں بھی کوئی نہیں آ سکتا' اگر مقابلے میں آئے گا تو وہی حشر ہوگا جو قرآن کے مقابلے میں

آنے والے کا ہوگا۔

اہلِ بیتؑ کسے کہتے ہیں؟ کوئی دیوانہ پھر سمجھے نہ سمجھے' اہل بیتؑ کسے کہتے ہیں؟ پڑھا لکھا دوست...... جب میں حج پر گیا......اس وقت میری سمجھ میں آیا' جن لوگوں نے حج کیا ہوا ہے وہ میرے دوست جانتے ہیں' جب مکے میں جاتے ہیں...... خانہ خدا میں ایک بہت بڑا صحن ہے اس میں ایک کمرہ ہے' اس کمرے کی آپ تصویر بھی دیکھتے ہیں' جسے عربی میں بیت کہتے ہیں' بیت اللہ بھی کہتے ہیں' ایک خوبصورت کمرہ ہے' جسے سجدہ بھی کرتے ہو' لیکن اس بیت کا اندازہ کیسے ہوتا ہے؟ اس پر ایک چادر ہے' تو معیار یہ ہے کہ جس پہ چادر ہے وہ ہے بیت۔

(میں بات کر رہا ہوں' اگر یہ بات ضائع ہوگئی تو مجھے اس بات کا بہت دکھ ہوگا' اجر آلِ محمدؐ سے لوں گا' آپ سے داد اور دعا کا طالب ہوں)۔

جس پر چادر ہے وہ ہے ''بیت'' جس پر کالا کپڑا ہے وہ ہے بیت' جتنا چادر کے نیچے ہے' ہے ''بیت''، جو بیت میں ہے وہ اہل بیتؑ، جتنی چادر ہے وہ ہے بیت' جو کچھ بیت کے اندر وہ ہے اہل بیتؑ ۔

اس بیت کے باہر جتنا ایریا ہے وہ حرم ہے' وہ بیت نہیں' جو حرم میں آیا وہ اہل حرم' بیت وہی ہے جس پر چادر ہے جو چادر کے نیچے ہے' وہ اہل بیتؑ ہے۔

رسولؐ نے یہی سمجھایا' رسولؐ آئے' بیٹی سے کہا' بیٹا مجھے چادر دو' چادر اوڑھ کے بیٹھ گیا' حسینؑ آیا' ماں کو سلام کیا۔

اماں مجھے رسولؐ نانا کی خوشبو آ رہی ہے' حسنؑ چادر کے نیچے ہیں' کوئی نواسہ کائنات میں ایسا پیدا ہی نہیں ہوا جو نانا سے اجازت لے کے چادر میں گیا ہو' حسنؑ قریب آیا' نہ اس سے پہلے کبھی اجازت لی نہ اس کے بعد کبھی اجازت لی' صرف

اس دن اجازت لی' جب نانا چادر اوڑھ کے بیٹھے تھے۔ قریب آیا حسنؑ اور کہا نانا اجازت ہے' میں بھی اس چادر کے نیچے آ جاؤں' پھر حسینؑ آئے انہوں نے سلام کیا۔

اماں مجھے نانا کی خوشبو آ رہی ہے۔ ماں بیٹا حسینؑ تیرا نانا اور تیرا بھائی حسنؑ چادر کے نیچے ہیں' تہذیب کے کردگار حسینؑ نے سلام کیا' نانا میں چادر کے نیچے آ جاؤں؟ آ جاؤ حسینؑ۔ ایک محمدؐ' ایک حسینؑ' ایک حسنؑ' اب علیؑ گھر میں داخل ہوئے' عصمت کل اٹھی چار قدم آگے آ گئے' جب علیؑ نے اپنے دروازے کے افق سے طلوع کیا' ادھر بتولؑ اٹھی' بتولؑ نے سلام کیا' السلام علیکم یا امیرالمومنینؑ' علیؑ نے جواب دے کے کہا' حسنینؑ کی ماں' میرے بھائی رسولؐ کی خوشبو آ رہی ہے' کیا چادر کے نیچے......؟ علیؑ نے بھی اجازت لی' چادر اٹھائی' چادر کے نیچے اب پنجتن ہیں' چار چادر کے نیچے اکٹھے ہوئے' اجلاس شروع ہوا' صدارت کون کرے؟ اس وقت بتولؑ آئی' اجازت مانگی' بابا میں بھی چادر میں داخل ہو جاؤں؟ آواز آئی جب تک تو نہیں آئے گی جلسہ شروع نہیں ہو گا۔

بتولؑ چادر کے نیچے آئیں' محمدؐ' علیؑ' حسنؑ' حسینؑ' فاطمہؑ جب یہ اکٹھے ہوئے تو رسولؐ نے ایک جملہ کہا' اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی اٹھائی۔ حدیث کساء پڑھنے والو! رسولؐ نے کہا:

ھولاء اھلبیتی

چادر بھی ہے چادر کے نیچے بھی ہیں' بیت بھی ہے اہل بیتؑ بھی ہیں' یہ ہیں میرے اہل بیتؑ جو ان سے پیار کرے تو بھی ان سے پیار کر جو ان سے دشمنی کرے تو بھی ان سے دشمنی کر' اللہ نے آسمان پر اجلاس بلایا اور کہا دیکھو! یہ کون ہیں؟ آواز آئی تو خود ہی بتا' یہ کون ہیں؟ تعارف کرانے والا ہے اللہ' آواز آئی **ھم فاطمۃؑ** یہ

فاطمہؑ ہے' وابوھا وہ اس کا باپ ہے' وبعلھا وہ اس کا شوہر ہے' وبنوھا وہ اس کے دو بیٹے ہیں' اس دن میری سمجھ میں آیا' میں پوچھ تو لوں بار الہا!

یہ کیوں نہیں کہتا؟ یہ محمدؐ ہے' یہ اس کا بھائی علیؑ ہے' یہ اس کی بیٹی فاطمہؑ ہے' یہ اس کے نواسے ہیں۔

یہ علیؑ ہے' یہ اس کا بھائی محمدؐ ہے' یہ اس کی زوجہ ہے' یہ اس کے بیٹے ہیں۔

آواز آئے گی' نہیں۔

آسمان میں یہ خاندان پہچانا ہی بتولؑ کے نام سے جاتا ہے...... (جاگتا آ پوری توجہ سے)

آسمانوں پر ان سب کا تعارف اس خاندان کا تعارف ہوتا ہی اسی نام سے' جیسے میں خطبے کے بعد کہتا ہوں' خاندان زہراؑ پر بلند صلواۃ پڑھیں۔

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خاندان زہراؑ ہے ہی یہی' اب اہل بیتؑ کا مجھے بھی پتہ چلا' محمدؐ نے بھی کہا' اللہ نے بھی کہا' یہ مٹی' یہ پانی' یہ ہوا' یہ ساری کائنات میں نے انہی کے لئے خلق کی ہے۔ یہ ہیں پانچ سب کچھ ہے' یہ نہ ہوں تو کچھ بھی نہ ہو' میری سمجھ میں بھی آ گیا' اب رسولؐ نے کہا (بھائی ہماری طرف سے چار ہزار بیٹیاں ہوں رسولؐ کی' ہم احترام کرتے ہیں' مگر جس دن تو نے ثابت کر دیا کہ ان چار ہزار میں سے کوئی بتولؑ ہے' ہم تسلیم کر لیں گے' کوئی ایک اور بھی چادر کے نیچے تھی' تو ہم تسلیم کر لیں گے' متنازعہ کوئی مسئلہ نہیں چھیڑنا چاہتا)۔

اب رسولؐ نے کہا کہ میں ہم وزن چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ (اب سمجھ آ رہی ہے میری بات)

کون کون سی دو چیزیں؟ ایک اللہ کی کتاب' ایک اہل بیتؑ۔ اللہ کی کتاب

اتنی مقدس ہے جتنی اہل بیتؑ، اہل بیتؑ کتنے مقدس ہیں، جتنی اللہ کی کتاب قرآن۔ ساری دنیا قرآن پڑھتی ہے، قرآن جب تک خود نہ چاہے سمجھ میں نہیں آئے گا، ساری دنیا علیؑ کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے، علیؑ اس وقت سمجھ میں نہیں آ سکتا جب تک خود نہ چاہے۔

علیؑ کی اپنی مرضی، جی چاہے تو گلی میں پھرتے ہوئے ملنگ کی سمجھ میں آ جائے، سمجھ میں نہ آنا چاہے تو امام شافعیؒ جیسے کہتے رہ گئے کہ خدا کی قسم ہے ساری زندگی گزر گئی، میری سمجھ میں نہیں آیا کہ رب وہ ہے یا علیؑ۔ (نعرۂ حیدری)

سمجھ گئے، اب دیکھتے ہیں کہ قرآن میں ہے کیا؟ رسولؐ نے ایسے تو نہیں کہا۔

(توجہ میری جانب)

قرآن میں ہے کیا؟

اس میں ''حرف زمان ہے''، ''حرف مکان'' ہے، لفظ ''خاص'' ہے، لفظ ''عام'' ہے، لفظ واحد ہے، معنی جمع ہیں، لفظ جمع ہے، معنی واحد ہیں، بحث ماضی ہے، معنی مستقبل ہیں، بحث مستقل ہے، معنی عارضی ہیں، تاویل قبل از تنزیل ہے، تاویل بعد از تنزیل ہے، الفاظ مولفہ ہیں، الفاظ متشابہ ہیں، الفاظ مقطعہ ہیں، خطاب کسی قوم سے ہے، مخاطب کوئی قوم ہے، خطاب پیغمبر سے مراد امت۔

(ذرا جاگو، ذرا جاگو!)

اس دنیا میں ذکر انبیاءؑ ہے، تذکرۂ غزوات رسولؐ ہے، حقائق اسلام ہیں، شرائع ادیان ہیں، اس میں جذبات ومحسوسات کا سوز ہے، تصور وتخیلات کے شعلے ہیں، شعور وادراک کا بانکپن ہے، وجدان وآگہی کا نطق ہے، موج شمیم کا خرام ہے، کلیوں کا روپ ہے، شگوفوں کا بیر وپ ہے، ستاروں کا جمال ہے، بھوکوں کا گداز ہے، آبشاروں کا

ترنم ہے' صباؤں کا لمس ہے' مشاہدات و بصائر کا الاؤ ہے' ذہنی کشف و الہام کا سرور ہے' تیقن افکار کی حلاوتیں ہیں' حکایتیں ہیں' شکایتیں ہیں' روایتیں ہیں اس میں' اس میں اختصاص ہے' ایجاد ہے' اجتناب ہے' اس میں وصل ہے' فصل ہے' خبر ہے' انشاء ہے' تاخیرہ' تاکید ہے' رخصت ہے' عزیمت ہے' جلال ہے' مثل ہے' قصص ہیں' مناکحات ہیں' مشاہدات ہیں۔

ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ہے' اس میں پھول کا ذکر ہے' خار کا تذکرہ ہے' غیر کا ذکر ہے' غار کا تذکرہ ہے' جمل کا ذکر ہے' غار کا تذکرہ ہے' غیر کا ذکر ہے' یار کا تذکرہ ہے' صبر کا ذکر ہے' دار کا تذکرہ ہے' نسب کا ذکر ہے' پیار کا تذکرہ ہے' اس میں آگ لگانے والوں کا ذکر ہے' آگ کو گل گلزار بنانے والوں کا تذکرہ ہے' اس میں زوجہ لوط کا ذکر ہے' مادر عیسیٰؑ کا تذکرہ ہے' اس میں میدان میں آ کے لڑنے والیوں کا تذکرہ ہے۔(نعرۂ حیدری)

کربلا گاے شاہ کی تاریخی مجلس میں محسن نقوی تاریخی بات کر رہا ہے' خبردار!

قرآن شیشے میں نہیں ملتا' قرآن مدینے میں ملتا ہے۔(نعرۂ حیدری)

قرآن شیشے میں نہیں ملتا' قرآن مدینے میں ملتا ہے قرآن تیرے جمعے کے دن کے آئینے میں نہیں ملتا' قرآن آلِ محمدؐ کے سینے میں ملتا ہے۔ (قرآن کو بے سود سمجھنے کی کوشش نہ کرو)

(نہیں سمجھ میں آئے گا قرآن جب تک قرآن خود نہ چاہے' قرآن سمجھ میں نہیں آئے جب تک قرآن والے خود نہ سمجھائیں)۔

قرآن میں کساء کا ذکر ہے تو صاحبان کساء سے پوچھ' قرآن میں **ھل اتی** کا ذکر ہے تو صاحب **ھل اتی** سے پوچھ' قرآن راستے کی خبر دیتا ہے تو راہنما سے پوچھ'

قرآن شفا ہے' تو صاحب خاک شفاء سے پوچھ' قرآن مشکل ہے تو پھر مشکل کشاء سے پوچھ۔(نعرۂ حیدری)

خبردار! قرآن اور اہل بیتؑ میں کوئی فرق نہیں۔

قرآن کانفرنس کرنے والو! قرآن و اہل بیتؑ کانفرنس کیا کرو' پھر قرآن سمجھ میں آ جائے گا۔ قرآن سمجھنا ہے تو اہل بیتؑ سے سمجھو' کیونکہ کبھی اہل بیتؑ قرآن پڑھ لیتے ہیں تو کبھی قرآن اہل بیتؑ کو پڑھ لیتا ہے۔

ممکن نہیں کسی سے عداوت حسینؑ کی
سانسوں میں بٹ رہی ہے سخاوت حسینؑ کی
بازار کے ہجوم سے کہہ دو کہ چپ رہے
قرآن کر رہا ہے تلاوت حسینؑ کی

یہ کہتے ہو کٹی ہوئی گردنیں کیسے قرآن پڑھتی ہیں؟ یہ اہل بیتؑ ہیں بھائی' یہ ہوں تو یہ قرآن پڑھتے ہیں اور اگر یہ نہ ہوں تو قرآن ان کی تلاوت کرتا ہے' ان کا تعلق آسمان سے پہلے۔

جب اللہ نے کہا تھا:

انی جاعل فی الارض خلیفه

''میں زمین میں بھیج رہا ہوں' اپنا خلیفہ۔''

فرشتوں نے کہا تھا' وہ زمین پر فساد پھیلائے گا۔ ابھی آدمؑ بنایا نہیں' روح پھونکی نہیں' شکل تیار ہوئی نہیں' انہوں نے کہہ دیا یہ زمین میں فساد پھیلائے گا' یہ فرشتوں کو آدمؑ کے بارے میں پہلے علم غیب کیسے ہو گیا؟ تمہارے نزدیک تو غیب صرف اور صرف اللہ جانتا ہے' اللہ نے بھی اعتراض نہیں کیا' صرف اتنا کہا:

انی اعلم ما لا تعلمون

''میں جانتا ہوں' تم نہیں جانتے۔''

آدمؑ بنایا' قرآن کہتا ہے کہ اسے اللہ نے کچھ نام سکھائے' کچھ نام پڑھائے' اب فرشتوں کو اکٹھا کیا' پڑھو یہ نام کوشش کرتے رہے' پھر کہنے لگے:

سبحنک ما لا علمنا الا ما علمتنا

''بارالٰہی تیری ذات پاک ہے' ہمیں خبر نہیں' یہ کون ہیں؟ ہم تو وہی جانتے ہیں جو کچھ تو نے پڑھایا ہے۔''

اب آدمؑ سے کہا' پڑھو یہ نام' اب آدمؑ نے پڑھنے شروع کئے وہ نام جب پڑھ لئے تو فرشتوں سے کہا' آدمؑ کو سجدہ کرو' (ذرا غور سے' جنہیں دیوانگی کی حد تک آلِ محمدؐ سے محبت ہے' مودۃ ہے' ان کی خاطر جنون کی ایک بات کہہ رہا ہوں)۔

جب تک نام نہیں پڑھے' آدمؑ کو سجدہ نہیں ہوا' آدمؑ نے جب نام پڑھ لئے' اللہ نے کہا سجدہ کرو' سب نے سجدہ کیا' ایک نے نہیں کیا' اللہ جانے پہلا حق پر تھا یا حق نواز تھا' جیسے غریب نواز ہوتا ہے' مجھے نہیں پتہ سجدہ نہیں کیا' اعمال ضبط کر لئے' ابلیسی لقب اختیار ہوا' نام پڑھ لئے آدمؑ کو دیکھا اللہ نے' آدم کچھ اداس ہے' پریشان۔ پوچھا' کیوں اداس ہے؟

کہا بارالٰہی! جب سے فرشتوں نے ریفرنڈم ہارا ہے وہ میرے ساتھ بات نہیں کرتے' اپنے جیسا ہے کوئی نہیں' تو دکھائی نہیں دیتا' تنہائی ہی تنہائی' تنہائی کی حدت ہے' حدت کی شدت ہے' پریشان نہ ہوں تو کیا کروں؟

آواز آئی تیری پریشانی کا کوئی علاج؟ آدم کہتا ہے خالق تو نے جو مجھے نام پڑھائے تھے اگر ان کی زیارت بھی کرا دے' خبردار آدمؑ! ابھی تک تیری وہ جسارت

وہ بصیرت و بصارت نہیں کہ تو ان سے نظریں ملا سکے' البتہ ایک ہے تو نے پہلی خواہش کی زندگی میں' حجابوں میں ہیں وہ ہستیاں البتہ ہم ان حجابوں کی زیارت کروا دیتے ہیں۔ خالق یہ بھی بہت ہے' پہلا حجاب طلوع ہوا' اس پر نورانی علم سے لکھا ہوا تھا' حجاب عصمت' یہ کون ہے میرے اللہ؟ (عجیب موڑ پر پہنچا ہوا ہوں' مجھے نہیں خبر میرے ساتھ کون کون ہے؟)

پہلا حجاب طلوع ہوا' حجاب پر لکھا ہے حجاب **عصمت**' **تعارف کرا رہا ہے اللہ**' کائنات کی پہلی مجلس' پہلا ذاکر ہے اللہ' پہلا سامع ہے آدمؑ' **مجلس کا موضوع ہے** ''حجاب عصمت''، آدمؑ کہتا ہے خالق اس میں کون ہے؟

(حجاب **عصمت کا** خالق اللہ مجھے اتنی طاقت دے کہ میں انہیں سمجھا سکوں اور یہ پوری طرح سمجھ سکیں)۔

اللہ تعارف کرا رہا ہے' حجاب عصمت کا' آدمؑ کہتا ہے کون ہے؟ اللہ کہتا ہے۔

کمال وحدت ہے نام اس کا
جمال وجہ رسولؐ بھی ہے
یہ دین و ایمان کی روح بھی ہے
دل فروع و اصول بھی ہے
نوید باغ بہشت بھی ہے
کلید باب قبول بھی ہے
زمین پہ ہو تو علیؑ کی زوجہ
فلک پہ ہو تو بتولؑ بھی ہے

یہیں سے آغاز ہے امامت
یہیں نبوتؐ کا خاتمہ ہے
نظر اٹھا کے نہ دیکھ آدمؑ
حجاب عصمت میں فاطمہؑ ہے

آدمؑ کہتا ہے مالک حجاب عصمت کا مزید تعارف کرا

یہ فکر مریمؑ کی شاہزادی' یہ قل ھواللہ کی شاہدہ ہے
خطا کا امکاں نہیں ہے اس میں یہ روز اول کی زاہدہ ہے
مباہلہ کی صفوں میں دیکھو تو حق کی پہلی مجاہدہ ہے
میں خود حفاظت کروں گا' اس کی یہ اس سے میرا معاہدہ ہے
نجوم و شمس و قمر کی تخلیق ہم اسی کے سبب کریں گے
جو اس کے غم میں شریک ہو گا ہم اس کو وقف طرب کریں گے
یہ وہ ہے جس کے گداگروں کا میرے فرشتے ادب کریں گے
اسی کی دہلیز پر پہنچ کر نبیؐ اجازت طلب کریں گے
جو اس سے نسبت رکھے گا اس پر سدا درود و سلام ہو گا
یہ خود مقدس ہے اس کی اولاد پہ بھی صدقہ حرام ہو گا

(نعرۂ حیدری)

اسی کے نقش قدم کے ذروں نے ماہ و انجم کو نور بخشا
اسی کے در کے گداگروں نے ہی آدمی کو شعور بخشا
اسی کی خاطر تو حق نے صحرا کو جلوہ کوہ طور بخشا
جو اس کا غم لے کے مر گیا ہے خدا نے اس کو ضرور بخشا

جو فاطمہؑ سے رکھے مودۃ اسے نہ دوزخ جلا سکے گا
جو اس کے گھر کو جلانے آیا وہ کیسے جنت میں جا سکے گا

(سامعین کی طرف سے...... نعرۂ حیدری! دم مست قلندر علیؑ علیؑ، من کنت مولا علیؑ علیؑ، کعبے کا گوہر علیؑ علیؑ، زہراؑ کا شوہر علیؑ علیؑ، حسینؑ کا بابا علیؑ علیؑ، کعبے کا کعبہ علیؑ علیؑ، ولیوں نے پکارا علیؑ علیؑ، نبیوں نے پکارا علیؑ علیؑ، دم مست قلندر علیؑ علیؑ ......نعرۂ حیدری)

جو اس کے گھر کو جلانے آیا، جو اس کے گھر کو جلانے آیا۔

(کئی دفعہ پڑھنے کو تیار ہوں قبلہ میں نوکر، مجھے سمجھانا تو نہیں پڑتا، جو اس کے گھر کو جلانے آیا، بھائی جوشن رضا مولاؑ بتولؑ کے صدقے میں تیری پریشانیاں دور کرے) جو اس کے گھر کو جلانے آیا، وہ کیسے جنت میں جا سکے گا؟

بتولؑ اسے کہتے ہیں کہ ولادت کے پہلے لمحے سے لے کر وفات کے آخری لمحے تک ایک لمحے کے اٹھارہ ہزارویں حصے میں بھی جس سے خطا نہ ہو، بتولؑ اسے کہتے ہیں کہ نبیؐ جیسا بابا، پانچ سال کی عمر میں مسجد میں آئے تو رسولؐ منبر چھوڑ دے بتولؑ منبر پر آ کے بیٹھ جائے اور رسولؐ کھڑا رہے جب تک بتولؑ نہ بیٹھے۔

بتولؑ اسے کہتے ہیں جس کے دروازے پر رسولؐ نو نو بار دستک دے کہ بتولؑ بیٹی اجازت ہے، اندر آ جاؤں؟ (دیکھتا ہوں کس کس کی آنکھ میں درد ہے، بتولؑ کا، کوئی رعایت نہیں، صرف چھ راتیں رہ گئی ہیں مصائب کی، انشاء اللہ مصائب پڑھیں گے)۔*

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ وفات کے وقت کیا عمر تھی جناب بتولؑ کی؟

میری ماؤں، میری بہنو، تمہاری چادریں اور پردے سلامت رہیں۔

وقت وفات بتولؑ کی کیا عمر تھی قبلہ...... سترہ سال اور کچھ مہینے...... مجھے پاک بتولؑ کی عظمت کی قسم سترہ سال کچھ مہینے...... سترہ سال کچھ مہینے...... سارا سر سفید...... کمر جھکی ہوئی' پہلو پہ ہاتھ...... سر سفید ہو گیا تھا...... کمر جھک گئی تھی...... یہ پہلی خاتون ہے۔ (میں اپنی ماؤں اور بہنوں کو دعوت دے رہا ہوں' آج فاطمہؑ کا تذکرہ ہے)

سترہ اٹھارہ سال کی بتولؑ جب پہلی بار دربار سے واپس آئی تو بیٹی زینبؑ' کلثومؑ بہن سے کہتی ہے' کلثومؑ بہن' یہ ضعیفہ کون ہے؟ آواز آئی زینبؑ نہیں پہچانا' تیری ماں زہراؑ ہوں' اماں تیرا سر سفید کیوں ہو گیا؟ کہا دربار سے ہو آئی ہوں۔ بی بی کہتی ہے' زینبؑ میں دربار سے ہو آئی ہوں۔ میں غلط پڑھوں بتولؑ مجھے شفاعت نہ کرے' اگر صحیح پڑھوں اور تو نہ روئے تیرا اپنا مقدر' دربار میں گئی' زہراؑ میں دیکھ آیا ہوں' مولا تجھے بھی نصیب کرے' جو حاجی صاحبان بیٹھے ہیں' بھائی محمد علی میری تائید کرنا' میں دیکھ آیا ہوں' یہ سامنے جو دیوار ہے' یہاں ہے بتولؑ کا دروازہ' جہاں اس وقت میں کھڑا ہوں' دیکھ لو' سامنے جو دیوار ہے' یہاں ہے بتولؑ کا دروازہ' جہاں اس وقت میں کھڑا ہوں' اتنے فاصلے پر منبر رسولؐ کا۔ دیکھ یہ فاصلہ بعض روایتوں میں چار سو' بعض میں آٹھ سو' بعض میں بارہ سو صحابی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں' منبر پر حاکم بیٹھا ہے' یہ سامنے باب بتولؑ پر بتول آئی' (پڑھ کتابیں) رسولؐ کی بیٹی' علیؑ کی زوجہ' حسنینؑ کی ماں' ۳ گھنٹے ۵۸ منٹ چپ کر کے کھڑی رہی ہے' کسی کو شرم نہ آئی کہ کہہ دیتا بتولؑ بیٹھ جا۔ (مجمع میں سے کسی نے اٹھ کر کہا' محسن نقوی ذرا تفصیل سے پڑھو)

تو مومن ہے' عزادار ہے' واسطہ دے کے کہتا ہے تفصیل سے پڑھ' اگر میں تفصیل سے پڑھوں یا میں مر جاؤں گا یا کوئی' درد والا مومن برداشت نہیں کر سکے گا۔

(کہا ہے تو سن تفصیل سے)

ساری رات علیؑ سے بتولؑ پوچھتی رہی یا علیؑ سوال کس طرح کیا جاتا ہے؟

(او میری ماں! او میری بہن! اور میرے نوجوانو!) بتولؑ ساری رات علیؑ سے پوچھتی رہی' یا علیؑ سوال کیسے کیا جاتا ہے؟ (بانی مجلس مجھے اجازت ہے کہ میں پڑھوں مصائب؟) ساری رات پوچھتی رہی کہ سوال کیسے لیا جاتا ہے؟ نہ حسنؑ سویا' نہ حسینؑ سویا' نہ زینبؑ سوئی' نہ کلثومؑ سوئی۔

ساری رات ماں کو دلاسے دیتے رہے' اماں کوئی بات نہیں دربار نانے محمدؐ کا ہے' گھر تیرا اپنا ہے' مسلمان حیا کریں گے' ابھی کوئی وقت نہیں گزرا' نانا کو آنکھ بند کیے ساری رات پوچھتی رہی' (اگر تفصیل سے کہا ہے تو سن) صبح ہوئی' ساتھ حسنؑ کو لیا' آٹھ سال کا حسنؑ' سات سال کا حسینؑ درمیان میں بتولؑ دروازے سے باہر آئی' ۳ گھنٹے ۵۸ منٹ چپ کر کے کھڑی رہی' بتولؑ کے پیروں پر ورم آ گئے' ۳ گھنٹے ۵۸ منٹ کے بعد خشک ہونٹوں سے آہستہ سے کہا' چاچا سلمانؓ! چاچا سلمانؓ! سلمانؓ کی پیشانی بتولؑ کے قدموں پہ آئی۔ آواز آئی اتنی غریب ہو گئی ہے' نوکر کو چاچا کہہ رہی ہے' تو حکم کر۔ آواز آئی' چاچا حاکم سے کہہ میں اتنی دیر کھڑی رہنے کی عادی نہیں ہوں' تیرے دربار میں...... اجازت ملے تو میں تھوڑی دیر بیٹھ جاؤں...... (او غیرت مند شیعو! اجازت لے کے ایک لفظ کہتا ہوں) ۳۵۰ سال کے بوڑھے صحابی نے اپنی انگلیوں سے اپنی آنکھوں سے ابرو ہٹا کے ایک ایک صحابی کو پہچان کے کہا' بتولؑ میری آقا زادی ہے' رسولؐ کی اکلوتی بیٹی ہے' حاکم وقت سے کہو بتولؑ کہتی ہے میں اتنی دیر کھڑے رہنے کی عادی نہیں' بھرے دربار میں اتنی اجازت ہے کہ میں بتولؑ تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جاؤں۔ سلمانؓ کہتا ہے' اجازت تم دو ضمانت میں دیتا ہوں کہ

بتولؑ دربار میں جتنی دیر بیٹھے گی، مٹی پر بیٹھے گی۔

میں آنکھوں پر پٹی باندھ کے ماؤں اور بہنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ میرا یہ لفظ ضائع نہ کریں۔ جب سلمانؓ نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو حسنینؑ کی ماں، میری آقا زادی بتولؑ تھوڑی دیر بیٹھ جائے، میں ضمانت دیتا ہوں جتنی دیر بیٹھے گی، زمین پر بیٹھے گی۔

پوچھ علماء سے، کیا جواب ملا؟

مجھے پاک زہراؑ کی چادر کی قسم، حاکم منبر سے اترا گستاخ لہجے میں کہتا ہے، گستاخ لہجے میں کہتا ہے، سلمانؓ اپنی آقا زادی سے کہہ اب یہ منبر تیرے باپ کا نہیں۔ بی بی کہتی ہے چاچا، پھر سوال نہ کرنا، میرے قریب آ۔ شیعو! سلمانؓ قریب آیا۔

جب سلمانؓ قریب آیا، بتولؑ نے اپنی ردا سے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ایک سند دی، آواز آئی میرے بابا کی سند ہے۔ (اللہ کرے مجھے موت آ جائے) بی بی نے کہا میرے بابا کی سند ہے، جو کچھ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے، ایک گھنٹہ تک وہ سند بارہ سو صحابیوں میں پھرائی گئی کہ یہ سند رسولؐ کے ہاتھ کی تحریر ہے یا نہیں، پہچانو یہ دستخط محمدؐ کے ہیں یا نہیں؟ (مجلس میں ختم کر دوں تو مکمل ہے، لیکن تو نے تفصیل سے کہا ہے تو سن)

جب ایک گھنٹے کے بعد سب صحابہ نے اٹھ کر کہا تحریر بھی محمدؐ کی ہے، دستخط بھی محمدؐ کے ہیں۔ (جیل بھیج دو محسن نقوی کو، گولی مار دو محسن نقوی، روایت پر پردہ نہیں ڈالتا، اگر میں مر جاؤں تو سب کچھ بھلا دینا، بتولؑ کا دربار جانا نہ بھلانا)۔

حاکم نے سند لی (خدا کرے میں پڑھ سکوں، مجھے یقین نہیں کہ میں پڑھ سکوں تو سن سکے گا؟)

حاکم نے سند لی' منبر سے اترا' سند ہاتھ میں ہے' چار چکر دربار کے لئے (مجھے موت آ جائے) چار چکر دربار کے لے کے' بتولؑ کے پردے سے دور کھڑے ہو کے' پوچھتا ہے یہ سند کس کی ہے؟ بی بی نے کہا میرے باباؐ کی۔ کہتا ہے کوئی گواہ؟ ادھر سے حسنؑ آگے بڑھا' ادھر سے حسینؑ آگے بڑھا' عمامے اتار کے ہاتھوں پر رکھ کے کہتے ہیں یہ نہ کہہ' ہماری ماں کو نہ جھٹلا' ہم قسم کھا کے کہتے ہیں' یہ حق ہماری ماں کا ہے' یہ سند ہمارے نانا کی ہے' جب حسنؑ اور حسینؑ نے گواہی دی۔ حاکم کہتا ہے' یہ تیرے اپنے بیٹے ہیں' کوئی اور گواہ؟ کہا کوئی گواہ نہیں۔

یہ اترا منبر کے قریب آ کے زہراؑ کے پردے کے قریب آ کے' اس نے سند اٹھائی' ہاتھ میں لے کے کہتا ہے نہیں مانتا' نہیں مانتا' نہیں مانتا' یہ کہتا بھی رہا اور سند کے پرزے بھی کرتا گیا' سند کے پرزے پرزے کر کے زمین پر گرائے' کچھ ٹکڑے بتولؑ نے چنے' کچھ حسنؑ نے اٹھائے' کچھ حسینؑ نے اٹھائے' بی بی نے رو کے کہا بابا میں غریب ہو گئی...... (سامعین میں کہرام ماتم بپا ہو گیا)

(جی...... جی...... جی! میں پھر بتا رہا ہوں) حاکم نے سند کے ٹکڑے گرائے' کہیں سے سلمانؓ نے چنے' کہیں سے حسنؑ نے چنے' کہیں سے حسینؑ نے چنے' کہیں سے بتولؑ نے چنے' زہراؑ کی آواز آئی' بابا میں غریب ہو گئی۔

پڑھ دوں آ گے' مجھے علیؑ کی عزت کی قسم' دور دور سے آئے ہوئے مومنین (سید داؤد رضا شاہ جی) تیری دادی گئی تھی دربار میں' ٹکڑے چن کے ڈالے دامن میں۔

او میری ماں مجھے ایمان سے بتا! اگر کوئی ماں کسی گھر میں سوال کرنے چلی جائے' اسے کچھ نہ ملے' گھر میں واپس آتی ہے اور کوئی پوچھے نہ پوچھے' اولاد ضرور

پوچھتی ہے' اماں جب کچھ نہیں ملنا تھا تو کیوں گئی تھی؟ (اللہ مجھے موت دے دے' میں بتولؑ کا یہ واقعہ نہ پڑھوں) بتولؑ گھر میں آئی' دامن سنبھالے ہوئے' سب سے پہلا سوال حسنؑ نے کیا' آواز آئی اماں جب کچھ نہیں ملنا تھا تو کیوں گئی تھی؟ بتولؑ چپ ہے۔نوجوانو! مولاؑ تمہاری زندگی سلامت رکھے' آلِ محمدؐ تمہارے امتحانوں میں تمہیں کامیابی دے' سید ساجد شاہ دیکھ میری طرف۔

(سامعین میں کسی عورت نے کھڑے ہو کر محسن نقوی سے کوئی درد بھرا سوال کیا)۔

ہائے او میری ماں! کوئی تیری طرح مدینے میں رونے والا ہوتا' زینبؑ مدینہ کیوں چھوڑتی؟ کوئی تیری طرح ماتم کرنے والا ہوتا سید زادیاں آدھی رات کو گھر کیوں چھوڑتیں؟ کوئی تیری طرح پرسہ دینے والا ہوتا زینبؑ کیوں کہتی ؟بابا مدینے میں مجھے رونے کوئی نہیں آیا۔

حسنؑ نے کہا' اماں جب کچھ نہیں ملنا تھا تو کیوں گئی تھی؟ بتولؑ خاموش ہے' دوسرا سوال حسینؑ نے کیا' حسینؑ نے کہا' اجازت دو حسینؑ کا سوال بتاؤں' حسینؑ نے کہا اماں جب حاکم غیر شریف تھا کیوں گئی تھی؟ بتولؑ خاموش ہے' تیسرا سوال کلثومؑ نے کیا۔

اماں جب سوال کرنے کا طریقہ نہیں آتا تھا تو دربار میں کیوں گئی تھی؟

بتولؑ چپ ہے۔

چوتھا سوال پانچ سال کی ام المصائب بی بی زینبؑ نے آگے بڑھ کے کیا' ماں کی ردا پکڑ کے' ماں کی طرف دیکھ کے کہا' اماں...... تو...... دربار...... اماں...... تو...... دربار...... اور اتنی دیر۔

جب بی بی زینبؑ نے کہا' اماں......تو...... دربار اور اتنی دیر' بتولؑ بیٹھی' بیٹی کے سر سے چادر ہٹا کے بوسہ دے کے' آواز آئی' او زینبؑ بیٹا! او زینبؑ بیٹا! ہر کوئی یہ سوال کرے......تو نہ کر...... آواز آئی کیوں اماں؟

بی بی کہتی ہے' میں دربار گئی تھی' میرا فاصلہ کوئی نہ تھا' میں دربار میں گئی تھی' میرے سر پر چادر تھی' میں دربار گئی تھی' میرے سامنے پردہ تھا' میں دربار گئی تھی' مجھے لوگ پہچانتے تھے' میں دربار میں گئی' میرا فاصلہ کوئی نہیں تھا۔

زینبؑ ! او زینبؑ ! زینبؑ !

جب تو دربار جائے گی' تیری عمر ہوگی ۵۴ سال کی' زینبؑ تجھے فاصلہ بتاؤں؟

(میرا خیال ہے آقا زادی بتولؑ آئی ہوئی ہے مجلس میں جس کو جتنا درد ہو بتولؑ کے حق کا پرسہ دو' پاک زہراؑ ہمیں درد ہے تیرے حق نہ ملنے کا' اس لئے رو رہے ہیں)۔

اچھا بتولؑ کہتی ہے تو نہ پوچھ' جب تو دربار جائے گی ایک دربار نہیں' ہر شہر میں ایک دربار سجایا جائے گا' زینبؑ تیرے سر پر چادر نہیں ہوگی' ۳۶ شہر' ۲۷ بازار ۱۴۴' گلیاں' ۲۸۸ موڑ' ہر ہر موڑ پر دو لاکھ کا ہجوم' لوگ کہیں گے تو باغی کی بہن ہے' لوگ کہیں گے پتھر مارو' لوگ پتھر ماریں گے' میں دربار میں گئی تھی' دو گھنٹے تین گھنٹے چار گھنٹے' میں دربار میں گئی تھی' میرے ہاتھ کھلے تھے' جب تو دربار جائے گی' تیرے ہاتھ پس گردن بندھے ہوں گے۔

آواز آئی' اماں میں اٹھارہ بھائیوں کی بہن ہوں گی' مجھے دربار کون لے جائے گا؟ آواز آئی جب تو قید ہوگی تیرے بھائی مارے جائیں گے۔

بتولؑ گھر میں بیٹھی ہے' علیؑ گھر میں بیٹھا ہے' میں کیا کروں؟ بتولؑ کی

شہادت پڑھوں' نہیں مجلس ختم ہو جانا چاہیے......اچھا سوال کیا ہے تو سن۔

ایک وزنی دروازہ بتولؑ پر گرایا گیا' ایک شور بلند ہوا۔ (کوئی نہ کوئی مومن مر جائے گا' اللہ کرے مجھے موت آ جائے' آپ مجبور کرتے ہیں تو سنیں)

دروازے پر شور بلند ہوا' علیؑ کہتا ہے فضہؓ دیکھ کون ہے۔ فضہؓ دروازے پر آئی' آواز آئی' یہ وہ دروازہ ہے جہاں رسولؐ بھی اونچا نہیں بولتا تھا' اونچا نہ بولو۔ بے غیرت کہتے ہیں' علیؑ کہاں ہے؟ ہم دروازہ جلانے آئے ہیں' فضہؓ واپس آئی اور کہا' یاعلیؑ دروازہ جلنے والا ہے' بتولؑ اٹھی دروازے پر آئی' مجھے زہراؑ کی قسم' دونوں ہاتھ دروازے پر رکھے' آواز دی میں زہراؑ ہوں' میرا دروازہ نہ گراؤ' میں بتولؑ ہوں' میرا دروازہ نہ گراؤ' ادھر دروازہ گرا' دروازہ پہلو پر لگا' بتولؑ کی آواز آئی یاعلیؑ میرا محسنؑ' یاعلیؑ میرا محسنؑ شہید ہو گیا' ادھر دروازہ گرا' محسنؑ شہید ہو گیا۔

بتولؑ نے بابا کی قبر پر رو کے کہا' بابا جب سے محسن شہید ہوا ہے میں دائیں ہاتھ سے تسبیح نہیں پڑھ سکتی۔

(بارالہا! جو رو رہے ہیں بتولؑ کے غم میں انہیں ہر غم سے امان دے)۔

☆......☆......☆

دشت بلا کی دھوپ میں ٹکرا کے موت سے
خود زندگی کو نبض بشر میں پرو دیا!
شبیرؑ تو نے اپنے لہو سے بصد خروش
بیعت کا داغ لوح دو عالم سے دھو دیا

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

☆☆☆

مجلس چہارم

عونؑ ومحمدؑ کی شہادت

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں۔
مزاج معلیٰ پر ناگوار نہ گزرے تو تکلیف کریں صلواۃ پڑھیں۔
طبیعتوں، حیثیتوں، نیتوں، ذہنیتوں کو اگر گردش دوراں کی جبس آلود تھکن اجازت دے تو تھکن شکن صلواۃ پڑھیں۔

جس انسان نے توحید کا تعارف اور نبوت کا تحفظ بیک وقت کیا اسے علیؑ کہتے ہیں، علیؑ کائنات میں عظیم بھی ہے، معظم بھی ہے، کریم بھی ہے، مکرم بھی ہے، علی لائق احترام ہے اور محترم بھی، علیؑ کے بغیر نہ چار مکمل ہوتے ہیں، نہ پانچ۔

(یہ اتنا مختصرہ نعرہ نہ تھکن کی دلیل ہے نہ زیب دیتا ہے میری قوم کو)

علم نے علیؑ کی مدد نہیں کی بلکہ علیؑ نے علم کی مدد کی، علیؑ وہ انسان ہے جس کے زچہ خانہ کو تعمیر کرنے انسانوں کو زچہ خانہ تعمیر کرنے والے معماروں کو قدرت کی جانب سے کم از کم اجرت نبوت عطا ہو، اسے علیؑ کہتے ہیں، علیؑ کا نام اپنے معنی کی طرح بلند ہے، علیؑ کا معنی ہے بلند۔ اگر میں ایسے کہہ دوں گا کہ علیؑ بلند ہے تو عام

سوچ میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں رہتا' میری تحقیق یہ ہے کہ جہاں پہنچ کے بلندیاں معراج محسوس کریں' علیؑ کا معنی ہے بلند' علیؑ جس گھر میں پیدا ہوا وہ گھر بھی علیؑ۔

(اتنا بڑا مجمع' اتنے خوبصورت ذہن اور ذہانت رکھنے والے سامعین' صاحبان فکر تشریف فرما ہیں)۔

علیؑ کا مزاج بھی علیؑ ...... علیؑ کا کام بھی علیؑ
علیؑ کا نام بھی علیؑ ...... علیؑ کی گفتگو بھی علیؑ
علیؑ کی رفتار بھی علیؑ ...... علیؑ کا معیار بھی علیؑ
علیؑ کا کلام بھی علیؑ ...... علیؑ کا نام بھی علیؑ
علیؑ کا سلام بھی علیؑ ...... علیؑ کی طبیعت بھی علیؑ
علیؑ کی نیت بھی علیؑ ...... علیؑ کی شخصیت بھی علیؑ
علیؑ کی زوجہ بھی علیؑ ...... علیؑ کا بیٹا بھی علیؑ
علیؑ کا باپ بھی علیؑ ...... علیؑ کی ماں بھی علیؑ
علیؑ کا دادا بھی علیؑ ...... علیؑ کا نسب بھی علیؑ
علیؑ کا حسب بھی علیؑ ...... علیؑ کا شجرہ بھی علیؑ
علیؑ کا نبیؐ بھی علیؑ ...... علیؑ کا خدا بھی علیؑ

علیؑ کو سمجھنے کے لئے ذہن میں بلندیاں ہونی چاہئیں' چاہے ہاتھ میں ڈگریاں ہوں علیؑ کو نہ سمجھے تو سمجھ لو ذہنی طور پر پست ہے' کیونکہ علیؑ بلند ذہنوں کی سمجھ میں آتا ہے' نہ کسی تنگ دل کی سمجھ میں آتا ہے نہ کسی سنگ دل کی سمجھ میں آتا ہے' خیرات پہ پلنے والوں کی سمجھ میں علیؑ کیسے آئے جن کے ہاتھوں میں ریال ہوں' پاؤں میں ڈالروں کی چھنا چھن ہو علیؑ ان کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

علیؑ بہت بڑی درسگاہ ہے' علیؑ کو سمجھنا ہے تو میثم مزاج بنو' علیؑ کو سمجھنا ہے تو ابوذرؓ سرشت بنو' اگر علیؑ کو سمجھنا ہے تو سلمانؓ کی حیثیت اختیار کرو' دنیاوی جاہ و جلال رکھنے والوں کی سمجھ میں علیؑ کب آیا ہے' علیؑ سمجھ میں نہیں آتا۔

میثم جیسے لوگوں کی سمجھ میں علیؑ آتا ہے' مختار جیسے لوگوں کی سمجھ میں علیؑ آتا ہے' عام لوگوں کی سمجھ میں علیؑ نہیں آتا۔

ڈاکٹر گبن جیسے متعصب مزاج مورخوں نے علیؑ کو دیکھا' علیؑ کی ہسٹری پڑھی' علیؑ کے خطبات پڑھے' نہج البلاغہ کا پہلا خطبہ پڑھ کے دیکھا کہ علیؑ چودہ سو سال پہلے عرب کے بدوؤں میں کھڑے ہو کر یہ خبر دے رہا تھا کہ زمین کیسے وجود میں آئی؟ یہ آسمان کیسے وجود میں آیا؟ فرشتوں کی حیثیت کیا ہے؟ ملائکہ کی اہمیت کیا ہے؟ انسان کن کن اجزاء سے ترتیب پا کے بنا؟ فرشتے کیا ہیں؟ آسمان کیا ہے؟ زمین سے سورج کا فاصلہ کتنا ہے؟ زمین اور سورج کے درمیان آپس میں رابطہ کیا ہے؟ جنت کیا ہے؟ دوزخ کیا ہے؟ ڈاکٹر گبن چکرا گیا کہ مسلمانوں میں سائنسی ایجادات سے پہلے بھی کوئی ایسا عالم تھا جو یہ سب کچھ بتا گیا' پھر بھی کہتا رہا:

"سلونی! سلونی قبل ان تفقدونی

"(میں بتا کے تھکا نہیں) اگر مجھ سے پوچھنا ہو تو پوچھ لو' اس سے
قبل کہ میں اپنے اصلی وطن کو واپس چلا جاؤں۔"

پتہ نہیں سمجھ میں آ رہی ہے میری بات یا نہیں۔

اس سے پہلے کہ میں اپنے اصلی وطن کو چلا جاؤں' تو پوچھ لو۔ گبن نے پہلا خطبہ علیؑ کا دیکھا' ساٹھ سوال منتخب کئے' آج کے سائنس دانوں کو لکھ کے بھیجے کہ تمہاری سائنسی تحقیقات میں پانی کیسے وجود میں آیا؟ زمین اور چاند کے درمیان فاصلہ کتنا

ہے؟ زمین و آسمان کے مابین کتنا فاصلہ ہے؟ ایک سال کے بعد اسے سوالوں کے جوابات ملے اس نے صاف لکھا کہ میں مسلمان نہیں لیکن مسلمانوں کے پیشوا علیؑ کے خطبات اور سائنس دانوں کے جوابات سے ٹیلی کر کے میں اس بات پر ایمان لایا ہوں کہ

''یہ کائنات علیؑ نے خود بنائی یا اس کے سامنے بنائی گئی''......

(نعرۂ حیدری)

ان کی سمجھ میں علیؑ نہیں آیا' کچی پکی روٹی کھانے والوں کی سمجھ میں علیؑ آ جائے تو علیؑ علیؑ نہیں رہتا۔

علم و عمل کا نیک قبیلہ ہے مرتضیٰؑ

(شاید میں نے غلط موقع پر رباعی پڑھی ذہنی طور پر شاید آپ تیار نہیں تھے رباعی بدلتا ہوں)۔

دریائے علم و فضل کا گوہر تو ہے علیؑ

(اتنے بڑے مجمع میں اگر بلند آواز سے یا علیؑ کہو اور اکٹھے بولو تو لطف بھی آتا ہے' باہر آواز بھی جاتی ہے اور علیؑ والوں کے خلاف بولنے والوں کی زبانوں پہ تالے لگ جاتے ہیں' اگر سارے مل کے بولو' تو ....)

دریائے علم و فضل کا گوہر تو ہے علیؑ

احساس کردگار کا جوہر تو ہے علیؑ

جو کچھ رسولؐ نے کہا علیؑ کے بارے میں سب کچھ بھلا دو' جن میں علیؑ کے فضائل ہیں ان کتابوں کو بھلا دو' صرف اتنا یاد رکھو' صرف یہی ایک فضیلت یاد رکھو کہ

دریائے علم و فضل کا گوہر تو ہے علیؑ
احساس کردگار کا جوہر تو ہے علیؑ
اب کیا کہوں علیؑ کی فضیلت کے باب میں
کچھ بھی نہ ہو بتولؑ کا شوہر تو ہے علیؑ

(نعرۂ حیدری)

کچھ بھی نہ ہو بتولؑ کا شوہر تو ہے علیؑ

وہ بتولؑ جو کساء کے نیچے پنجتنؑ کے خصوصی اجلاس کی صدارت کرے' جی ہاں بتولؑ بہت بڑی ہستی کا نام ہے۔ (جاگا ہوا مجمع ہے میرا کوئی لفظ ضائع نہیں ہونا چاہئے) میرا جی چاہتا ہے کہ ۲۲ سال کے کڑیل جوان علیؑ کا احد کے میدان میں احد کے چار ہزار دشمنوں پر ۲۲ سال کے کڑیل جوان علیؑ کا۔

جوان میں نے کہہ دیا' معافی چاہتا ہوں' جوانی کے موسم نے علیؑ کے خدوخال سے خوشبو کی بھیک مانگی' لفظ تو ہیں...... موسم شباب نے علیؑ کے پہلے نقش قدم پہ بوسہ دینے کی اجازت مانگی۔

احد کا میدان' احد کے دشمن (جیسے استقبال کیا ہے' پہلے لفظ کا' اسی طرح میرے ساتھ بولتے آئیں)۔

جنگ بنونظیر کے بعد بھی آرام نہیں فرمایا' کائنات کے حقیقی رسولؐ نے یا بہت سے قبائل اکٹھے ہو گئے۔ (لطف نہیں آ رہا؟...... یوں نہیں)

عرب کے ۴۲۰ قبائل اکٹھے ہوئے۔ (میں نے کردار بھی بتایا ہے' تعداد بھی بتائی ہے)

۴۲۰ قبائل اکٹھے ہوئے کہ معاذ اللہ' اللہ کا دین ختم کر دیں' خاکم بدھن۔ عرب

کے ان قبائل کی سازش ہوا نے امانت کے طور پر نبوت کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے ایوان سماعت میں پہنچائی' توحید اور نبوت کی افواج کے ازل سے ابد تک کے متفقہ چیف آف دی آرمی سٹاف علیؑ کو بلایا رسولؐ نے۔ سنا ہے یا علیؑ دشمن پھر تل گئے حملے کے لئے' ابرو کے اشارے پر کائنات کو ترتیب دینے والا علیؑ کہتا ہے' جیسا آپؐ کا حکم ہو' صرف اذن چاہتا ہوں' آواز آئی شاباش علیؑ ولایت اور نبوت کے مشترکہ تربیت یافتہ علیؑ کو...... پیغمبر نے سجایا علیؑ کو' ابوطالبؑ کا خود سر پر رکھا' عبدالمطلب کی زرہ پہنائی' ابوطالبؑ کے نعلین پہنائے' ہاشم کا کمر بند باندھا' بائیس سال کا علیؑ دھوپ میں چل پھر کے اپنے سائے کو دیکھ کے کہتا ہے' کیسا لگ رہا ہوں؟ شاباش یا علیؑ' پہنچ گئے احد کے میدان میں۔ چوتھی جماعت میں' میں نے پڑھا تھا' آپ نے بھی پڑھا ہو گا' ایک درہ تھا' رسولؐ نے پہلے ترتیب بناتے ہوئے کچھ تیراندازوں سے کہا تھا کہ درہ نہ چھوڑنا' جنگ جیتیں یا ہاریں' درہ نہ چھوڑنا' مسلمانوں کی بدقسمتی ہے' درہ کہاں نہ چھوڑنا' در کہاں نہ چھوڑنا' جب بھی درہ چھوڑا یا در چھوڑا مارے گئے۔ (جاگتے آؤ میرے ساتھ ساتھ بیدار ذہنوں سے مخاطب ہوں) جنگ جیت لی گئی' ٹوٹ پڑے مال غنیمت پر مجاہد' بڑے وعدے کر کے آئے تھے' قرض اٹھا کے آئے تھے' واپس آئیں گے قرض اتاریں گے' ٹوٹ پڑے مال غنیمت پر' یہ اپنا مال غنیمت سمیٹ رہے تھے' کفار نے درہ خالی دیکھ کر پلٹ کے پشت سے حملہ کیا' اب اولمپشن کھلاڑی دوڑے۔

میں خوبصورت لفظوں میں بات کرنے کا عادی ہوں تاکہ کسی کی توہین بھی نہ ہو' میڈل ملے تو دوڑ پڑے' اکیلا بچ گیا اللہ کا رسولؐ' چار ہزار دشمنوں میں' ایک ظالم نے گستاخی کی' پتھر مارا در دندان شہید ہوا۔

ادھر در دندان شہید ہوا دشمنوں کی صفوں میں گھرے ہوئے پیغمبرؐ کو......
وحدت کی یونیورسٹی میں نبیوں کو دیا جانے والا پہلا سبق یاد آیا کہ جب دشمنوں میں گھر جاؤ تو کسے پکارنا ہے؟

دونوں ہاتھ بلند کر کے اللہ کا رسولؐ کہتا ہے ہر مشکل میں اللہ کی قیمتی ترین امانتوں کا تحفظ کرنے والے علیؑ، اگر کہیں ہے تو جلد آ، کہیں ہے تو جلد آ۔

نعلین نہیں سنبھلی، ابوطالبؑ کے بیٹے نے، دشمن کی تعداد نہیں دیکھی، دوڑ پڑا علیؑ، لبیک یارسول اللہؐ! انہیں دوڑتا ہوا دیکھتا ہے، پھر دوڑتا ہے، علیؑ نے وار کیا، پہلا، دوسرا، تیسرا، علیؑ کی تلوار ٹوٹ گئی، علیؑ کے ہاتھ سے، دوسری تلوار کھینچی، پھر حملہ کیا، دشمن پر پھر وار کیا، پھر تلوار ٹوٹ گئی، پھر وار کیا پھر تلوار ٹوٹی، دشمن پر وار کیا، اس کی تلوار کھینچی پھر حملہ کیا پھر تلوار ٹوٹی۔ اللہ جانے کتنا جلال تھا علیؑ میں، تلوار ٹوٹتی جاتی ہے، تلوار کھینچتا جاتا ہے، کیسا زعم تھا علیؑ کا، حملہ کرتا جاتا ہے، تلوار کھینچتا جاتا ہے، وار کرتا جاتا ہے، دشمن مرتے جاتے ہیں، آوازیں دیتا جاتا ہے، یارسول اللہؐ گھبرانا نہیں، میں آیا کہ آیا۔

۸۰ سے لے کر ۳۰۰ تک تلواریں ٹوٹیں، یہ میری ذاتی تحقیق ہے۔

جب علیؑ کے ہاتھ ۸۰ سے ۳۰۰ تک تلواریں ٹوٹ گئیں، ادھر ملائکہ نے ہجوم کیا، اللہ سے کہا، تیرا بھی عاشق ہے، ہمارا بھی محبوب ہے، پہنچے گا ضرور رسولؐ تک، جا رہا ہے، چھوڑے گا نہیں دشمنوں کو، بھیج کوئی ایسی تلوار جو نہ ٹوٹے نہ چھوٹے۔

جو نہ ٹوٹے نہ چھوٹے، ادھر فرشتوں نے دعا مانگی، قرآن کے مطابق اللہ نے حدید نازل کیا، پتہ نہیں اسے کتنے ہزار فرشتوں نے ڈھالا، تلوار دولخت ہوئی۔

لفظ ادیبانہ، شاعرانہ ہے یا دانشورانہ ہے، اللہ جانے کس انداز میں تلوار اتری، میں بھی یہی کہتا ہوں آیت بن کے اترتی آئی، علیؑ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ تلوار نے آ

کے علیؑ کا ہاتھ چوما۔

علیؑ کے ہاتھ کی نرمی نے تلوار کی گرمی محسوس کی' علیؑ کہتا ہے تو کون؟ عرض کی' تیری کنیز ہوں۔ کہاں سے آئی ہے؟ عرش سے۔ علیؑ کہتا ہے' یہ تو ہم جانتے ہیں کہ ہماری کنیزیں عرش سے آتی ہیں' کس نے بھیجا؟ خالق نے۔ علیؑ نے تلوار کو دیکھ کے کہا' ٹوٹے گی تو نہیں؟ تلوار علیؑ کی کلائی چوم کے کہتی ہے یا علیؑ مولا تیری دلیری کی قسم قیامت تک تو چلاتا رہ نہ ٹوٹوں گی' نہ چھوٹوں گی' تیرے بعد تیری نسلوں کے کام آؤں گی' تیرے آخری جانشین کی کلائی چوم کے سوچوں گی کہ زمین پر رہوں یا واپس عرش پہ چلی جاؤں۔

زمین پر رہوں یا واپس چلی جاؤں' دیکھو میری طرف اللہ کو بھی علیؑ کا واسطہ دیا جائے تو ٹھکراتا نہیں' تمہیں علیؑ کا واسطہ' دیکھو میری طرف' تیرے آخری جانشین کی کلام چوم کے سوچوں گی' زمین پر رہوں یا واپس چلی جاؤں' (پوری توجہ) پوری کائنات پہ تلوار کا قبضہ' تلوار کے قبضے پہ علیؑ کا قبضہ' علیؑ نے تلوار سنبھالی' پہلا وار کیا ۳۰۰ دشمنوں کے سر فضا میں اڑے' تلوار کہتی ہے مولاؑ سانس نہیں لینا' علیؑ نے دوسرا وار کیا' تین سو سر فضا میں اُڑے' تیسرا وار کیا' بارہ سو سر جب فضا میں اڑے' تو ہانپتا ہوا فرشتہ' ہانپتا ہوا ملک الموت نیچے اتر کے تلوار کی نوک چوم کے کہتا ہے' ذرا آہستہ چل۔ (نعرۂ حیدری)

جب فرشتے نے کہا ذرا آہستہ چل' تلوار کہتی ہے' تو کون ہے؟ دیکھ کے کہا ہے ایک ہی آقا کے نوکر ہیں' اس لئے منت کر رہا ہوں' ذرا آہستہ چل' تیرا نام کیا ہے؟ آسمانوں پر عزرائیلؑ کہتے ہیں' زمین پہ سلجھے ہوئے لوگ ملک الموت کہتے ہیں جن پر ٹوٹ پڑتا ہوں' وہ مجھے موت کا فرشتہ کہتے ہیں' ہوں فرشتہ یہ الگ بات ہے کہ

ہوں موت کا۔

تلوار کہتی ہے پھر میں کیا کروں؟ آواز آئی آہستہ چل' تلوار کہتی ہے زندگی کا پہلا امتحان ہے' آہستہ کیوں چلوں؟ آواز آئی' تجھے تو کرنا پڑتا ہے صرف ایک کام آہستہ چل' تلوار کہتی ہے نہیں نہیں میری مرضی میں جیسے چلوں۔ عزرائیلؑ کہتا ہے اتنی اونچی آواز میں نہ بول' میرا نام عزرائیلؑ ہے' بارعب ہوں' موت کا فرشتہ ہوں' میری ہیبت سے آسمان کانپتے ہیں' پہاڑ میرے نام سے تھرتھراتے ہیں' زمین پہ نازل ہوں زلزلے آتے ہیں' جس گلی' جس بستی میں چلا جاؤں' صف ماتم بچھا دیتا ہوں' میرے رتبے کا لحاظ کر' کوشش کر' اتنی زیادہ گستاخیاں اچھی نہیں ہیں۔ تلوار کہتی ہے تو کون ہے؟ آواز آئی میں عزرائیلؑ ہوں' تلوار کہتی ہے مین آہستہ کیوں چلوں؟ عزرائیلؑ کہتا ہے ایک ہی آقا کے دونوں نوکر ہیں' تجھے ایک کام کرنا پڑتا ہے مجھے ایک ہی وقت میں چار کام کرنے پڑتے ہیں۔ تلوار کہتی ہے کون سے چار کام؟ عزرائیلؑ کہتا ہے کہ تو صرف سر اڑاتی ہے' مجھے مرنے والے کی روح قبض کرنا پڑتی ہے' اس کا نام لکھنا ہوتا ہے' اس کی ماں کا نام لکھنا ہوتا ہے' پوری کائنات میں اس کا باپ ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ (نعرۂ حیدری)

(جس کی رگوں میں علیؑ کی محبت ماں کے پاکیزہ دودھ کی طرح خون میں حل ہو کر گردش کر رہی ہو' پوری طاقت صرف کر کے نعرۂ حیدری......)

مجھے پوری کائنات میں ڈھونڈنا پڑتا ہے کہ اس کے شناختی کارڈ میں اصل نام کس کا لکھوں ولدیت کے خانے میں؟

عزرائیلؑ کہتا ہے اتنا اونچا نہ بول میں بھی موت کا فرشتہ ہوں' جب زیادہ اِتب بتائے عزرائیلؑ نے تلوار کو' تو تلوار کہتی ہے علیؑ کی ہتھیلی چوم لے۔

خاموش اس قدر بھی نہ اونچا مقام کر

یہ ہے علیؑ کا معجزہ' شدید گرمی میں ہوا چل پڑی ہے' ہوسکتا ہے' سننے آئی ہو' کیونکہ اصل عینی شاہد تو یہی ہے۔ احد میں علیؑ کی تلوار کیسے چلی تھی۔

خاموش اس قدر بھی نہ اونچا مقام کر
تو میرا ماتحت ہے ادب سے کلام کر
واجب ہے تجھ پہ آج میرا احترام کر
چل ہٹ مجھے نہ روک ادھر اپنا کام کر

عزرائیلؑ کہتا ہے' زلزلے کیوں مچا رہی ہے؟ قیامتی کیوں مچا رہی ہے؟ توجہ! توجہ! توجہ اگلے سال تک یہ شعر یاد رہے گا' انشاء اللہ داد اور دعا آپ سے قیمت علیؑ سے لوں گا۔

تلوار جھوم کے کہتی ہے۔

کیوں زلزلہ بپا نہ کروں کائنات میں
آئی ہوں پہلی بار یداللہ کے ہاتھ میں

یہی تلوار علیؑ کے ساتھ خیبر میں' خندق میں' احد میں' حنین میں رہی۔

علیؑ چلے گئے' حسنؑ کے پاس آئی' حسنؑ نے امانت سمجھ کے رکھ دی' کائنات کا ایک مظلوم ایسا ہے جس کے پاس یہ تلوار بھی تھی' سارا دن منت بھی کرتی رہی' مجھے حکم دے مجھے اذن دے' وہی تلوار ہوں جو تیرے بابا کے ہاتھ میں تھی۔ حسینؑ سر جھکا کے کہتا ہے میں غریب ہوں' میں غریب ہوں' جب سارا دن تلوار کو ہاتھ نہیں لگایا' کہتی ہے میں شرمسار ہوں گی' ماں کی عزت کا واسطہ' تھوڑا سا اذن تو عطا کر' کوئی کام تو بتا۔ حسینؑ کہتا ہے کوئی کام کرے گی؟ آواز آئی' ہاں! (خدا کرے میں

سمجھا سکوں)

حسینؑ نے تلوار کو نیام سے نکالا' آواز آئی' تلوار میں غریب ہوں' کام آ پڑا ہے' میرا کوئی نہیں رہا' میرا اصغرؑ مارا گیا ہے' ذرا اس کی قبر تو بنا دے۔(سلامت رہو......)

حسینؑ نے تلوار سے کہا میرا اصغرؑ شہید ہو گیا ہے تو اگر میرے کام آنا چاہتی ہے تو میرے اصغرؑ کی قبر بنا' پتہ نہیں تلوار نے قبر بنائی کہ نہیں۔

محرم کی چار کا دن گزر گیا' پانچویں کی رات چھا گئی' آج کے دن حسینؑ کے خیمے فرات سے ہٹائے گئے۔

(جن دوستوں نے دعائیں بھیجی ہیں' کوشش کروں گا مشترکہ دعا کروں' ہر ایک کا نام لے لے کر دعا مانگنے کے لئے بہت سا وقت چاہئے' کیونکہ ۸ محرم کی رات ہوتی ہے دعاؤں کے لئے' اگر میں تعمیل نہ کر سکوں تو مجھے معاف کریں' اس میں میری نیت کا دخل نہیں ہوتا' وقت کی بات ہوتی ہے' انشاء اللہ آٹھ کی رات دعائیں مانگیں گے' قبولیت کی رات ہوتی ہے' آٹھ محرم کو یا پہلے دعائیں لکھ کے دیتے جائیں تاکہ فہرست بن جائے' اجازت ہو تو میں مصائب شروع کروں' جید عزادار سنتے آتے ہیں......غریب بیٹے ہیں' باپ سے زیادہ رئیس کوئی نہیں' ان کی شہادت ذاکرین بھی کم پڑھتے ہیں اور علمائے کرام بھی (میں نے کم سنی ہے) وہ کون ہیں؟)

بی بی زینبؑ کے دو بیٹے ہیں' عونؑ و محمدؑ' ان کی شہادت ذاکرین پتہ نہیں کیوں نہیں پڑھتے؟ امام حسینؑ کے ہر بیٹے کی شہادت پڑھتے ہیں' لیکن شریکتہ الحسینؑ کے بیٹوں کی شہادت بہت کم پڑھتے ہیں۔

دو بے وارث بچوں کی شہادت پڑھتا ہوں' ایک کا نام محمدؑ ہے' ایک کا نام

عونؑ ہے' نو سال کی عمر ہے عونؑ کی اور سات سال کی عمرؑ ہے محمدؑ کی۔

یہ اتنے غریب بیٹے ہیں کہ کربلا سے باہر گیارہویں' بارہویں کلومیٹر کے بعد یہاں پتھر کا نشان لگا ہوا ہے' زائر جانتے ہیں آج بھی وہاں ان کی قبریں ہیں' کربلا سے ۱۲ میل دور سات اور نو سال کے ان بچوں کی۔ یہ اتنے غریب ہیں۔ (شاید آنسو آئیں ان کے حصے کے سرخرو ہو جاؤ گے بی بی زینبؑ سے)

یہ اتنے غریب ہیں کہ بارہ محرم کو ان کی لاشوں کے قریب سے گزرتے ہوئے ان کی ماں اس طرح کھڑی ہوئی' دونوں بچوں کی لاشیں دیکھ کے کہتی ہے' اس وقت مصروف ہوں پھر کبھی آئی تو روؤں گی بھی' ماتم بھی کروں گی' وہیں کھڑے ہوئے بی بی زینبؑ نے سید زادوں اور سید زادیوں کو پیغام دیا' رسیوں میں ہاتھ پابند ہیں' بی بی زینبؑ کہتی ہے:

> ''دنیا کے سیدو اور دنیا کی سید زادیو! گواہ رہنا میری نسل ختم ہو گئی' میری نسل حسینؑ کے کام آ گئی' یہ دو لعل تھے میرے' یہ کربلا میں کام آ گئے' میری نسل ختم ہو گئی۔ دنیا کے سید و سید زادیو! اگر کبھی فرصت ملے تو شام کی طرف منہ کر کے مجھے اماں کہہ لینا' میں سمجھوں گی میرے عونؑ و محمدؑ زندہ ہیں۔ (ہائے اتنی بڑی حسرت) کبھی کبھی مجھے اماں کہہ لینا' میں سمجھوں گی میرے عونؑ و محمدؑ زندہ ہیں۔''

ان کی شہادت پڑھتا ہوں قبلہ......جن ماؤں کی گود میں بچے ہیں مولاؑ ان کی زندگی دراز کرے' جن دلوں میں حسرت ہے اولادِ نرینہ کی' عونؑ و محمدؑ کے صدقے میں خالق انہیں اولادِ نرینہ عطا کرے' آج کی رات اگر منت مان لو کہ اگر مجھے بیٹا ہوا تو۔

سال دسویں کے دن دوپہر کے وقت جب عونؑ ومحمدؑ کی شہادت کا وقت آئے گا تو اسے میں گھر کے صحن سے باہر صحرا میں لے جا کے دوپہر تک پیاسا رکھ کے اس وقت عونؑ ومحمدؑ کی نیاز میں شربت پلاؤں گی، زینبؑ راضی ہو جائے گی۔

میں گردن میں کپڑا ڈال کے سوالی بن کے شام کی طرف منہ کر کے آپ کی طرف سے بھی سوالی بن کے شام کی مسافرہ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ ثانی زہراؑ میری آقازادی اگر وقت ملے تو ترستی گئی ہے تجھے عونؑ ومحمدؑ کا پرسہ کسی نے نہیں دیا، آج دو لمحے کے لئے تکلیف کر کربلا گامے شاہ لاہور میں اتنے زیادہ مومنین اور مومنات تجھے عونؑ ومحمدؑ کا پرسہ دینا چاہتے ہیں۔ آ بی بی ہم سے پرسہ لے، روتے بھی آؤ، آہستہ آہستہ ماتم بھی کرتے آؤ تاکہ روسکیں عونؑ ومحمدؑ کو بہت بے وارث ہیں یہ بچے۔

(کربلا سے بارہ میل دوران کی لاشیں گری ہیں، ایسا کوئی مظلوم نہیں ہے)۔

حضرت عبداللہؑ نے کہا روکتا نہیں لیکن ایک گزارش ہے میں عرب کا بہت بڑا رئیس ہوں، ہر علاقے میں میری زمین اور جائیداد ہے، صرف اتنی گزارش ہے، اپنے بھائی سے کہہ تو ساتھ جا رہی ہے ایک وقت کا کھانا حسینؑ سے ایک وقت کا کھانا تیری طرف سے ہو، قبلہ بھائی کتنا غریب کیوں نہ ہو، بہن کتنی غریب کیوں نہ ہو، اپنی بھائی کے بارے میں شاید اتنی بات برداشت نہ کر سکے۔ بی بی زینبؑ کہتی ہے عبداللہؑ تیری جائیداد سلامت، حسینؑ غریب تو نہیں، حسینؑ کے پاس بہت کچھ ہے۔ آواز آئی میری ایک اور خواہش ہے، یمن جاؤ، ایران جاؤ، شام جاؤ، عراق جاؤ، میری ہر علاقے میں اپنی جائیداد ہے، وہاں جا کے قیام کرو۔

بی بی کہتی ہے، یمن اور عراق کی تو میں بات نہیں کرتی البتہ شام میں جو تیری

جائیداد ہے اگر وہاں جا کے آرام کروں مجھے اجازت تو ہے نا' کہا کیوں نہیں' تیرا اپنا گھر ہے۔ بی بی کہتی ہے' اچھا' جناب عبداللہؑ کہتے ہیں جو کچھ ساتھ لے جانا چاہیں لے لیں۔

بی بی کہتی ہے' جو لینا چاہتی ہوں لے لیتی ہوں' دونوں بچیوں کو ساتھ لیا' ایک کمرے میں آئی ماں زہراؑ کا صندوق کھولا' کچھ نہیں اٹھایا زہراؑ کی بیٹی نے' ایک چادر اٹھائی' اپنی بیٹیوں کو دیکھ کے کہتی ہے' گواہ رہنا' میں نے تمہارے باپ کی جائیداد میں سے کچھ نہیں اٹھایا' صرف اپنی ماں کے صندوق سے ایک چادر اٹھائی ہے' دعا کرو یہ ہی بچ جائے۔ (سلامت رہو بھئی)

بیٹیاں کہتی ہیں اماں جو کچھ اٹھانا ہے اٹھا لے' بی بی چادر جھٹک کے کہتی ہے میرے پاس بہت کچھ ہے' میں حسینؑ کے ساتھ جا رہی ہوں' صرف ایک چادر لے کے بی بی آ گئی۔ دونوں بیٹیوں کے سر چومے' عونؑ و محمدؑ کے رخساروں پر بوسے دیئے' دونوں بیٹیوں کو سمجھایا' ایک بیٹی اپنے بابا کی خدمت میں رہے' دوسری بیٹی کو مخاطب کر کے کہا' تیری ڈیوٹی ہے کہ روزانہ میرے بھائی حسینؑ کی بیمار بیٹی صغریٰؑ کے ساتھ رہا کرنا۔ عونؑ و محمدؑ سے کہا کہ بابا کی خدمت میں رہنا' بی بی چلی گئی' مدینہ اجڑ گیا۔ (اللہ جانے سن رہے ہو یا نہیں)

دستور ہے' آدھی رات کے وقت کوئی مسافر تیرے بھرے شہر سے نکلے' پردہ داروں کو ساتھ لے کے محلے والے سمجھانے ضرور آتے ہیں کہ بھائی کیوں رات کو جا رہا ہے؟ جانا ضروری ہے تو اپنی مستورات کو نہ لے جا' رات کا سفر ہے اللہ جانے سفر میں کیا گزرتی ہے؟

قافلہ تیار ہوا' پردہ دار محمل میں اونٹوں پر سوار ہوئے' جب مدینے سے باہر آ

گئی، زینبؑ تو عباسؑ کی طرف دیکھ کے کہتی ہے، بھیا! اب جہاں جی چاہے لے چل..... مجھے مدینے سے روکنے کوئی نہیں آیا۔

آ گئے مکے، ۲۸ رجب کو چلے تھے مدینے سے ۳ شعبان کو مکے آئے، ۸ ذوالحجہ تک مکے میں رہے، ۸ ذوالحجہ کو حسینؑ نے احرام توڑے، آخری نماز خانہ خدا سے باہر حسینؑ نے پڑھی، نماز سے فارغ ہوئے میرے آقا، حسینؑ کی عبا پر ایک بیمار کے دو ہاتھ آئے، آواز آئی السلام علیک یا ابا عبداللہ الحسینؑ !

حسینؑ نے مڑ کے دیکھا، عبداللہ بھائی، ثانی زہراؑ کا بیمار شوہر، حضرت عبداللہؑ ...... عبداللہؑ بھائی کیوں آئے؟ آواز آئی، کہاں کا ارادہ ہے؟ حسینؑ نے کہا جس دن کے لئے نانا نے پالا تھا، وعدہ پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے، میں جا رہا ہوں۔ آواز آئی ثانی زہراؑ کہاں ہیں؟ آواز آئی، عباسؑ سے پوچھو۔ حضرت عبداللہؑ حضرت عباسؑ کے پاس آئے اور کہا ثانی زہراؑ کس محمل میں ہیں اور میری ماؤں اور بہنو! جب جناب عبداللہؑ نے کہا کہ عباس ثانی زہراؑ کس محمل میں ہیں؟ عباسؑ کہتے ہیں، عبداللہؑ بھائی نہ مجھ میں اتنی جرات ہے کہ ہاتھ سے اشارہ کروں، نہ مجھ میں اتنی جرات ہے کہ آنکھ سے بتاؤں، اکبرؑ سے پوچھ۔ جناب عبداللہؑ آئے اکبرؑ کے پاس، اکبرؑ لے کے آیا اپنی پھوپھی کے محمل کے قریب۔

جناب عبداللہؑ نے دونوں ہاتھ رکھے محمل پہ، حضرت عبداللہؑ نے رو کے کہا، زہراؑ کی بیٹی میرا سلام قبول کر، بی بی نے سلام کا جواب دیا۔ محمل سے باہر حضرت عبداللہؑ کی آواز سن کے آہستہ سے بی بی نے کہا، عبداللہؑ کہیں روکنے تو نہیں آئے؟ روکنے تو نہیں آیا؟ حضرت عبداللہؑ کہتے ہیں، روکنے تو نہیں آیا، ایک مسئلہ سمجھانے آیا ہوں، میں جانتا ہوں تو بھی جانتی ہے، حسینؑ صرف تیرا بھائی نہیں، ہمارا

امامؑ بھی ہے' مسئلہ ہے کہ جہاں امامؑ وقت پر کوئی مشکل بن جائے' کوئی مشکل وقت آ جائے تو ہم پہ واجب ہے کہ اپنی قیمتی سے قیمتی چیز امامؑ وقت پر صدقہ کر دی جائے' فدیہ کر دیا جائے' اسی طرح سرخرو ہو جاتا ہے انسان۔

حسینؑ چونکہ تیرا بھائی بھی ہے اور ہمارا امامؑ بھی ہے' گرمی کا موسم ہے' امت مخالف ہے' امت دشمن ہو گئی ہے' ہو سکتا ہے کوئی مشکل بن جائے' کسی مقام پر کسی مشکل میں میرا امامؑ گھر جائے' یہ میں چھوٹے چھوٹے لعل لایا ہوں' ایک عونؑ اور ایک محمدؑ' ایک اپنی طرف سے ایک میری طرف سے حسینؑ پر صدقے کر دینا' قیامت کے دن جناب زہراؑ سے سرخرو ہوں گے' ہم نے اپنی اولاد صدقہ کر دی تھی۔

بی بی کہتی ہے' عونؑ و محمدؑ کو ایک ۹ سال کا ایک ۷ سال کا' حسینؑ کا صدقہ بنا کے لائے ہو' یہ حسینؑ کا صدقہ ہیں؟ آواز آئی ہاں' یہ حسینؑ کا صدقہ ہیں۔ بی بی کہتی ہے' میں زہراؑ کی بیٹی ہوں' یہ صدقہ ہیں' میں ہاتھ نہیں لگاتی۔ (اللہ جانے کس طرح مصائب سنو گے) اگر یہ صدقے ہیں تو پھر میں زہراؑ کی بیٹی ہوں' میں صدقے کو ہاتھ نہیں لگاتی' بڑے کو عباسؑ کو دے دے' چھوٹے کو اکبرؑ کو دے دے اور دونوں سے کہہ دے جب تک ضرورت نہیں پڑے گی' میں انہیں بلاؤں گی نہیں' جب ضرورت پڑی بلا لوں گی۔

بڑے کو دیا عباسؑ کو' چھوٹے کو دیا اکبرؑ کو' بڑا عباسؑ کے پاس چلا گیا' چھوٹا علی اکبرؑ کے پاس چلا گیا' ماں ہے محمل میں قبلہ! سفر شروع ہوا' چار مرتبہ بی بی نے کہا عباسؑ! عون ۹ سال کا تھا بڑا' دوڑ کے آیا' اماں خیریت ہے؟ بی بی کہتی ہے' اکبرؑ! محمدؑ سات سال کا دوڑ کے آتا ہے' اماں خیریت؟ اماں حکم' بی بی منہ دوسری طرف پھیر لیتی ہے' چار دفعہ بلایا' عباسؑ اور اکبرؑ کو' دوڑ کے آئے عونؑ و محمدؑ۔

بی بی نے دونوں بیٹوں کو بلایا' عونؑ و محمدؑ (دیکھ بی بی زینبؑ کی تربیت) پاس آئے' ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں' اماں حکم۔ بی بی نے کہا' عونؑ و محمدؑ خبردار! آج کے بعد مجھے اماں نہ کہنا' میں زہراؑ کی بیٹی ہوں' تم حسینؑ کا صدقہ ہو۔

(پتہ نہیں سن رہے ہو یا نہیں' میں نے بی بی کو دعوت دی ہے کہ آ پرسہ لے)

میں زہراؑ کی بیٹی ہوں' تم حسینؑ کے صدقے' دونوں ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں' زہراؑ کی بیٹی گستاخی معاف' آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔ بی بی کہتی ہیں' بلاتی ہوں عباسؑ کو آ جاتا ہے عونؑ' بلاتی ہوں اکبرؑ کو آ جاتا ہے محمدؑ' میں نے کہا تھا جب تک تمہاری ضرورت نہیں پڑے گی' نہیں بلاؤں گی' جب تک میں نہ بلاؤں نہ آنا' کہا ٹھیک ہے۔ یہ ۱۰ ذوالحجہ کا واقعہ ہے۔

۱۰ ذوالحجہ سے لے کر......۲ محرم کو حسینؑ کربلا آیا' ۱۰ ذوالحجہ سے ۲ محرم' ۲۲ دن' ۳ محرم' ۲۳ دن' ۴ محرم کو پورے ۲۴ دن' پورے ۲۴ دن' پاک حسینؑ کی قسم نہ شہزادوں نے ماں کو دیکھا نہ ماں نے شہزادوں کو دیکھا۔ (روتا بھی آ' پرسہ بھی دیتا آ' بی بی زینبؑ کو)

۴ محرم کو حُر آیا' عباسؑ سے کہتا ہے خیمے ہٹا۔ عباسؑ نے دیکھا' حُر واپس چلا گیا حسینؑ کی خدمت میں' عباسؑ سے کہنا خیمے ہٹائے۔ حسینؑ نے عباسؑ کو نہیں کہا' حسینؑ بی بی زینبؑ کے خیمے میں آئے' بی بی زینبؑ سے کہا' چار علیؑ تھے ایک کو مدینے چھوڑ آیا ہوں' ایک کو کوفے بھیج دیا' باقی بچے تھے دو' سجادؑ کا ذمہ میں نے لیا تھا' عباسؑ کا ذمہ تو نے لیا تھا۔ پہلی منزل ہے' عباسؑ خیمے کیوں نہیں ہٹاتا؟ بی بی کہتی ہے حسینؑ تو جا' عباسؑ جانے اور میں جانوں' خیمے ہٹوانا ہیں یا کوئی اور کام بھی لینا ہے۔ حسینؑ چلے گئے واپس' ۲۴ دن میں پہلی مرتبہ بی بی زینبؑ نے کہا عونؑ و محمدؑ میرے

قریب آ وَ' دونوں شہزادے دوڑ کے آئے' دیکھ کے کہتے ہیں زہراؑ کی بیٹی ہمیں بلایا ہے (ہائے اوحسرت) بی بی کہتی ہے' جاوَ عباسؑ اور اکبرؑ کو بلا لاوَ۔

دونوں شہزادے پہلے عباسؑ اور اکبرؑ کی طرف نہیں گئے' دونوں شہزادے دوڑ کے خیموں میں گئے' ہر بی بی سے کہتے ہیں ہمیں مبارک دو آج ہمیں اماں نے بلایا ہے۔

عباسؑ کے پاس آئے' پیغام دیا' عباسؑ کو بلا کر لائے۔ عباسؑ آئے' بی بی نے کہا' عباسؑ خیمے کیوں نہیں ہٹاتا؟ آواز آئی میری جرات ہے کہ میں خیمے نہ ہٹاوَں' لیکن آقازادی حسینؑ سے ایک بات پوچھ دے' ہر بار کہتا ہے خیمے ہٹا' کبھی تو یہ بھی کہے فوجیں ہٹا' میں عباسؑ ہوں.....قبلہ ۵ محرم گزر گئی' شہزادے پھر ماں سے دور چلے گئے۔ (کافی رو چکے ہو' تھوڑی سی دیر اور پرسہ دے لو' انہیں کون رویا ہے؟ بے وارث شہزادے ہیں' ترستی گئی ہے ماں کوئی ان کا پرسہ دے)

۴ محرم گزر گئی' ۵ محرم گزر گئی' ۶ محرم گزر گئی' ۷ محرم کو پانی بند ہو گیا' میں نے پڑھ لیا تو نے سن لیا' پانی بند ہو جائے' ہاڑ کے موسم میں' ۷ محرم کو پانی بند ہوا' بچے پیاس سے تڑپنے لگے۔ ہر بیٹا اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا اماں پیاس لگی ہے' اماں ہمیں پانی پلا' ہر ماں عباسؑ کے خیمے میں آئی' لیکن پاک زہراؑ کی پاک چادر کی قسم عونؑ و محمدؑ کے خیمے میں نہیں گئے' دونوں شہزادے ماں کے خیمے کا طواف کرتے رہے۔ دونوں کہتے ہیں اللہ کرے اماں بلا لے' اللہ کرے ہم سے پوچھ لے پیاس لگی ہے یا نہیں' چھوٹا کہتا ہے' خبردار! اماں ناراض ہو گی' اگر اکبرؑ کے لئے پانی آیا' اس سے بچ گیا تو ہم بھی پی لیں گے' ہم صدقے ہیں' اگر نہیں ملا تو چپ کر کے بیٹھ جائیں گے۔

(جیو سلامت رہو' سلامت رہو' حوصلہ' حوصلے سے سنتے آوَ' میں نے پہلے کہا

تھا جو روئے گا ساون کی بارش کی طرح رو دے گا' دل کی بات ہے قبلہ اپنا اپنا مقدر ہے)۔

۷ محرم کو پانی بند ہوا' شہزادوں نے نہیں مانگا' ۸ محرم ہوئی' ان کا طریقہ کیا تھا' ان کا وطیرہ کیا تھا' ہر بیٹا ماں کے خیمے میں' یہ دونوں شہزادے ماں کے خیمے کی پچھلی جانب ماں کے خیمے سے دور ریت پر ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال کر سو جاتے۔

کبھی کبھی محمدؑ اٹھ بیٹھتا اور کہتا عونؑ بھائی اماں بہت یاد آ رہی ہے' عونؑ کہتا' چپ کر کے سو جا' ہو سکتا ہے۔ (سلامت رہو' سلامت رہو' میں تیرا خادم' میں تیرا نوکر' سکون سے سنتا آ' مولاؑ تیرے بچوں کی زندگی دراز کرے' عونؑ و محمدؑ کا واقعہ ہے' مانگ لے جو دعا جی میں آئے' زینبؑ کے بیٹوں کے صدقے میں مولاؑ تجھے سرخرو کرے گا)

۸ گزر گئی' ۹ گزر گئی' آ گئی دسویں کی رات (اب میرے بس میں نہیں' اب تک میں آرام سے پڑھتا آیا' اب میری مجبوری ہے)

مغربین کی نماز کے بعد ہر ماں نے دسویں کی رات اپنے اپنے بیٹے کو خیمے میں بلایا' ہر ماں اپنی اپنی قربانی بنا رہی ہے۔

یہ دونوں شہزادے یتیموں کی طرح ہر بی بی کے خیمے میں جاتے ہیں' ہر بی بی پوچھتی ہے' عونؑ و محمدؑ تمہیں تمہاری ماں نے بلایا کہ نہیں؟ دونوں کہتے ہیں' جب وقت آئے گا' اکبرؑ سے فارغ ہو گی' ہمیں بلائے گی' اماں نے کہا تھا' جب ضرورت پڑے بلاؤں گی۔ (یہ ہے تربیت بی بی زینبؑ کی' داد دو رضا شاہ جی ہر ماں کو زینبؑ نے درس دیا ہے حسینؑ پر قربانی کیسے دی جاتی ہے)

قبلہ جب آدھی رات ڈھل گئی' چھوٹا کہتا ہے بڑے کو' ہوسکتا ہے ہم اماں کو بھول گئے ہوں' آؤ چل کر اماں کو یاد دلائیں' بڑا آگے ہے چھوٹا پیچھے ہے' دونوں چلے ماں کے خیمے میں آئے' کہتے ہیں:

السلام علیک ایتها الصابرة و المظلومه

''اے ہماری مظلومہ ماں ہمارا سلام۔''

بی بی نے دیکھا نہیں' پوچھا کون ہو؟ دونوں ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں' تیرے حسینؑ کے صدقے ہیں۔ بی بی نے دیکھا نہیں' کہا کیا چاہتے ہو؟ دونوں نے کہا اکبرؑ کا واسطہ ایک دفعہ دیکھ تو سہی۔ بی بی نے مڑ کے دیکھا' دونوں ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں کیا اب بھی ہماری ضرورت نہیں ہے؟ ماں کہتی ہے کیا ہوا؟ آواز آئی' آج ہر ماں اپنے بیٹے کو قربانی کے لئے تیار کر رہی ہے۔ آواز آئی میرا بیٹا اکبرؑ ہے' ہمیں کون تیار کرے گا' بی بی نے کہا اماں فضہ...... (ہائے او بی بی زینبؑ تیرے بیٹوں کی قسمت) بی بی نے کہا اماں فضہؓ حسینؑ کے صدقوں کو تیار کر۔

دونوں شہزادے زمین پر بیٹھے ہیں' بی بی فضہؓ دونوں شہزادوں کو اپنی انگلیوں سے کنگھی کر رہی ہے' شہزادوں کی زلفیں سنوار رہی ہے' کبھی کبھی پیشانی چوم کے کہتی ہے' میرے لعل ماں سے ناراض نہ ہونا' ماں اکبرؑ سے فارغ نہیں ہوئی' کہا اماں فضہؓ ہم ناراض نہیں ہیں' اماں سے پوچھ وہ تو ناراض نہیں ہے۔ (سلامت رہو)

جناب فضہؓ شہزادوں کو سنوارتی رہی' تہجد کی نماز سے ذرا پہلے بی بی نے کہا میرے پاس آؤ' ہاتھ جوڑ کے کانپتے ہوئے بدن کے ساتھ ماں کے سامنے کھڑے ہیں۔ کہتی ہے' یاد رکھو! ہر ماں کے پاس اپنا بیٹا ہے' ہر ماں صبح اپنے بیٹے کی...... (جس کے دل میں قبر ہے عونؑ و محمدؑ کی وہ میری طرف دیکھے) ہر ماں صبح اپنے بیٹے کو پہلے

حسینؑ پر قربان کرے گی' لیکن میں چاہتی ہوں کہ پہلے تم قربانی دو' تم صدقے ہو' پھر مائیں اپنے لعل قربان کریں۔

کہتے ہیں ٹھیک ہے' ایسے ہی ہو گا۔ کہتی ہے اب جاؤ' اب تمہاری لاشیں خیموں میں آئیں تو آئیں تم نہ آنا' دونوں شہزادے چلے گئے' ماں کے خیمہ سے باہر جا کے حسینؑ کے خیمے کے دروازے پر چپ کر کے بیٹھ گئے۔

صبح تہجد کی نماز کے وقت حسینؑ خیمے سے باہر نکلے تو دونوں شہزادوں کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ حسینؑ کے قدموں پر آئے' ماما حسینؑ ہم اماں کے کچھ نہیں لگتے' تیرے تو بھانجے ہیں نا! ماموں ایک وعدہ کر آج سب سے پہلے ہمیں اجازت دے دینا۔

حسینؑ کہتے ہیں' کیا ہوا' رو کے کہتے ہیں' سب کی مائیں ہیں' ہم تیرا صدقہ ہیں' نہ ہماری ماں ہے نہ بہنیں' تیرے تو بھانجے ہیں' تجھے اکبرؑ کا واسطہ ہمیں سب سے پہلے اجازت دے' ہمیں اماں نے کہا ہے زندہ خیمے میں نہ آنا' ماموں ایک وعدہ کر آج سب سے پہلے ہمیں اجازت دے گا......

(سلامت رہو' یہ ہے معجزہ بی بی زینبؑ کے بیٹوں کے غم کا' چلو کوئی نہیں ایک بچہ بے ہوش ہو گیا ہے' نا' جوان لوگ ہو' سنبھال لو گے' اس کی ماں بھی ہے باپ بھی ہے) میں تو ان شہزادوں کا ذکر کر رہا ہوں جنہیں ماں کے دیکھنے کی اجازت نہیں' ماں کے خیمے میں جانے کی اجازت نہیں' حسینؑ نے دونوں کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔

آواز آئی' عباسؑ کے پاس جاؤ' آج مرنے والوں کی فہرست عباسؑ کے پاس ہے' دونوں شہزادے ماموں کو سلام کر کے عباسؑ کے خیمے کی طرف چلے۔

چھوٹا کہتا ہے' ماموں عباسؑ سے میں کلام کروں گا' عونؑ پیچھے پیچھے

محمدؑ آگے آگے، چھوٹا شہزادہ محمدؑ عباسؑ کو سلام کر کے کہتا ہے، ماموں عباسؑ مبارک۔ عباسؑ نے دیکھا کیوں بیٹا؟ چھوٹا شہزادہ کہتا ہے، ماموں آج توحید کی فوج کا پرچم ماموں حسینؑ نے آپ کو دیا ہے۔ آواز آئی ہاں، ماموں اس سے بڑی بھی کوئی بات ہو سکتی ہے مبارک کی۔

دونوں کی پیشانی پہ بوسہ دے کے، سینے سے لگا کے عباسؑ کہتا ہے میرے مظلوم بھانجے خیر مبارک۔ جب عباسؑ نے کہا نا خیر مبارک، ۷ سال کا محمدؑ عباسؑ کی جھولی سے اتر کر عباسؑ کے قدموں میں بیٹھ کے کہتا ہے، ماموں تجھے فضلؑ کا واسطہ، ہم نے مبارک دی ہے، ہم بھی بنی ہاشم ہیں، بنی ہاشم کی رسم ہے جب بچے مبارک دیں تو انعام بھی مانگتے ہیں، ماموں ہم نے مبارک دی ہے ہمیں انعام بھی دیں۔ عباسؑ پیشانیاں چوم کے کہتا ہے، مانگو عونؑ و محمدؑ کیا مانگتے ہو؟ دونوں شہزادوں نے ننھی ننھی بانہیں عباسؑ کے گلے میں ڈالیں، عباسؑ کے رخسار چوم کے رو کے کہتے ہیں، ماموں صرف موت کی اجازت۔

عباسؑ کہتے ہیں، کیا ہوا؟ کہتے ہیں کہ ہم ماموں حسینؑ کے پاس گئے تھے، انہوں نے کہا کہ عباسؑ کے پاس جاؤ، ماموں وعدہ کر کہ ہمیں سب سے پہلے میدان میں بھیجے گا۔ (ختم کرتا ہوں، دعا مانگتا ہوں، جتنا رو لیا ہے کافی ہے، بی بی زینبؑ کو پرسہ)

(نوٹ: سامعین سے کسی نے اٹھ کر ہاتھ جوڑ کر کہا محسن نقوی تجھے بی بی کی غربت کا واسطہ عونؑ و محمدؑ کی شہادت پوری پڑھو)۔

(تو بزرگ ہے، بابا تیرا حکم مانتا ہوں، لیکن ان کی شہادت تو ان کی ماں نے نہیں دیکھی، عباسؑ نے نہیں دیکھی، حسینؑ نے نہیں دیکھی، ان کی شہادت تو اکثر نے

نہیں دیکھی' میں کوشش کرتا ہوں' سناتا ہوں)۔

حسینؑ نے کہا' عباسؑ کے پاس جاؤ' عباسؑ نے کہا فہرست میرے پاس ہے' جب باری آئے گی' باری آنے پر بلا لوں گا' ماں نے کہا خیمہ میں نہ آنا' حسینؑ نے کہا' عباسؑ کے پاس جاؤ۔

دونوں بھائیوں نے کیا کیا' ایک ۹ سال کا ایک ۷ سال کا' دونوں شہزادوں نے ایک دوسرے کی گردن میں بانہیں ڈالیں' حسینؑ کے خیمے سے دور جا کے ریت کے ٹیلے پر دونوں ننگے پاؤں کھڑے ہو گئے' کافی دیر ننگے پاؤں کھڑے رہے۔ عباسؑ نے کہا' اکبرؑ ذرا جا کے دیکھو عونؑ و محمدؑ دھوپ میں اتنی دیر سے کیوں کھڑے ہیں؟

اکبرؑ قریب آیا' پوچھا عونؑ و محمدؑ ؟ دونوں شہزادے کہتے ہیں جی' زینبؑ کے بیٹے' دھوپ میں کیوں کھڑے ہو؟ دونوں شہزادے کہتے ہیں' اماں نے کہا ہے' خیمے نہ آنا' ماموں عباسؑ کہتے ہیں باری آنے پر بلاؤں گا' ماموں حسینؑ نے عباسؑ کے پاس بھیجا ہے' ہم دونوں دھوپ میں کھڑے سوچ رہے ہیں کہ نجف کا راستہ کون سا ہے؟ نانا علیؑ کے پاس جائیں گے' مجاور بن کر رہیں گے' کہیں گے نہ اماں نے اجازت دی' نہ حسینؑ ماموں نے اجازت دی' نہ عباسؑ نے اجازت دی۔

اکبرؑ ان دونوں کو منا کر لے آیا' عباسؑ نے بوسے دیئے' حسینؑ نے بالوں پہ بوسے دیئے' دونوں شہزادے بیٹھ گئے۔

پہلا شہید ہے بنی ہاشم کا علی اکبرؑ' اکبرؑ کی لاش آئی' بی بی زینبؑ اکبرؑ کی لاش کے سرہانے بیٹھی ہے۔ مجھے حسینؑ کی عظمت کی قسم دونوں شہزادے روتے رہے' ماں کے ڈر کی وجہ سے اندر خیمے میں نہیں آئے' باہر کھڑے ہو کر روتے رہے' قاسم کی

لاش کے ٹکڑے آئے' دیکھا ماں کھڑی ہے' دونوں شہزادے خیمے سے باہر دھوپ میں کھڑے رہے' اندر نہیں آئے۔

(نوٹ: اب سامعین نے اٹھ اٹھ کے کھڑے ہو کر کہا محسن نقوی! بس کرو' کوئی مومن مر جائے گا' محسن نے کہا سن لیا میں ختم کرتا ہوں' نہیں پڑھتا' صرف ایک جملہ اور سن لو)۔

اب زینبؑ نے کہا اماں فضہؓ میرے حسینؑ کو بلا' حسینؑ خیمے میں آئے' بی بی زینبؑ کھڑی ہو گئیں۔ آواز آئی' حسینؑ' حسینؑ' حسینؑ' آواز آئی جی زینبؑ بہن' بی بی منہ پر ماتم کر کے کہتی ہے:

ٹھیک ہے تیرے صدقے ...... ہیں تو مجھ اجڑی کے بیٹے' میں صبح سے دیکھ رہی ہوں' نہ اکبرؑ کی لاش پر آئے' نہ قاسمؑ کو رو سکے' ٹھیک ہے تیرا صدقہ ہیں' لیکن ہیں تو میرے بیٹے' تو نے نہیں دیکھا' اکبرؑ کی لاش آئی' میں نے بال کھولے' قاسم کی لاش آئی' میں نے ماتم کیا' دے نا اجازت میرے بیٹوں کو' حسینؑ بھیج انہیں میدان شہادت میں۔ آواز آئی' عباسؑ بلاؤ عونؑ و محمدؑ ...... عباسؑ نے بلایا عونؑ و محمدؑ کو' دونوں دوڑتے ہوئے آئے اور کہتے ہیں ماموں ہمیں اجازت مل گئی؟ ہاں' مل گئی اجازت۔

آواز آئی اچھا ماموں ہمارا سلام' ہم نہیں جاتے ماموں حسینؑ کے پاس' ہم نہیں جاتے ماں کے خیمے میں' ماموں عباسؑ جب ہماری لاشیں آئیں تو کہہ دینا کہ ہم سیدھے چلے گئے تھے۔ نہیں عباسؑ کہتا ہے میرے پاس آؤ' شہزادے پاس آئے' حسینؑ اور عباسؑ نے شہزادوں کو تیار کیا۔ ۷ اور ۹ سال کے شہزادے' دونوں کو گھوڑوں پر سوار کیا' دونوں شہزادوں کے قد اتنے چھوٹے تھے کہ دونوں کے پاؤں رکاب تک

نہیں آتے تھے' گھوڑوں کی باگیں پکڑیں' جانے لگے' ایک ایک بی بی کو جھک کر سلام کیا' دونوں ہاتھ شہزادے پیشانی پہ رکھ کے کہتے ہیں' سب کو حسینؑ کے صدقوں کا سلام' کہیں ہماری ماں آ کھڑی ہو تو اسے بھی سلام کہہ دینا' اللہ جانے پھر ملیں یا نہ ملیں۔ حسینؑ کہتے ہیں عونؑ و محمدؑ ماں کو مل لو۔

دونوں کہتے ہیں ماموں ہمیں آخری بار ماں کی زیارت کرا دو۔ حسینؑ نے کہا' آ زینبؑ بہن بیٹوں کو مل لو' دیکھ تیرے بیٹے جا رہے ہیں۔ بی بی زینبؑ سامنے آئی' دونوں شہزادوں نے کہا' زہراؑ کی بیٹی ہمارا سلام۔ بی بی زینبؑ نے کہا' یاد رکھو! جا رہے ہو میدان میں جنگ ہو رہی ہے' میرے بیٹے اکبرؑ کی جاگیر میں' میں تمہیں اجازت نہیں دیتی کہ تم اکبرؑ کی جاگیر میں لڑو' تم ہو حسینؑ کا صدقہ...... دونوں شہزادے ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں' اگر ہم تیرے بیٹے اکبرؑ کی جاگیر سے ۱۲ مربع میل باہر جا گریں' اس وقت تو دودھ کا حق بخش دے گی؟ زینبؑ نے کہا' شاباش عونؑ و محمدؑ۔ (او میری اولاد قربان ہو جائے زینبؑ کے عونؑ و محمدؑ پر)

بی بی کہتی ہے' جعفر طیارؑ کے پوتے ہو' علیؑ کے نواسے ہو' عباسؑ کے بھانجے ہو' میرے بیٹے ہو' جانتی ہوں' دریا تک پہنچ جاؤ گے' اکبرؑ و قاسمؑ پیاسے گئے ہیں' تمہیں میری چادر کی قسم پانی نہ پینا۔ شہزادے رو کے کہتے ہیں چادر کا واسطہ نہ دے' تیری عزت کی قسم ہم دریا کی طرف جائیں گے ہی نہیں' ہم دریا کا رخ بھی نہیں کریں گے۔

جانے لگے' خیموں سے نکلنے کا ارادہ کیا کہ ساڑھے تین سال کی بچی کا ہاتھ رکابوں پر آیا' رو کے کہا میرا قد چھوٹا ہے' میرے ہاتھ رکابوں تک نہیں پہنچتے' ذرا نیچے اترو' عباسؑ نے نیچے اتارا' سکینہؑ نے شہزادوں کی قمیض کے بٹن کھولے' دونوں شہزادوں کے سینے پر بوسہ دے کے کہا یہ تمہاری بہنوں کے حصے کا بوسہ ہے' میں سکینہؑ بوسہ دے

رہی ہوں۔ شہزادے کہتے ہیں شکریہ کوئی تو ہماری بہن بھی ہے۔ (سلامت رہو سلامت رہو، حوصلہ، ختم ہوگئی مجلس، حوصلہ، حوصلہ)

دونوں شہزادے میدان کو چلے، بی بی زینبؑ عباسؑ کو دیکھ کے کہتی ہے، دیکھ میرے شہزادے کیسے لڑتے ہیں۔ عباسؑ دیکھتا رہا...... شہزادے آگے آگے، فوجیں پیچھے پیچھے۔ عباسؑ کہتا ہے مولا مجھے شہزادے نظر نہیں آتے۔ حسینؑ کہتے ہیں، میرے علم امامت سے میری دو انگلیوں کے درمیان دیکھ، عباسؑ نے کیا دیکھا، شہزادے آگے آگے فوجیں پیچھے پیچھے، ۶ میل دوڑ، ۷ میل دوڑ جب ۱۲ مربع میل دور پہنچے، چھوٹا بڑے کو دیکھ کے کہتا ہے، اکبرؑ کی جاگیر ختم ہوگئی، ہماری حد آ گئی۔

دونوں شہزادے دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی زین میں کھڑے ہو گئے، باگیں چھوڑ دیں، تلواریں ہاتھ میں لے کر فوج کو دیکھ کے کہتے ہیں، اب آؤ نا، ہماری حد آ گئی، اب آؤ نا، اکبرؑ کی جاگیر ختم ہوگئی۔

دو شہزادے کہاں، ساری فوج کہاں۔ ساری فوج نے مل کر حملہ کیا، جب بڑا لڑتے لڑتے گھوڑے کی زین سے گرا، آواز آئی، ماموں حسینؑ میں گر پڑا۔ چھوٹا محمدؑ تھا، لڑتے لڑتے جب گھوڑے کی زین سے گرا، چیخ نکلی، آواز آئی، اماں میں گر گیا، اماں میں گر گیا، اماں میں گر گیا۔

اب جو محمدؑ نے کہا، اماں میں گر گیا۔ (اب ایک لفظ سن لو) اب جو کہا اماں میں گر گیا۔ (میں نے وعدہ کیا تھا کہ بازار میں جاؤ گے یا گھر جاؤ گے ماتم کرو گے اب آخری لفظ کہہ رہا ہوں، جی چاہے تو اٹھ کے ماتم کرنا)

اب جو چھوٹے شہزادے نے کہا، اماں میں گر گیا، بی بی زینبؑ خیمے میں قرآن پڑھ رہی تھی، قرآن بند کیا، آواز آئی، اماں فضہؓ مجھے کون بلا رہا ہے؟ کہا تیرا بیٹا

بلا رہا ہے۔ کہا حسینؑ کو لا' حسینؑ آئے' بی بی نے کہا' میرے بیٹوں کو لے آیا' حسینؑ آیا۔ کیا دیکھا بڑے شہزادے نے چھوٹے کو کروٹ لے کر اپنے پہلو میں چھپا رکھا ہے' اللہ جانے کتنے گھوڑے گزر چکے تھے' اللہ جانے کتنے گھوڑے گزر چکے تھے۔ بڑے کی آواز آ رہی تھی' ماموں ہمیں اماں کے پاس لے جا' ہمیں اماں کے پاس لے جا۔

☆......☆......☆

چھٹے گی کِذب کی گردِ کہن آہستہ آہستہ!
مٹے گی فکر انساں کی تھکن آہستہ آہستہ
ابھی تاریخ کو بچپن کی سرحد سے گزرنے دو
کھلیں گے اس پہ اوصاف حسنؑ آہستہ آہستہ

☆

حسنؑ مولا' حوادث جب بہ انداز دگر آئے
تری بخشش کے ساماں آنکھ سے دل میں اتر آئے
تلاشِ رزق کی خاطر جو سوئے آسماں دیکھا
ستارے تیرے دسترخوان کے ٹکڑے نظر آئے

الا لعنة الله على القوم الظالمين

☆☆☆

مجلس پنجم

حضرت امام حسنؑ کی شہادت

صلواۃ بلند آواز سے' مزاج معلیٰ پر ناگوار نہ گزرے تو صلواۃ بلند آواز سے پڑھیں' اپنے آپ کو ہر قسم کی بلیات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھنے کے لئے بلند ترین صلواۃ پڑھیں۔

بہت زیادہ سامعین ہیں' اگر صلواۃ کم محسوس ہو تو طبیعت سیراب نہیں ہوتی' صلواۃ اتنی بلند آواز سے پڑھیں' جتنے آلِ محمدؐ تمہارے ذہن میں بلند ہو سکتے ہیں...... نوازش......

بہت دور سے جو میرے مہربان بزرگ دوست احباب تشریف لائے ہیں' میں ان کے لئے دعا گو ہوں کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا خالق اللہ ان کی حاضری کو شرف قبولیت بخشے' آج پھر گرمی بہت زیادہ ہے' ایسی صلواۃ پڑھیں کہ گرمی کا احساس ختم ہو جائے۔

کائنات میں ہر مملکت کا ایک اصول ہے کہ چار چیزیں ضروری ہیں' کوئی نیا ملک یا مملکت وجود میں آئے' اس کے لئے چار چیزیں ضروری ہوں گی' پہلی چیز زمین ہونی چاہئے جس پر مملکت قائم ہو سکے' دوسری اس مملکت کا علم ہونا چاہئے' یعنی جھنڈا یا

پرچم ہونا چاہئے' جو اس ملک کا شناختی نشان ہو' پہچان ہو' تا کہ پتہ چل سکے یہ فلاں ملک کا نشان ہے۔

تیسری فوج ہونی چاہئے جو ملک کا دفاع کرے' چوتھی اس ملک کے پاس ایسے ذرائع ہونا چاہئیں' جس سے اس ملک میں بسنے والے چاہئیں جس سے اس ملک میں بسنے والے خود کو سکھی محسوس کریں اور خوش ہو کر اس ملک کی خدمت کر سکیں۔

یہ چار چیزیں ہوں تو ایک مملکت وجود میں آتی ہے۔

حسینیتؑ کی مملکت!

حسینؑ نے جو ملک آباد کیا اس کا نام ہے حسینیتؑ' حسینیتؑ میں یہ چار چیزیں آئیں تو پھر ملک وجود میں آیا' حسینیتؑ کے ملک کے لئے پہلی شرط ''زمین' حسینؑ نے ٦٠ ہزار دینار میں ۱۲ مربع میل زمین خریدی' یہ الگ بات ہے کہ چودہ سو سال پہلے خرید کی جانے والی ۱۲ مربع میل زمین بعد میں پوری کائنات پر محیط ہو گئی۔

دوسرا کسی ملک کا پرچم' علم یا جھنڈا' حسینیتؑ کا اپنا علم ہے' حسینؑ چونکہ عالمین کا فاتح ہے۔ (گرمی نہیں رہے گی اگر آپ نے میری یہ بات سن لی)

حسینؑ چونکہ عالمین کا فاتح ہے' اس کا پرچم بھی ہر جگہ ملے گا' آپ کو......

جبکہ یہ شرط ہے' بین الاقوامی قانون ہے کسی ایک ملک میں رہنے والے دوسرے ملک کا علم یا جھنڈا نہیں لگا سکتے' جیسے پاکستان میں رہنے والے اپنے گھر پر ہندوستان کا جھنڈا نہیں لگا سکتے' قانونی طور پر جرم ہے' یہ کائنات کا واحد فاتح ہے حسینؑ ۔(ذرا جاگتے آؤ' یہ چھوٹا سا نعرہ نہیں چاہئے......نعرۂ حیدری)

حسینؑ کا علم نہ دھرتی کا محتاج' حسینؑ کا علم نہ کسی ہائیکورٹ کا محتاج' کسی قانون کا پابند' حسینؑ کا علم نہ کسی سپریم کورٹ کا محتاج' حسینؑ کے

علم نے ثابت کیا ہے کہ جو بھی میری سلطنت کا باسی ہے وہ جس ملک میں جہاں بھی ہے جس وقت چاہے اپنے گھر پر میرے ملک کا پرچم لہرا دے' اس عباسؑ کا پنجہ یقین کامل کے ساتھ نصب کر دے' میں حسینؑ اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ اگر حادثے گزریں گے تو وہاں سے پوچھ کے گزریں گے۔

تیسری بات جو حسینؑ کے پرچم میں ہے وہ یہ ہے کہ ہر مملکت کا قانون ہے کہ اس ملک میں کوئی حادثہ ہو جائے یا اس کے کسی حلیف ملک میں کوئی حادثہ ہو جائے' وہ مملکت کا علم ایک ہفتے کے لئے دس دن یا پندرہ دن کے لئے سرنگوں رہتا ہے' لیکن عباسؑ کا علم ۱۱محرم کو اس طرح بلند ہوا کہ ہزار بار قیامت آ جائے' ساری دنیا کے علم زمین بوس ہو جائیں' عباسؑ کا علم اڑتا جائے گا' اڑتا جائے گا' اڑتا جائے گا' سرنگوں نہیں ہوگا' حسنینؑ کے علم کی بلندی کی یہ امتیازی حیثیت ہے۔

تیسری بات' مملکت کے وجود کو قائم رکھنے کے لئے فوج ہونی چاہئے' حسینؑ کی فوج بہت خوبصورت فوج' بہت تھوڑی فوج' کمال ہے آج تک وہ فوج زندہ ہے' دنیا درخواستیں دے رہی ہے ہمیں اس فوج میں بھرتی کیا جائے' کہیں علی اکبرؑ کے نام کی فورس' کہیں سپاہ شہزادہ قاسمؑ' کہیں سپاہ عباسؑ' کہیں سپاہ اہل بیتؑ' کہیں سپاہ علی اصغرؑ۔

جب ان کی فوج کی بھرتی ختم ہوتی ہے تو پھر ان کے غلام بھرتی شروع کر دیتے ہیں' کہیں مختار فورس' کہیں اور فورس شروع ہو جاتی ہے' اپنی فوج' اپنی بھرتی' اپنی سرزمین۔

چوتھی چیز ہے اس ملک کا قانون' ہر ملک کا اپنا آئین' اپنا قانون ہوتا ہے حسینیتؑ کا بھی اپنا ایک قانون ہے' آج سے چودہ سو سال پہلے لکھا گیا' حسینیتؑ کے

ملک کا قانون اور ابد تک لکھا جائے گا' ہم پاکستان میں رہتے ہیں' اگر پاکستان کا قانون یاد کیا جائے تو کافی وقت لگتا ہے' ہر ملک کا اپنا اپنا قانون ہے۔(اگر میری بات سمجھ آ گئی تو بڑا لطف آئے گا)

اللہ رہے عظمت حسینؑ' حسینیتؑ کے ملک کا بھی اپنا ایک قانون ہے' حسینیتؑ کا صرف ایک قانون ہے' کوئی دو دفعات میں کوئی دو تعزیرات میں' صرف اور صرف ایک قانون ہے' ازل سے ابد تک اٹل ہو گیا ہے یہ قانون۔

دنیا کا کوئی غیرت مند اور باضمیر انسان حسینیتؑ کے دائرے سے باہر نہیں جا سکتا اور کوئی بے غیرت اور بے ضمیر انسان حسینیتؑ کے دائرے میں آ نہیں سکتا۔(نعرۂ حیدری)

صرف اور صرف یہی ایک قانون ہے' دس لاکھ یا دو لاکھ کی فوج ہو بے غیرت اور بے ضمیر انسانوں کی' اس میں اگر ایک باضمیر اور غیرت مند ہو تو حسینؑ اس کے لئے ایک رات بڑھا دیتا ہے کہ وہ آ جائے' حُر کے لئے حسینؑ نے اپنی شب شہادت کو ملتوی کر دیا۔

میرا ذہن نہیں مانتا کہ حسینؑ نے ایک رات مہلت مانگی ہو کہ مجھے ایک رات کی مہلت دو' یہ حسینؑ کے اصول کے خلاف ہے کہ حسینؑ یزید سے ایک رات کی مہلت مانگے' بلکہ حسینؑ نے کہا کہ میں حسینؑ تمہیں ایک رات کی مہلت دیتا ہوں' سوچ لو کل تک میری فوج میں سے اگر کوئی ایک تمہارے ساتھ مل گیا تو اپنے حق سے دستبردار ہو جاؤں گا اور اگر کل تک تمہاری فوج میں سے کوئی VIP کوئی انتہائی چیف آف دی آرمی سٹاف انسان تمہیں چھوڑ کے تمہیں ٹھکرا کے میری فوج میں آ گیا تو یزیدیت اپنی شکست مان لے گی یا نہیں؟

ایک رات کی مہلت دیتا ہوں' سنا ۹ لاکھ نے' سمجھا ایک نے۔ جب اس نے سمجھا اس نے حسینؑ کو دیکھا' حسینؑ نے اسے دیکھا' اس نے سوچا' میں نے غلطیاں کیں' میں نے گستاخیاں کیں' حسینؑ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کہا' میں سخی نہیں میں کریم ہوں۔ ہزاروں کے مجمع میں یہ فرق بتا دوں' سخی کون ہوتا ہے اور کریم کون ہوتا ہے' سخی وہ ہوتا ہے جس سے مانگا جائے اور وہ دے' کریم وہ ہوتا ہے جو سوالی کا چہرہ پڑھ کے دے دے۔

حسین سخی نہیں' کریم ہے۔ حسینؑ نے کہا' مانگ کیا چاہتا ہے؟ میں نے تیرا چہرہ پڑھ لیا ہے' حُر دریا پہ گیا' لہریں حُر کی دسترس سے دور نکل گئیں۔ (اچھا لفظ ہو مجھے خود مزا آتا ہے) اچھا لفظ ہے کہ دریا کی لہریں حُر کی دسترس سے دور نکل گئیں' حُر نے کہا دریا بھی وہی' لہریں بھی وہی' آیا بھی وضو کرنے ہوں۔ پانی سے آواز آئی' میری اولاد پہ پانی بند کر کے میرے جہیز کو ہاتھ لگاتا ہے' شرم نہیں آتی' پیچھے ہٹا' حُر واپس آیا۔

حسینؑ کے دروازے پر ایک رات کی مہلت تھی' سوچ رہا تھا' حسینؑ مجھے گستاخی سزا دے گا۔ عباسؑ نے تلوار نکالی' حسینؑ نے کہا عباسؑ نہ' اس کے لئے تو میں نے رات ملتوی کی' میں کائنات کا بڑا حکیم ہوں' میرا اسلام امانت تھا' بیمار ہو گیا تھا' ملوکیت نے بیمار کر دیا تھا' میں نے دیکھا' سوچا' اسلام کی تشخیص کی۔ ساتویں سے میں نے کھانا پینا چھوڑ دیا' اب پتہ چلا ہے کہ اسلام کو خون کی ضرورت ہے' دسویں کی رات جس جس گروپ کا خون اسلام کے خون سے ملتا تھا اسے کہہ دیا بیٹھ جاؤ' جس کے خون کا گروپ اسلام سے نہیں ملتا تھا اسے کہہ دیا چلے جاؤ' میں چراغ بجھا دیتا ہوں' اگر کسی بچے کے خون کا گروپ بھی اسلام سے ملتا تھا وہ لے دیا اور اسلام کو دیا' ورنہ

ٹھکرا دیا۔

حسینیتؑ ایک سلطنت ہے، ہم جس میں آباد ہیں، ہم جس میں زندہ ہیں، ہمیں سکون کیا ہے کہ ہر ملک کی سرحد ملتی ہے، کسی اور ملک سے، حسینیتؑ ایسی سلطنت ہے جس کی سرحد اگر ملتی ہے تو صرف جنت سے، حسینیتؑ کی سرحد عبور کرو جنت شروع، قبلہ ایک بڑی بات یہ ہے کہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کے لئے ویزے کی ضرورت ہے۔ حسینیتؑ کی سلطنت سے جنت کی سلطنت میں جانے کے لئے کسی ویزے کی ضرورت نہیں، صرف اپنے سینے پر ماتم کا نشان دکھاؤ اور جنت میں چلے جاؤ، پھر دوسرے ملک میں چلے جاؤ، جب تک واپس نہ آؤ، اپنوں کو خط لکھتے رہو، میں زندہ ہوں، میں خیریت سے ہوں، تمہاری خیریت نیک مطلوب ہے۔

جو حسینیتؑ میں چلا جائے موت قریب نہیں آتی، چاہے وہ جنت میں رہے یا حسینیتؑ میں، اسے رزق ملتا ہے:

من مات علی حب آلِ محمدؐ مات شہیدا

''جسے حب آلِ محمدؐ میں موت آئے وہ شہید ہے۔''

حسینؑ بہت بڑی عظیم ہستی کا نام ہے اور اِسی کے ماتم پر فتوے لگانا حسینیتؑ کے آئین کی خلاف ورزی اور اس خلاف ورزی کی سزا ہے، جہنم...... ساری عمر جہنم...... (رباعی)۔

دیتا ہے سدا ماتم شبیرؑ پر فتوے
پھر اس پہ شفاعت کا طلبگار بھی تو ہے
کیوں اتنا حسد ہے تجھے شبیرؑ کے غم سے
شاید تیری شہ رگ میں امیہ کا لہو ہے

ایک وعدہ ہم حسینؑ سے بھی کر لیتے ہیں۔ (آرام آرام سے سن لیں' شاید یہ مصرعہ بعض لوگوں کے سروں سے گزر جائے)۔

مولا حسینؑ تیری مودۃ سے عہد ہے
اس عہد پہ حضور ہمیں پھر غرور ہے
ہم تیرے دشمنوں کو نہ بخشیں گے حشر تک
اور حشر میں بھی ان سے الجھنا ضرور ہے

(اب نعرہ سناؤ' اگر علیؑ پیارا لگتا ہے)

آؤ آج ہم سب مل کے یہ حلف اٹھائیں "یزیدیت (لعنت) حد سے بڑھ چلی ہے' صفیں سنبھالو' قدم بڑھاؤ" (مرنا ایک دن ہے' جو رات قبر میں آنی ہے وہ رات قبر سے باہر آ نہیں سکتی' اگر کوئی ٹیلی ویژن کے سامنے بیٹھ کے کرکٹ دیکھتا ہے کہ موت نہ آ جائے' موت ٹیلی ویژن سے نکل کر بھی آ سکتی ہے) موت سے نہیں ڈرنا چاہئے۔ کہیں جعفر علی میر صاحب کھڑے ہوں تو ان کے "ندائے شیعہ" کے لئے دے رہا ہوں یہ بات۔

یزیدیت حد سے بڑھ چلی ہے
صفیں سنبھالو قدم بڑھاؤ

جناب عباسؑ کا علم تھام کے عزیزو حلف اٹھاؤ۔

حلف اٹھاؤ کہ اب امیہ کی نسل سے انتقام لیں گے
جو مر گئے تو بھی کیا برا ہے' علیؑ سے کوثر کا جام لیں گے

☆

حلف اٹھاؤ: کہ آسماں سے بھی اب یہ پرچم بلند ہو گا
برستے بارود میں بھی اپنے سخی کا ماتم نہ بند ہو گا

☆

حلف اٹھاؤ کہ سانس لیں گے یزیدیت کا نشاں مٹا کر
ہر ایک مشکل کو ٹال دیں گے ہر ایک زمانے میں مسکرا کر

☆

حلف اٹھاؤ کہ ہر سقیفے کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیں گے
جناب عباسؑ کے علم کو عدو کے سینے میں گاڑ دیں گے

میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ جعفر علی میر سن لیں جو صدر انتظامیہ ہیں' آج کل عزاداری کی پشت پناہی میں سب سے آگے آگے ہیں' ان کی نذر کر رہا ہوں' ان کے لئے کہہ رہا ہوں' ''ندائے شیعہ'' کے لئے کہہ رہا ہوں' وہ اچھی طرح غور سے سن لیں۔

حلف اٹھاؤ کہ اب یہ نکتہ کریں گے سینے میں نقش ایسا
حسینیتؑ کے مخالفوں سے ہو خوف کیوں اتحاد کیسا

حلف اٹھا چکے ہو' اب عباسؑ کے علم کے سامنے وعدہ کرو۔

جو زندگی ہے تو ہر ستم کی ہر ایک زنجیر توڑ دیں گے
حسینؑ تیری قسم ہے تیرے عدو کی گردن مروڑ دیں گے

☆

حسینیتؑ زندہ باد...... یزیدیت مردہ باد!

اب وہ دور گزر گیا جب حسینؑ دیکھتا تھا اور کہتا تھا' **هل من ناصر ينصرنا** اور کوئی نہیں ہوتا تھا' اب نہیں' اب ہو نا تم' بہت غریب تھا حسینؑ' خود غریب تھا مگر

تمہیں تو غریب نہیں رہنے دیا' خود اجڑ گیا تمہیں آباد کر گیا' خود اپنے بیٹوں کی لاش پر بھی نہیں رویا تمہیں کہہ گیا تم فکر نہ کرو اگر تمہارا جوان بیٹا مر گیا تو میں علی اکبرؑ کے پہلو میں جگہ دوں گا۔

وہ میرا بھائی حسنؑ تھا جسے نانا کی قبر کے ساتھ مسلمانوں نے جگہ نہیں دی' آج ۵ محرم کا دن گزر گیا' ۶ محرم کی رات آ گئی' چار راتیں رہ گئی ہیں باقی' کل ۷ محرم کی رات ہے' کل عباسؑ کا علم برآمد ہوگا' پرسوں ۸ کی رات ہے' ایک بہن اور ایک بھائی کا اکٹھا جنازہ برآمد ہوگا' پھر ۹ محرم کی رات ہے' شہزادہ علی اکبرؑ کی اذان اور اس سے اگلی رات حسینؑ کی غربت' پھر سارا سال ہے' تم ہو' شام غریباں کے بعد جیسے چاہو زندہ رہو' ان چار راتوں میں حسینؑ کو پرسہ دو۔

روتی آنکھوں سے دعا کرو کہ میرے بھائی' میرے بہنوئی سید دلاور حسین شاہ کے بہنوئی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے چونکہ میں حسینؑ کے غم میں مصروف ہوں' مجھے اطلاع ملی تھی' مولا شہزادہ علی اکبرؑ کے صدقے میں اسے شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ آج میں نے شاہدرہ میں مجلس پڑھی تھی' مجھے اطلاع ملی تھی' میں ایئرپورٹ پر بھی گیا' بھائی سے معافی چاہتا ہوں وجہ ایسی تھی۔

آج ۶ محرم کی رات ہے' مجھے حکم ملا ہے کہ میں ۱۳ سال کے شہزادے کی شہادت سناؤں' کہیں تھک نہ جانا یہی موسم تھا' جب حسینؑ کربلا میں تھا' تین دن کی پیاس' چھوٹے چھوٹے معصوم' اللہ جانے کیسے دلاسہ دیتا تھا' کسی کو سینے سے لگاتا تھا' کسی سے کہتا تھا کہ میرے منہ میں اپنی زبان رکھ' وہ حسینؑ کے منہ میں اپنی زبان رکھتا' جب وہ منہ میں زبان رکھتا اور کہتا تھا کہ آقا آپؑ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے' کسی سے کہتا کہ میری انگوٹھی منہ میں رکھو گے' تیری پیاس ختم ہو جائے

گی۔ کسی سے کہتا کہ سکینہؑ مت گھبرا' پانی آ گیا تو اصغرؑ کو سب سے پہلے دوں گا۔ (ہاں شروع کروں شہادت سید زادو! جتنے سید زادے بیٹھے ہیں' مولاؑ سلامت رکھے مولاؑ زندگی دراز کرے' عزاداری کر رہے ہو' کاظمی صاحبان' اختر جمیل اور ان کے بھائی' مولاؑ ان کی زندگی دراز کرے' ان سے اجازت لے کے)

۲۸ صفر' ۵۰ ہجری' ہفتے کا دن' شام کا وقت' بنی ہاشم کے محلے کی گلیاں' ایک روزہ دار' آخری شام' کائنات کا شریف ترین امام' شکل رسولؐ کی' بیٹا بتولؑ کا' کسی کو کچھ نہ کہنے والا' دشمن کو حکومت دے دی' کہا تو خوش ہو ہم جی لیں گے' ہمیں کچھ نہ کہہ لیکن جعدہ ملعونہ (ج- ع- د- ہ اسے جعدہ بھی پڑھتے ہیں اور جعدہ بھی پڑھتے ہیں) بدقسمتی سے یہ زوجہ تھی امام حسنؑ کی' سرکار اس کے گھر آئے' عادل امام کہتا ہے' میں روزے سے ہوں' مجھے افطار کرنا ہے۔

(تیری آنکھیں تیار ہوگئیں' تیرے دل میں قبر ہے امام حسنؑ کی' معافی چاہتا ہوں' گرمی بہت زیادہ ہے' لیکن اگر رو پڑیں گے تو باپ بیٹا خوش ہو جائیں گے' حسنؑ بھی قاسمؑ بھی' گھروں کا خیال چھوڑ دو' مصائب بے خود ہونے کا نام ہے' جنون کا نام ہے' مودۃ کا نام ہے' جس کے دل پہ چوٹ لگتی ہے وہی روتا ہے' جبر کوئی نہیں۔ میں کہوں ضرور روؤ' تیرے دل پہ ٹھیس پہنچے' تیرا دل پگھلے' خود بخود آنسو آئیں گے' ورنہ صرف اتنا سوچ لو کل صبح یا آج رات گھر جاؤ...... سات اور نو سال کے بچے سوئے ہوئے ہوں صرف اتنا یاد کرلو کہ عونؑ و محمدؑ بھی اتنے پیارے ہوں گے' بی بی زینبؑ کو' حالانکہ بہت زیادہ پیارے تھے' میں آغاز کرتا ہوں' ہاتھ جوڑ کے سیدوں سے مومنوں سے اجازت لے کے' میرے ساتھ ساتھ چلتے آؤ تاکہ میں ان شہزادوں کی شہادت سنا سکوں' خدا کرے میری آنکھیں بھی سرخرو ہو جائیں' تیری آنکھیں بھی سرخرو ہو

جائیں)۔

بڑے عجیب انداز سے بی بی زینبؑ گھر سے باہر آئی ہے' جب حسینؑ نے تیاری کی' بی بی زینبؑ نے کہا میں بھی ساتھ جاؤں گی' حسینؑ نے کہا اپنے شرعی وارث حضرت عبداللہؓ سے اجازت لے۔ بی بی کہتی ہے ٹھیک ہے حسینؑ' اپنے گھر آئی' سامنے جناب عبداللہؓ بستر بیماری پر' دونوں بیٹیاں پاس بیٹھیں ہیں' دونوں بیٹے بھی بیٹھے ہیں' بی بی دہلیز عبور کر کے مٹی پر بیٹھ گئی۔

بی بی زینبؑ بیٹھ گئی مٹی پر' عونؑ و محمدؑ نے دیکھا' مٹی پر.....عونؑ و محمدؑ اترے اور کہا بابا دیکھ تو سہی' ہماری ماں مٹی پر بیٹھی ہے۔ جناب عبداللہؓ اٹھے' بستر سے زمین پر آ کے کہتے ہیں زہراؑ کی بیٹی' میری زندگی میں خیریت تو ہے؟ دونوں ہاتھ بی بی زینبؑ نے اپنے سر پر رکھے' یہ عرب کا دستور ہے' سوالی ہونے کا' جب دونوں ہاتھ سر پہ رکھے تو حضرت عبداللہؓ نے کہا کیا چاہتی ہو؟ بی بی کہتی ہے چاہتی تو کچھ نہیں' زندگی میں پہلی بار سوال کر رہی ہوں' میرا بھائی حسینؑ سفر پر جا رہا ہے' مجھے میری ماں کی وصیت تھی کہ حسینؑ کو اکیلا نہ چھوڑنا' میں اجازت لینے آئی ہوں' مجھے روکنا نہیں' ماں کی وصیت ہے مجھے ضرور جانا ہے۔

(مل کے دعائیں مانگیں) جعدہ نے پانی میں یا دودھ میں زہر ملایا' زہر بھی ایسا کہ.....نو دفعہ پہلے امامؑ کو زہر مل چکا تھا' آج جو زہر دیا وہ خصوصی طور پر شام سے آیا تھا۔ ہائے او شام' تو نے سادات کو بڑے دکھ دیئے ہیں' تو نے تو قبروں سے قبریں نہیں ملنے دیں سادات کی۔ قبلہ! زہر آیا شام سے' دینے والے نے کہا جعدہ اس زہر کا ایک تنکا اگر سمندر میں ڈالا جائے تو کئی سال تک مچھلیوں کی نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں' اس نے وہ زہر ملایا دودھ میں' تیرے امامؑ کے سامنے زہر آیا۔ جام کو دیکھا' جعدہ کو دیکھا'

ٹھنڈی سانس لی:

انالله و انا اليه راجعونo

جعدہ کو دیکھ کر کہا' میرے امامؑ فرماتے ہیں' میرے معصوم بچے ہیں' کیا میں تیرا عادل شوہر نہیں؟ کیا میں تیرا شریف امامؑ نہیں؟ نو دفعہ پہلے بھی تو زہر دے چکی ہے۔ اس نے کہا' مولاؑ کچھ دودھ ہے' پئیں۔

سرکار نے ایک گھونٹ دودھ پیا' جام واپس کیا' یہ کہتی ہے مولاؑ بدن میں نقاہت ہے' روزہ تھا تھوڑا سا اور لیں۔ رو کے امامؑ کہتا ہے' تیرا کام اسی سے ہو جائے گا' زہر نے اپنا کام شروع کیا' اترتے ہی جیسے جگر میں آگ لگ گئی۔ کہتی ہے مولاؑ آپ کی طبیعت خراب ہے' جا کے فروہؑ کے گھر سو جائیں' سید کہتا ہے جعدہ میں تیرے گھر سونے نہیں آیا' وہاں سے نکلا۔

مالی سبطین کے الفاظ ہیں جعدہ کے گھر سے نکل کے جگر کے ٹکڑے باہر آنا شروع ہوئے' نانا کی قبر تک جاتے جاتے گلی میں مکانوں کا سہارا لے کے حسنؑ چودہ دفعہ بیٹھا' چودہ مرتبہ اٹھا' نانا کی قبر پہ آیا...... عبا کے بٹن کھول کے نانا کی قبر پر سینہ رکھ اور کہا نانا مجھے زہر مل گیا۔ میرا ایمان ہے رسولؐ قبر سے باہر آئے کہا' حسنؑ بیٹے کیا ہوا؟ نانا زہر مل گیا ہے' نانا جگر کے ٹکڑے باہر آ رہے ہیں۔ حسنؑ میرے پاس کیوں آیا ہے؟ آواز آئی نانا اگر میں کل تیرے پاس آؤں مجھے قبر کی جگہ دے دے گا؟ رسولؐ کا جواب سنو گے' پیشانی چوم کے کہتا ہے حسنؑ کوئی آنے دے میں تو انکار نہیں کرتا۔ (بھائی محمد علی سر اٹھا کے میری بات سن' شجاع آباد سے آیا ہے' میں شکرگزار ہوں' مولاؑ تجھے سلامت رکھے)

جب رسولؐ نے کہا نا' میں تو انکار نہیں کرتا۔ حسنؑ نے کہا' نانا آپ کا بہت

بہت شکریہ' نانا کی قبر سے اٹھ کر سیدھا جنت البقیع میں ماں کی قبر پہ آیا۔ ماں کی آواز آئی' حسنؑ بیٹا کیا ہوا؟ اماں زہر مل گیا' کہاں گئے تھے؟ اماں نانا کی قبر پہ گیا تھا۔ بتولؑ کی آواز آئی' کیوں گیا تھا؟ اماں میں نانا کی قبر پہ گیا تھا' اماں میں نے نانا سے کہا ہے قبر کی جگہ دے دے۔ بتولؑ کمر تک باہر آ کے کہتی ہے' منہ پر ماتم کر کے کہا' نہ خود اجڑ نہ مجھے قبر میں اجاڑ' شروع سے میرے پاس آ جانا' میں ماں ہوں' میں برباد ہو کر بھی' میری قبر کا نشان رہے نہ رہے تجھے جگہ دے دوں گی' مجھے قبر ملے نہ ملے تجھے قبر مل جائے گی۔ حسنؑ نے کہا اماں مجھے اجازت دے' جا میرے بیٹے۔ آواز آئی اماں کہاں جاؤں؟ بی بی نے کہا ام فروہؑ کے گھر جانا' جناب حسنؑ ام فروہؑ کے گھر آئے۔ جناب ام فروہؑ کے گھر' (ذہن میں منظر دیتے جاؤ' آنسو جائیں اور پردے میں آئی ہوئی بی بی جانے اور کوئی آیا ہو یا نہ آیا ہو' بی بی رقیہؑ ضرور آئی ہوئی ہو گی' لاہور میں ہے' گامے شاہ میں روزانہ آ کے مجلس سنتی ہو گی' کوئی ملتا ہو یا نہ ملتا ہو' ۸ سے ۱۰ محرم کی رات تک...... یا یہ عباسؑ کے سامنے جاتی ہو گی' یا عباسؑ اسے ملنے آتا ہو گا' ضرور جاتی ہو گی اور کہتی ہو گی' آج حسنؑ کی شہادت کا پرسہ دینے والے آئے تھے' اتنی مستورات تھیں) ام فروہؑ کے دروازے پر آیا' دروازہ بند تھا' اتنی سکت نہیں تھی امامؑ میں کہ دستک دیتا' میرا غریب حسنؑ' دروازے کی ٹیک لگا کے اپنے گھر کی دہلیز پر بیٹھ گیا' خشک حلق سے آہستہ سے چیخ نکلی' قاسمؑ کی ماں دروازہ کھول۔ بی بی نے دروازہ کھولا' بی بی نے چہرے کا رنگ دیکھا' آواز آئی میں اجڑ گیا' کیا ہوا؟ آواز آئی جلدی سے میرا بستر بنا' مجھے زہر مل گیا' میں نانا کے مزار سے ہو آیا' اماں سے بھی مل آیا ہوں' میرے لئے بستر بنا۔ بی بی نے بستر بنایا' میرا غریب امامؑ بستر پہ آیا' امامؑ نے آنکھ کھولی' آواز آئی میرا قاسم کہاں ہے؟ یہ ہے ۵۰ ہجری کا واقعہ' اس وقت قاسمؑ کی

عمر ساڑھے تین سال تھی۔ (جس کی ساڑھے تین سال کی اولاد ہے مولا قاسمؑ کے صدقے ان کی عمر دراز کرے) ساڑھے تین سال کا شہزادہ قاسمؑ' بی بی کہتی ہے آج شام ہی سے سو گیا ہے۔ حسنؑ کہتے ہیں' آج کوئی سونے کی رات ہے؟ میری عبا کے بٹن کھول کے قاسمؑ کو میرے سینے پہ سلا دے' سوئے ہوئے ساڑھے تین سال کے قاسمؑ کو جب ماں نے باپ کے سینے پہ سلایا' اتنا گرم سینہ تھا حسنؑ کا' قاسمؑ کی آنکھ کھل گئی۔ کہتا ہے' اماں مجھے یہاں سے اٹھا لے' یہاں گرمی بہت ہے' جناب ام فروہؑ کہتی ہیں' قاسمؑ قاسمؑ! ہے باپ کا سینہ' ہے آج کی رات' سرکار حسنؑ کبھی قاسمؑ کے رخسار چومتے ہیں' کبھی قاسمؑ کے بازو چومتے ہیں' کبھی قاسمؑ کے ہاتھ چومتے ہیں۔ فروہؑ رونے لگی' امامؑ کہتا ہے فروہؑ تو نہ رو' یہ جوان ہو گا' اس کی شادی ہو گی' تیرے غم دور ہو جائیں گے۔ جناب فروہؑ کہتی ہے' مولاؑ اجازت ہو تو تیری بہن زینبؑ کو اطلاع دوں۔ حسنؑ کہتا ہے نہیں تو نہ جا' میرے قاسمؑ کو بھیج۔ بی بی کہتی ہے ساڑھے تین سال کا قاسمؑ یہ کیسے اطلاع دے گا؟ حسنؑ کہتا ہے اسے بولنے کی ضرورت نہیں پڑے گی' میں اس کی شکل ہی ایسی بنا کے بھیجوں گا' زینبؑ تڑپ کے آ جائے گی۔ آواز آئی کیسی شکل بنائیں گے؟ حسنؑ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کہتا ہے قاسمؑ کو میرے سامنے کھڑا کر۔ بی بی نے قاسمؑ کو کھڑا کیا' حسنؑ نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے قاسمؑ کا گریباں چاک کیا' کہا تھوڑی سی مٹی دے' مٹی لے کے قاسمؑ کی زلفوں میں ملائی' چھوٹی چھوٹی آستینیں الٹ کے کہا قاسمؑ ننگے پاؤں بی بی زینبؑ کے حجرے میں چلا جا' اگر سو رہی ہو تو جگانا نہیں' قاسمؑ اس کی دہلیز پر بیٹھ جانا' تہجد کی نماز کے وقت اٹھے گی' تیرہ چہرہ دیکھے گی پہچان جائے گی' تو یتیم لگ رہا ہے۔ (حوصلے سے' حوصلہ' نہیں قطعاً کوئی جلدی نہیں' تفصیل سے عرض کرنے لگا ہوں)

قاسمؑ گھر سے نکلا' ساڑھے تین سال کا قاسمؑ گریبان چاک' سر میں خاک' زلفیں پریشان' پاؤں میں نعلین نہیں' آستینیں الٹی ہوئیں' چپ کر کے بابا کے چہرے کو دیکھ دیکھ کے کہتا ہے' بابا کبھی آستین دیکھتا ہے' کبھی زلفیں دیکھتا ہے' کہا جانا ہے' پھوپھی زینبؑ کے حجرے میں' سو رہی ہو تو اسے جگانا نہیں' بابا جگانا نہیں' تہجد کی نماز تک بیٹھا رہوں۔ کہا ہاں' بابا اس وقت تک آپ جاگتے رہیں گے نا' آپ سو تو نہیں جائیں گے؟ میں پھوپھی زینبؑ کو لے آؤں گا' ایسا نہ ہو کہ میں پھوپھی کو لے آؤں' آپ سو جائیں۔ آواز آئی' نا بیٹا' میں انتظار کروں گا۔

شہزادہ آیا' بی بی زینبؑ کے حجرے کے قریب۔ (میری اولاد قربان ہو جائے شہزادہ قاسمؑ پر' ان محرم کی مجالس میں یا کسی مجلس میں میری ماؤں' بہنو! کوئی غلط آنکھ سے تمہاری طرف دیکھے شمر کے ساتھ اس کا حشر ہو)

ساڑھے تین سال کا قاسمؑ بی بی زینبؑ کے دروازے پر آیا' قاسمؑ دہلیز پر بیٹھ گیا' دروازے کی ٹیک لگا کے' ساڑھے تین سال کا قاسمؑ نیند آ گئی' ساری رات سویا رہا' تہجد کی نماز کے وقت بی بی زینبؑ نے دروازہ کھولا' قاسمؑ کا سر بی بی زینبؑ کے قدموں میں آیا' آواز آئی اماں فضہؓ جلدی سے چراغ لا۔ بی بی فضہؓ چراغ لائیں' زلفوں میں خاک' گریبان چاک' آستینیں الٹی ہوئیں' قاسمؑ پر نگاہ پڑی' منہ پر ماتم کر کے کہتی ہے' اماں میں اجڑ گئی' قاسمؑ کیا ہوا؟ پھوپھی میرے بابا کو زہر مل گئی' جگر کے ٹکڑے باہر آ رہے ہیں۔

بی بی نے قاسمؑ کو اٹھایا' منہ چوم کے کہتی ہے' کچھ تو بتا؟ قاسمؑ رو کے کہتا ہے' بابا نے کہا تھا تیری شکل دیکھ کے پہچان جائے گی' بابا نے اور کچھ نہیں بتایا...... بی بی عباسؑ کے حجرے کے پاس آئی' رو کے کہا عباسؑ میں اجڑ گئی' جلدی آ' مدینہ برباد ہو

لے چلنا ہے؟ حسینؑ سر جھکا کے کہتا ہے گھر واپس جانا ہے۔

کائنات کا پہلا جنازہ ہے جو قبرستان سے گھر کی طرف واپس آیا' جنازہ واپس چلا' جنازہ گلی میں آیا' کسی نے سفید رومال سے اشارہ کیا' ۷۰ تیر جنازے میں آئے' ۷۰ تیر حسنؑ کے جنازے میں پیوست ہوئے۔ (روتے بھی آؤ' سنتے بھی آؤ)

عباسؑ نے جنازہ چھوڑا' دوڑ کے آیا' دروازے پر' بہنیں کھڑی تھیں' آواز آئی ہٹ جاؤ' میری تلوار دو' حسنؑ کے جنازے میں تیر لگ گئے ہیں۔

عباسؑ کہتا ہے' زہراؑ کی بیٹی مجھے آنے دے' میری تلوار دو۔ حسینؑ دوڑ کے آئے' آواز آئی عباسؑ جنگ نہیں کرنی۔ عباسؑ کہتا ہے اور کیا کرنا ہے؟ ہمارا جنازہ ہمارے گھر واپس آئے' عباسؑ زندہ رہے۔ آواز آئی عباسؑ تو نے یہاں نہیں لڑنا' سامنے کھڑی تھی ام البنینؑ عباسؑ ماں کے قدموں پر گرا' آواز دی اماں تو سید زادی نہیں' ذرا چادر دے' بی بی نے چادر دی' عباسؑ نے چادر حسینؑ کے سامنے کر کے کہا' حسینؑ تجھے اس چادر کا واسطہ ایک دفعہ جانے دے' مجھے اجازت دے۔ (روتے آؤ سنتے آؤ' انہیں چھوڑ دے اگر کوئی بے ہوش ہو گیا ہے آج رعایت نہیں) آواز آئی تجھے تیری ماں کی چادر کا واسطہ' ایک دفعہ جانے دے' میں پوچھ لوں کہ ہمارے جنازے کیسے واپس آتے ہیں۔ (تمہارا یہ حال ہے' مومن بے ہوش ہو رہے ہیں' یقیناً آج کوئی مومن مر جائے گا' جب یہ حال ہے تو دوسری شہادت کیسے سن سکو گے؟)

رونے والو! جنازہ گیا تھا تو کفن سفید تھا' جنازہ واپس آیا تو کفن کا رنگ سرخ تھا۔ (حوصلہ' میرے نوجوانو! حوصلہ' حوصلہ' اگر حسنؑ کا جنازہ سننا چاہتے ہو تو قاسمؑ کی شہادت کل پڑھوں' برداشت نہیں کر سکو گے)

حسینؑ نے حسنؑ کا جنازہ گھر میں رکھا' ساری بہنیں اردگرد بیٹھیں' کسی نے

ادھر سے تیر کھینچا' کسی نے ادھر سے تیر کھینچا' تیر چنتی رہیں۔

جب حسنؑ کو دفن کر کے آئے رات کو بی بی زینبؑ نے خواب میں دیکھا کہ ماں زہراؑ کہتی ہے زینبؑ کیا ایسے تیر چنتے ہیں زینبؑ ! دو تیر تو حسنؑ کی قبر میں' میں نے نکالے ہیں۔ (شہزادہ قاسمؑ کی شہادت کل پڑھوں گا)

حسنؑ کا جنازہ آیا' جنازے میں تیر لگے ہوئے تھے' جیسے ہی قاسمؑ کا جنازہ آیا' کوئی ٹکڑا کہیں تھا' کوئی ٹکڑا کہیں تھا۔

ہر ٹکڑے سے آواز آ رہی تھی' چچا میرا سلام قبول کر' چچا میرا سلام قبول کر' حسینؑ نے مقتل میں چادر بچھا کر کوئی ٹکڑا کہیں سے چنا' کوئی کہیں سے چنا' گٹھڑی بنا کے حسینؑ خیمے کے در پہ آیا' بی بی ام فروہؑ نے پوچھا' قاسمؑ کی ماں نے پوچھا' میرا قاسمؑ کہاں ہے؟ حسینؑ نے گٹھڑی دے کے کہا' جو مل گیا ہے یہی قاسمؑ ہے' قاسمؑ کی لاش گھوڑوں کے سموں سے پامال ہوگئی' یہی ٹکڑے سنبھال لو' یہی میرا قاسمؑ ہے۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

☆☆☆

قدموں پہ آ کے خالق سے دعا کرے کہ مجھے اس کا رزق بنا' اسے ''عباس'' کہتے ہیں۔(نعرۂ حیدری)

جو شیر اپنے شکار کی تلاش میں خود نہ نکلے بلکہ بے نیازی سے اپنے مسکن کے دہانے پر بیٹھا رہے اور ڈاروں کی ڈاریں خود چل کے اس کے پاس آئیں اور دعا مانگیں کہ خالق ہمیں اس کا رزق بنا' اسے ''عباس'' کہتے ہیں۔

وفا کا کردگار عباسؑ' سلطنت وفا کا مطلق العنان سلطان عباسؑ' علیؑ کی شجاعت کا وارث عباسؑ' کربلا والوں کی مشکل میں مشکل کشاء عباسؑ' کائنات کے ہر مجبور انسان کے لئے باب الحوائج عباسؑ' پہلے دن سے آخری دن تک جس نے اپنی وفا کو مستند بنا دیا۔

عباسؑ وہ لفظ ہے جسے لکھو تو کہیں زیر نہیں آتی' جس کا نام زیر نہ ہو وہ دشمن سے کیسے زیر ہو؟

(جاگتے آؤ...... جاگتے آؤ)

چار حرف ہیں عباسؑ کے نام ہیں...... ع- ب- ا- س' پہلا صرف ع- دوسرا ب' تیسرا الف اور چوتھا حرف ''س''، یہ حروف کہاں سے لئے گئے

چن لی خیال نے جو ازل سے علیؑ کی عین
''ب'' بضعتہ الرسولؐ کی عصمت کا زیب و زین
''الحمد'' کے ''الف'' کا سراپا دلوں کا چین
والانس کی یہ سین یہ نطق دل حسینؑ
ہر حروف کائنات کا عکاس بن گیا
دیکھا جو غور کر کے تو عباسؑ بن گیا

(نعرۂ حیدری)

ایک چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں' پھر ذکر عباسؑ' ایک کتاب شائع ہوئی ہے' اس کا نام ہے ''ملاقات امام زمانؑ'' نوٹ کرلو' یہ کتاب مرتب کی ہے' آقائے حسن ابطحی نے' ایران سے تعلق ہے ان کا' بہت بڑے سکالر ہیں' بہت بڑے سکالر ہیں' بہت بڑے عالم ہیں' آقائے حسن ابطحی' انہوں نے یہ کتاب مرتب کی ہے' دو جلدوں میں فارسی میں لکھی ہے' اس کا ترجمہ ولی العصر ٹرسٹ نے شائع کیا ہے' اب آ گئی ہے ہر جگہ......

''ملاقات امان زمانؑ''

جن لوگوں نے جاگتے ہوئے یا خواب میں امام زمانہؑ کی زیارت کی ہے' معصوم سے مشورے کئے ہیں' معصوم سے ہدایات لی ہیں' وہ سارے واقعات اس کتاب میں درج ہیں' ان کے انٹرویوز درج ہیں' سارے واقعات درج ہیں' جس جس نے ملاقات کی' اس میں ایک عنوان ہے' جس کے لئے میں نے یہ بات شروع کی ''حضرت عباسؑ کی مجلس میں امام زمانہؑ کی حاضری''، اس میں اس نے لکھا ہے کہ ایک مجتہد حج پہ جا رہے تھے' اپنا قافلہ لے کے تو انہوں نے دو رکعت نماز زیارت معصوم پڑھی کہ امام زمانہؑ مجھے زیارت کرائیں اور حج کے بارے میں کچھ ہدایات دیں' ابھی وہ دعا مانگ رہے تھے کہ کمرہ روشن ہوگیا' امامؑ تشریف لائے۔

مولاؑ فرماتے ہیں کہ حج پر جا رہے ہو' تمہیں مبارک ہو۔ مجتہد نے عرض کی' سرکار کچھ ہدایات دیں۔ معصومؑ نے کہا' جو ہدایات درج ہیں شرع میں وہی پوری کرو اور اپنی طرف سے امام زمانہؑ نے ارشاد فرمایا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ جب یوم عرفہ یعنی عرفہ کے دن میدان عرفات میں جاؤ تو وہاں ایک مجلس کرنا اور منادی یہ کرنا کہ کوئی بیمار ہو' کوئی معذور ہو' کوئی اولاد چاہتا ہو' وہ سب اس مجلس میں آئیں' شرط یہ ہے کہ

مجلس کا موضوع ''حضرت عباسؑ'' ہو۔

کتاب کا حوالہ میں نے دیا' ''ملاقات امام زمانؑ'' عنوان کا حوالہ دیا' مجلس عباسؑ میں امام زمانہؑ کی حاضری' وہ کہتا ہے مولاؑ کوئی خاص بات ہے۔ سرکارؑ فرماتے ہیں کہ جو مجلس سرکار وفا حضرت عباسؑ کے نام سے منسوب ہو' جس مجلس میں مومنین و مومنات یہ طے کر کے آئیں کہ اس مجلس میں صرف قمر بنی ہاشم حضرت عباسؑ کا ذکر ہو گا' جو مجلس مخصوص ہو حضرت عباسؑ کے نام سے' محمدؐ سے عسکریؑ تک سب میرے ذمے یہ فرض عائد کرتے ہیں کہ میں اس مجلس میں خود جاؤں' سب کچھ چھوڑ کے اس مجلس میں جاؤں اور جو مومنین اور مومنات حضرت عباسؑ کے فضائل سن کے خوش ہوں اور عباسؑ کے مصائب پر بے تحاشہ روئیں' میں امام زمانہؑ کی حیثیت سے ان کے دل کی حاجات وہیں خود لکھ کے ان کی قبولیت پہ اپنے دستخط کر کے فرشتوں کے ذمے لگاؤں کہ ابھی یہ مجلس سے اٹھ کر باہر نہ جائیں کہ ان کی حاجتیں پوری ہو جائیں۔

یہ تھا پیغام جو میں آپ کو سنانا چاہتا تھا' کبھی کوئی حاجت ہو تو حضرت عباسؑ کے نام کی مجلس کر کے چونکہ امام زمانہؑ نے کہا ہے' شک ہم کر نہیں سکتے' معصومؑ کا قول ہے' خدانخواستہ خاکم بدھن' یہ فرمان من گھڑت ہو نہیں سکتا' امام زمانہ امام حاضرؑ کا قول ہے۔

اس نے آگے لکھا کہ میں نے مجلس کرائی ایک مستور مفلوج تھی' جس کو فالج ہوا تھا' ویل چیئر یعنی پہیوں والی کرسی پہ بیٹھ کے آئی' مجلس میں' میں ذکر عباسؑ کر رہا تھا' وہ بی بی زیادہ داد دے رہی تھی' بہت زیادہ تسبیح و تحلیل کر رہی تھی۔ جناب عباسؑ کے ذکر پہ خوش ہو رہی تھی' میں نے دیکھا کبھی کبھی وہ مستور کسی ایک خاص سامع کی طرف دیکھتی ہے۔ کہتا ہے میں نے بھی دیکھا اس سامع کی طرف' وہ میرا

معصوم امامؑ تشریف فرما تھا' معصومؑ نے فرمایا تھا کہ میرا بتانا نہیں' آخر امامؑ نے اس مستور سے کہا کہ کرسی چھوڑ کے چلنا پھرنا شروع کر' اس نے کہا مولاؑ میں تو چل پھر نہیں سکتی۔ امامؑ نے کہا میں تجھے حکم دیتا ہوں' وہ کرسی سے اتری اور چلنا شروع کیا' اس نے محسوس کیا کہ وہ پہلے سے زیادہ تندرست ہے۔

وہ آگے لکھتا ہے کہ میں نے بتا دیا کہ امامؑ موجود ہے' اگر کچھ مانگنا ہو تو مانگ لو' شرط یہ ہے کہ ذکر عباسؑ میں گم ہو کے فضائل اس طرح سے سنو' معصومؑ آپ کی پوری کرے اور مصائب بھی اس طرح سنیں تا کہ معصوم آپ کی حاجتیں پوری فرما دے۔ میں نے یہ قول اس لئے پڑھا کہ میرا فرض تھا' اس لئے کہ کسی کے دل میں کوئی خواہش ہو' میں نے امامؑ کا قول آپ کو سنا دیا' میں معصومؑ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ مولاؑ آپ کا قول ہے' آپ کا فرمان ہے' آپ صادق ہیں' اتنے مومنین و مومنات مجمع میں تشریف لائیں' صدارت فرمائیں' میں ذکر عباسؑ' شروع کرنے لگا ہوں' جو جو فضائل سن کے خوش ہوتا جائے' آپ دلوں کے راز بہتر جانتے ہیں' جس جس کی جو خواہش ہو' تمنا ہو' آپ قبول فرماتے ہیں' آپ مہربانی کریں' آپ کو عباسؑ کا واسطہ آپ تشریف لائیں اور مومنین و مومنات کی خواہشات اور نیک تمناؤں پر دستخط کر کے شرف قبولیت بخشیں' چونکہ میں نے امامؑ کو دعوت دی ہے' اب اجازت ہو تو شروع کر دوں ذکر عباسؑ' میرا ایمان ہے' میرا یقین ہے کہ اتنی دیر میں زمین کی کتابیں سمیٹ کے یہ خاندان زہراؑ پہنچ جاتا ہے۔

پہلی رباعی پیش خدمت ہے۔

شجاعت کا صدف مینارہ الماس کہتے ہیں
غریبوں کا سہارا بے کسوں کی آس کہتے ہیں

یزیدی سازشیں جس کے علم کی چھاؤں سے ترسیں
اسے ارض و سما والے سخی عباسؑ کہتے ہیں

(نعرۂ حیدری)

عباسؑ کی وفا سے جسے بھی عناد ہو
اس کو خطاب کوفی و شامی دیا کرو
جب بھی مقابلے میں صفیں ہوں یزید کی
عباسؑ کے علم کو سلامی دیا کرو

(نعرۂ حیدری)

سینے میں جو عباسؑ کے قدموں کی دھمک ہے
ہیبت رخ گیتی کی سر عرش تلک ہے
یہ کہہ کے گزرتا ہے گرجتا ہوا بادل
بجلی تیرے عباسؑ کے لہجے کی کڑک ہے
(چمن چمن کلی کلی، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، نگر نگر گلی گلی، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ)

(نعرۂ حیدری)

نبضیں لرز رہی ہیں ضمیر حیات کی
سانسیں اکھڑ رہی ہیں، دل کائنات کی
عباسؑ کے غضب کا اثر ہے کہ آج تک
ساحل سے دور دور ہیں موجیں فرات کی

(نعرۂ حیدری)

کیوں کہہ رہے ہو رین بسیرا ہے زندگی
صحرائے کربلا کا سویرا ہے زندگی
ڈرتی ہے ان سے موت بھی جن کی نگاہ میں
عباسؑ کے علم کا پھریرا ہے زندگی

(دم مست قلندر علیؑ علیؑ، کعبے کا گوہر علیؑ علیؑ، ذرا اگلے بولو علیؑ علیؑ، ذرا پیچھے بولو علیؑ علیؑ ...... نعرۂ حیدری)

وسعت جری میں گردش دوراں کی باگ ہے
عباسؑ کی وفا میرے دیں کا سہاگ ہے
عباسؑ کے کرم کی سند ہے وہ بہشت
عباسؑ کا غضب ہی جہنم کی آگ ہے

(نعرۂ حیدری)

نوبت بجی سجی وہ خیالوں کی انجمن!

(میرا ایمان ہے جو شک کرے وہ جانے اور امامؑ جانے، میرے امامؑ کی رِیت ہے، میں نے اولاد بھی لینی ہے، رزق بھی لینا ہے، شفاء بھی لینی ہے، اپنے قرضے بھی ادا کروانے ہیں، میں نے کیا کچھ لینا ہے اپنے امامؑ سے میرا امامؑ مجھ سے زیادہ بہتر جانتا ہے، یہ اپنا عقیدہ ہے، میں نے تو سب کچھ امام زمانہؑ سے مانگنا ہے، اور لینا ہے، آج اس کی صدارت ہے، یہ اپنی اپنی مودۃ ہے، جنون ہے، جس کو جتنی مودۃ ہو گی اتنا وہ لے گا)،

نوبت بجی سجی وہ خیالوں کی انجمن
پیدا ہوئی جبیں تخیل پہ اک شکن

بکھری شفق میں ڈھل کے نکھرتی ہوئی کرن
پہنا عروس وقت نے غیرت کا پیرہن
ابھرا ہے ماہتاب جو ام البنینؑ کا
ملتا ہے آسمان سے مقدر زمین کا

(نعرۂ حیدری)

اللہ رے بچپنے میں یہ عباسؑ کی پھبن
انگڑائیوں میں گم ہے قیامت کا بانکپن
آنکھیں ہیں شوخ شوخ تو چہرہ چمن چمن
رخسار پھول پھول تو زلفیں شکن شکن
عباسؑ کبریا کا عجب انتخاب تھا
طفلی میں بھی علیؑ کا مکمل شباب تھا
حیدرؑ کے بعد ملک شجاعت کا نامور
وہ بادشاہ صبر و تحمل کا ہمسفر
جس نے کیا امام شریعت کے دل میں گھر
جس کے نقوش پا کی بھکارن بنی سحر
جب بھی نبیؐ کے دیں پہ کوئی حرف آ گیا
عباسؑ فاطمہؑ کی دعا بن کے چھا گیا

(نعرۂ حیدری)

کردار کردگار کی شاہی ہیں لازوال
گفتار بولتے ہوئے قرآن کی مثال

رفتار میں وہ عزم کہ محشر میں پائمال
چہرے پہ وہ جلال کہ یاد آئے ذوالجلال
وہ حشر کی تپش کا بھلا کیوں گلا کرے
عباسؑ کا علم جسے چھاؤں عطا کرے

(علیؑ کا واسطہ دیکھنا میری طرف' نقوی صاحب' شاہ صاحب' میر صاحب ایک مصرعہ ہے' میں بھی اگر دس جنم لے کے واپس آؤں تو دوبارہ آ کر پھر بھی ایسا مصرعہ نہیں کہہ سکتا۔ عباسؑ نے دیا ہے یہ مصرعہ ہے تیری سمجھ میں آ گیا تو قیامت تک میرے حق میں دعا تجویز فرض ہو جائے گی)۔

جس کی جبیں کے تل سے زیادہ نہ تھی فرات
مٹھی میں تند و تیز شجاعت کی کائنات
قدموں کی ٹھوکروں سے لپٹتے تھے معجزات
عباسؑ کربلا میں وہ جوہر دکھا گیا
بوڑھے بہادروں کو علیؑ یاد آ گیا

(نعرۂ حیدری)

(معراج میں لے کے جا رہا ہوں آپ کو' میری اپنی مودۃ ہے' میرا اپنا عشق ہے' اپنا جنوں ہے' اپنی عقیدت ہے)

حملے وہ تیغ تو بازو یہ ڈھال ڈھال
آنکھ ہیں زخم زخم تو مجروح بال بال
اعضاء میں چور چور تو زخمی ہے خال خال
دریا لہو لہو ہے تو پانی ہے لال لال

پیاسہ پلٹ رہا ہے مگر سرفراز ہے
عباسؑ کبریا تو نہیں بے نیاز ہے

(سلامت رہو' مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ میں ۴۷ منٹ پڑھ گیا' یہ جذبہ تھا نا عباسؑ کا)۔

اتنا بڑا عباسؑ ہاتھ ملتا گیا' اجازت نہیں ملی' چونکہ امام زمانہؑ کی صدارت ہے' زیادہ دیر زحمت نہ ہوں' امام زمانہؑ کو...... دنیا جہان کی سلطنت میں...... مصائب کا آغاز کر رہا ہوں' ۳۴ سال کا عباسؑ ہاتھ ملتا گیا' اجازت نہیں ملی' اگر اجازت مل جاتی تو کربلا کا نقشہ اور ہوتا' جس کے دل میں قبر ہے' عباسؑ کی...... وہ یہ نہ دیکھے کہ ساتھ کون بیٹھا ہے۔

عباسؑ ملک وفا کا وہ سلطان ہے کہ ساری زندگی خود کو حسینؑ کا غلام کہلواتا رہا' بچپن میں حسینؑ کا غلام کہلوایا' ساری زندگی غلام بن کے رہا۔

(شاہ جی) یہ وہ عباسؑ ہے' دسویں کی رات جب بی بی فضہؓ نے کہا' بی بی زینبؑ سے کہ بی بی ہر مستور پریشان ہے۔ بی بی نے فضہؓ سے کہا' ساری مستورات کو اکٹھا کرو' جب بیبیاں اکٹھی ہوئیں تو بی بی زینبؑ نے کہا' گھبراؤ نہیں تمہارے پردے کی میں زینبؑ ضامن ہوں۔

تمہاری چادروں کی میں زینبؑ ضمانت دیتی ہوں' گھبراؤ نہیں' لیکن دوسرے دن ۱۰ محرم کو جب عباسؑ کا علم عباسؑ کے ہاتھ سے گرا' بی بی نے مڑ کے دیکھا' بیبیوں کی طرف دیکھ کے رو کے کہتی ہے' رات جو میں نے ضمانت دی تھی' اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں' میرا آسرا ٹوٹ گیا' میرا سہارا ٹوٹ گیا' میرا عباسؑ گر پڑا' میں نے وعدہ کیا تھا' وہ میرا بھائی گر پڑا۔

یہ وہ عباسؑ کہ ۲۸ رجب کو جب حسینؑ نے مدینہ چھوڑا' جب مدینہ سے باہر شجرۃ الوداع کے پاس پہنچا تو حسینؑ نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ ہے کمر جھکی ہوئی ہے' عصا کے سہارے چلتی ہوئی' بار بار اشارے کر کے کہتی ہے' قافلے والو! رک جاؤ' رک جاؤ۔ رک گیا قافلہ..... قریب گیا' اس مستور کے' حسینؑ گھوڑے سے اترا اپنی عبا اس کی چادر پہ ڈال کے کہا' اماں ام البنینؑ آپ اتنا سفر کر آئی ہیں' خیریت تو ہے؟ عباسؑ کی ماں ام البنینؑ کہتی ہے' زہراؑ کے بیٹے میں زہراؑ کی کنیز ہوں' معافی چاہتی ہوں' تجھے اتنی تکلیف دی' میرا عباسؑ کہاں ہے؟ حسینؑ کہتے ہیں وہ سامنے ہے۔ بی بی کہتی ہے عباسؑ کو بلا' عباس قریب آیا' ماں کی قدم بوسی کی' ماں کے قدم چومے۔ آواز آئی' عباسؑ اپنی بہن رقیہ کو بلا' بی بی رقیہؑ قریب آئی' حسینؑ اگر تکلیف نہ سمجھے تو تھوڑی دیر انتظار کر' میں عباسؑ اور رقیہ کو ساتھ لے جا رہی ہوں' تھوڑی دیر میں' میں ابھی واپس آئی' عباسؑ اور رقیہؑ کو ساتھ لے کے بی بی کہاں آئی؟ رسولؐ کے روضے پر۔ عباسؑ دروازہ بند کر' عباسؑ نے دروازہ بند کیا' بی بی کہتی ہے' میں کون ہوں؟..... اماں تو میری ماں ہے۔ عباسؑ یہ کیا ہے؟ اماں یہ نبیؐ کی قبر ہے۔ آواز آئی' کہیں روشنی تو نہیں آ رہی ناں؟ اماں روشنی نہیں ہے' ضعیفہ ماں نے اپنے سینہ سر سے چادر اتاری۔

عباسؑ اپنا دایاں ہاتھ مجھے دے' رقیہؑ اپنا دایاں ہاتھ مجھے دے' میرے سر پر ہاتھ رکھ دو' دوسرا ہاتھ نبیؐ کی قبر پہ رکھ کر میرے ساتھ وعدہ کرو' نبیؐ کی قبر کو ضامن بنا کے' میری چادر کی قسم کہ دونوں وعدہ کرو کہ سفر میں کہیں زینبؑ اور حسینؑ کو چھوڑ تو نہیں جاؤ گے؟ (یہ ہے ماں..... روتے بھی آؤ سنتے بھی آؤ..... پتہ نہیں میرا بزرگ' نوجوان پیچھے کھڑے ہو کے رو رہا ہے' اس نے نہ عباسؑ کو زین سے گرتے ہوئے دیکھا' نہ حسینؑ کی پریشانی دیکھی' کھڑے ہو کر ماتم کر رہا ہے' رو رہا ہے' حسینؑ کی پریشانیوں

کے صدقے میں مولاؑ اس کی پریشانیاں دور کرے۔''آمین!'')

جب بی بی نے کہا نا' عباسؑ اور رقیہؑ کہیں سفر میں زینبؑ اور حسینؑ کو چھوڑ تو نہیں جاؤ گے' عباسؑ نے قسم کھا کے کہا اماں تیری چادر کی قسم! اگر بچ کے آئیں گے وہ تجھے بتائیں گے کہ عباسؑ نے کس طرح وفا کی ہے۔ بی بی رقیہؑ سے کہا' جوان لڑتے رہتے ہیں' شہید ہوتے رہتے ہیں' رقیہؑ وعدہ کرو کہ عباسؑ کے ہاتھ سے گرتے ہوئے علم کو ایسے لوگی کہ زہراؑ کی بیٹیوں کو احساس تک نہ ہو کہ عباسؑ مارا گیا' ہم بے آسرا ہو گئے' یہ وفا ہے ام البنینؑ کی۔

جب رہا ہو کے آئے اور مدینے میں منادی ہوئی' بشر ابن یزلم مہاری نے جب مدینے کی گلیوں میں مدینے کے بازاروں میں منادی کی کہ مدینے والو! حسینؑ مارا گیا' پردہ دار شام کی قید گزار کے مدینے سے باہر آ گئیں...... جب یہ اطلاع پہنچتے پہنچتے جناب ام البنینؑ تک پہنچی' بی بی دو کنیزوں کو ساتھ لے کر' عصا کے سہارے وہاں پہنچی' جہاں بشیر منادی کر رہا تھا' بی بی اس وقت پہنچی جب بشیر کہہ رہا تھا' لوگو! عباسؑ مارا گیا' جب یہ سنا' بی بی نے کہا...... خاموش...... بشیر خاموش ہوا...... پوچھا یہ بی بی کون ہے؟ آواز آئی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ یہ عباسؑ کی ماں ام البنینؑ ہے۔ آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے کہتا ہے بی بی پرسہ لے' تیرا عباسؑ مارا گیا' بی بی کہتی ہے میں عباسؑ کا نہیں پوچھتی' مجھے یہ بتا میرا حسینؑ کیسا ہے؟ آواز آئی' بی بی حسینؑ بھی مارا گیا۔ بی بی کہتی ہے اچھا' یہ بات کہ پہلے حسینؑ مارا گیا یا عباسؑ آواز آئی' عباسؑ پہلے مارا گیا...... بی بی کہتی ہے اب یہ بتلا (لفظ سن لو ساری رات رونے کے لئے کافی ہیں) جب بشیر نے کہا پہلے عباسؑ مارا گیا' بی بی کہتی ہے اچھا یہ بتا......

عباسؑ کتنے دن لڑتا رہا؟ آواز آئی کیوں بی بی؟ بی بی کہتی ہے ایک دن میں

دشمن سے مرنے والا عباسؑ نہیں' کتنے دن لڑا ہو گا؟ کتنے مارے ہوں گے؟ عباسؑ آسانی سے شکست نہیں کھاتا۔ بشیر نے رو کے کہا' بی بی تیرے عباسؑ کو اجازت نہیں ملی۔ بی بی رو کے کہتی ہے' کس نے اجازت نہیں دی؟ آواز آئی...... حسینؑ و زینبؑ نے......اچھا اب یہ بتا کہ زخم عباسؑ کے سینے پر تھے یا پشت پر...... بی بی سینے پر......اب یہ بتا کہ اس کے بعد عباسؑ کی لاش زہراؑ کی بیٹیوں کے سامنے تو نہیں گئی؟ آواز آئی' نہ...... بی بی ام البنینؑ رو کے کہتی ہے' اب یقین آ گیا' حسینؑ بھی مارا گیا' زینبؑ بھی قید ہو گئی' اب یقین آ گیا۔

(کرتا آ ماتم......)

بی بی کہتی ہے' اب یقین آ گیا' حسینؑ بھی مارا گیا' زینبؑ بھی شام گئی ہو گی' کیونکہ میرا عباسؑ جو مارا گیا۔

(میں رات بھی ڈر گیا تھا' میں نے رات عین مصائب کی معراج پر پہنچ کر مجلس چھوڑ دی تھی' لیکن افسوس ہے کہ میرے بعض دوست کہتے تھے کہ آج مصائب کم پڑھیں' انہیں یہ نہیں پتہ کہ جب آدمی مصائب میں کھو جاتا ہے' اس وقت کیا ہوتا ہے' نرم دل شیعہ ہوں' میں عباسؑ کی شہادت اس طرح پڑھوں جسے من وعن میں نے پڑھا ہے' کتابوں میں' مجھے پاک ذوالجلال کی قسم نہ یہ شامیانے رہیں گے نہ یہ دیواریں رہیں گی' مومن ٹکریں مار مار کے مر جائیں گے' پردہ دے کے پڑھتے ہیں' مومن ہیں' نرم دل' میری مائیں' بہنیں بیٹھی ہیں)۔

عباسؑ بذات خود اتنا بڑا مصائب ہے...... جناب سجادؑ رہا ہو کے آئے مدینے میں' ایک مجلس کروائی' ذاکر بلوایا' ذاکر نے امام زین العابدینؑ کے سامنے کسی بات پر عباسؑ کا نام لیا' میرا زخمی اور بیمار آقا آہستہ سے کھڑا ہوا' دونوں ہاتھ پیشانی پہ

آئے اور کہا:

السلام علیک یا قمرٔبنی ھاشم......

''اے قمر بنی ہاشم تجھ پہ میرا سلام''۔

پھر ذاکر نے عباس کا نام لیا' پھر سجادؑ کھڑا ہوا' سلام پڑھا' جب سات دفعہ میرا مولا سجادؑ کھڑا ہوا تو ذاکر کہتا ہے مولاؑ آپ نماز پڑھتے ہوئے تھک جاتے ہیں' تیرے پاؤں میں زخم آ جاتا ہے' مولاؑ آپ کیوں بار بار کھڑے ہوتے ہیں؟ مولاؑ تو بیمار ہے اتنی دیر کھڑے رہنے کی سکت نہیں' تو پھر تو عباسؑ کے نام پر بار بار کھڑا کیوں ہوتا ہے؟

مولا فرماتے ہیں' ذاکر تو قیامت تک عباسؑ کا نام لیتا رہے میں بار بار کھڑا ہوتا رہوں' لیکن میں پھر بھی عباسؑ کے احسان کا قرض ادا نہیں کر سکتا۔ مولاؑ کون سا احسان؟ آواز آئی' کیا یہ احسان کم ہے کہ دسویں کی رات زہراؑ کی بیٹی کو کوئی خوف نہیں تھا۔

(ختم کرتا ہوں مصائب!)

دو محرم کو عباسؑ آیا کربلا میں۔

(آنکھوں پہ پٹی باندھ کے اپنی ماؤں اور بہنوں سے کہہ رہا ہوں' رقیہؑ کے بھائی کا ذکر ہے عباسؑ کی بہن لاہور میں تمہاری مہمان ہے' شام سے بی بی زینبؑ آئے یا نہ آئے' میں لاہور میں عباسؑ کے نام کی مجلس پڑھ رہا ہوں' آؤ عباسؑ کی بہن کو مل کے پرسہ دیتے ہیں' اللہ جانے میری آقازادی کہاں بیٹھی ہے؟)

کل اگر بی بی پاک دامنا جاؤ تو کہنا' بی بی رات ہم نے پرسہ دیا تھا' پرسہ قبول کر' جو مسافر ہیں وہ بے شک آج رات کو چلے جائیں' جناب رقیہ کو پرسہ دینے

کے لئے' عباسؑ اتنا بڑا نام ہے' غازی کے علم کی قسم میں بہت عزت کرتا ہوں' مومنین کی' بہت احترام کرتا ہوں عزاداروں کا' جو میرے سامنے بیٹھے ہیں' ان کی جوتیاں میرے سر کا تاج ہیں۔ میں مصائب شروع کر رہا ہوں' میں سید ہوں' سیدوں سے معافی لے کے' آؤ ہم سیدوں کو پرسہ دیں' ایک دوسرے کی گردن میں بانہیں ڈال کے ایک دوسرے کو سید پرسہ دیں' عباسؑ کا۔

عباسؑ اکیلا نہیں گیا' جب عباسؑ کی موت کی خبر خیمے پہنچی ہے۔ علامہ آقائے دربندی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں' ۴۸ یتیموں کے ہاتھوں میں کاسے خالی رہے' روح پرواز کر گئی۔انا للہ و انا الیہ راجعون o ہمارا عباسؑ مارا گیا' ہمیں پانی کوئی نہیں پلائے گا۔(سلامت رہو' سلامت رہو' روتے آؤ' اگر دعائیں قبول کرانی ہیں' اس نوجوان کو بٹھا دو' بھائی تو اگر بے ہوش بھی ہو جائے گا' تجھے پانی دینے والے ہیں' سادات کے بچوں کو پانی نہیں ملا)۔

عباسؑ کی شہادت کی خبر ۴۸ بچوں پر بجلی بن کے گری' روح پرواز کر گئی' کاسے ہاتھوں میں رہ گئے۔(تسلی سے پڑھوں گا' حوصلہ' روتے آؤ' سنتے آؤ' صفت شاہ صاحب کہہ رہے ہیں' کیا وہ ظالم مسلمان تھے؟ شاہ جی کلمہ پڑھتے تھے' مجھے علیؑ کی عزت کی قسم پڑھتا ہوں' مصائب پڑھتا ہوں' یہ وہ باتیں کہہ رہا ہوں جو بعد میں شاید نہ کہہ سکوں)۔

یہ وہ عباسؑ ہے جب ۱۱ محرم کو تیری آقازادی زینبؑ خاک شفا کا برقعہ پہن کر' خاک شفا کی چادر سر پر پہن کر' میری آقازادی' بغیر پلان کے اونٹ پر سوار ہوئی' شہیدوں کے سر نیزے پہ سوار ہوتے رہے' عباسؑ کا سر نیزے پر ۹ دفعہ سوار ہوا' گر پڑا' پھر گر پڑا۔(رونے والو! کہاں تک برداشت کرو گے؟) جب سر نو دفعہ نیزے پر

سوار نہیں ہوا تو شمر کہتا ہے' سجادؑ تیرے چچا کا سر نیزے پر سوار کیوں نہیں ہوتا؟

(ثانی زہراؑ میں بڑے مشکل موڑ پر ہوں)

شمر نے کہا' سجادؑ تیرے چچا کا سر نیزے پہ سوار کیوں نہیں ہوتا؟ ظالم تجھے کیا خبر ہے' سجادؑ ماتم کر کے کہتا ہے' میری پھوپھی کا سر ہے برہنہ' سر پر چادر نہیں' میرے چچا کا سر نیزے پہ سوار ہوتا ہے' آنکھ کھلتی ہے' میری آقازادی کا سر نظر آتا ہے' عباسؑ کا سر نیزے سے گر پڑتا ہے۔

(اب اگر مجھے دعائیں دینے کے لئے بیٹھے ہو' میں اگر غلط پڑھوں' میرا حشر شمر کے ساتھ ہو' بی بی میری شفاعت نہ کرے' اگر میں صحیح پڑھوں تو زہراؑ کی بیٹی کو پرسہ دو' آنکھیں پیاری نہ کرو' نہ چہرے نہ ہاتھ' ماتم بھی کرو' پرسہ بھی دو)۔

جب ۹ دفعہ عباسؑ کا سر نیزے پر سوار نہیں ہوا تو شمر کہتا ہے' اچھا یہ سوار نہیں ہوتا' شمر نے سر دیا خولی کو...... خولی (لعنت) نے ایک رسی لے کے عباسؑ کے ایک کان سے لے کر اس کان تک رسی عباسؑ کے سر میں ڈالی' پتہ نہیں کس چیز سے ڈالی' رسی ڈال کے سر گھوڑے کی گردن میں باندھا' میں نے قسم کھا کے بات کی ہے' عباسؑ کا سر خولی کے گھوڑے کی گردن میں...... مجھے علیؑ کی عزت کی قسم...... جب سر واپس ملے بی بی زینبؑ پہچان نہیں سکیں' پوچھا یہ کس کا سر ہے؟ کہا عباسؑ ہے۔ بی بی رو کے کہتی ہے' سجادؑ میرا عباسؑ ایسا تو نہیں تھا......

(کرتے آؤ ماتم' کرتے آؤ ماتم...... حوصلہ اور میرے نوجوان' پاک غازی کی قسم...... بی بی زینبؑ کی چادر کی قسم' میں نے قسمیں کھائیں ہیں' میں اس لئے قسمیں کھاتا ہوں کہ سنو مصائب' مجھے پاک علیؑ کی قسم عباسؑ تیار ہوا' جو لوگ آگے آ کے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں محسن نقوی مصائب پڑھا کر' وہ سنیں بھی سہی...... میں

مصائب پڑھنے لگا ہوں)۔

۹ محرم کی رات گزر گئی' دسویں کی رات گزر گئی' دسویں کی صبح ہوئی' اکبرؑ کی لاش خیمے میں آئی' قاسمؑ کی لاش خیمے میں آئی' عباسؑ اپنے خیمے میں آیا' کب خیمے میں آیا؟...... جب فضلؑ کی ماں سامان سمیٹ کے فضلؑ کو ساتھ لے کے تیاری کر کے بیٹھی ہے۔ آواز آئی' فضلؑ کی ماں کہاں جاتی ہے؟ فضلؑ کی ماں کہتی ہے' تو جان کربلا جانے' میں جا رہی ہوں' نجف۔ آواز آئی' کیوں جاتی ہے؟ آواز آئی' حسینؑ کی پیاری بیٹی سکینہؑ چودہ دفعہ تیرے خیمے کا چکر لگا لگا کر کہتی ہے' میرا اصغرؑ مر جائے گا' میرے اصغرؑ کے لئے پانی لے آ' اصغرؑ کو پانی پلا دو۔

عباسؑ کہتا ہے' حسینؑ اجازت نہیں دیتا۔ جب عباسؑ نے کہا کہ حسینؑ مولا اجازت نہیں دیتا' دو چھوٹے چھوٹے ہاتھ عباسؑ کے قدموں پر آئے' عباسؑ نے جھک کر دیکھا' ساڑے تین سال کی سکینہؑ ہاتھ جوڑ کے کہتی ہے' چاچا میں زندگی بھر پانی نہیں مانگوں گی' میرا اصغرؑ مر جائے گا۔

میرے اصغرؑ کے لئے پانی لا دے۔ (کرتے آؤ ماتم' کرتے آؤ ماتم)

(امام زمانہؑ کی موجودگی میں امام زمانہؑ کی حاضری میں اللہ جانے یہ مجلس کہاں تک پہنچے گی' ایک لفظ بھی محسن نقوی اپنی طرف سے کہے امام زمانہؑ سزا دے' شہادت پڑھتا ہوں' تو روتا آ......)

عباسؑ کہتا ہے شہزادی تیرا بابا اجازت نہیں دیتا' آواز آئی بابا کی میں ذمہ دار ہوں۔ عباسؑ نے خود اٹھائی' زرہ پہنی' عباسؑ نے تلوار لی' مشکیزہ اٹھایا' سکینہؑ کہتی ہے' مشکیزہ میں پہناؤں گی۔ عباسؑ کہتا ہے میرا قد بڑا ہے' تیرا قد چھوٹا ہے' سکینہؑ کہتی ہے' نا چاچا مشکیزہ میں خود پہناؤں گی' جب سکینہؑ نے ضد کی' عباسؑ نے جھکنا شروع

کیا' جھکتے جھکتے دونوں ہاتھ عباسؑ کے سکینہؑ کے قدموں پہ آئے' عباسؑ کا منہ پھر گیا' مدینے کی طرف آواز آئی' اماں ام البنینؑ آ دیکھ اپنے بیٹے کی وفا' آ دیکھ عباسؑ کی وفا' اماں حسینؑ کی بیٹی کے پاؤں ہیں' میرے ہاتھ ہیں۔

(روتا آ' کرتا آ ماتم...... حوصلہ' حوصلہ میں ہاتھ جوڑ کے کہتا ہوں اور میرا کمسن نوجوان بیٹھ جا' بیٹھ جا' مجھے دو منٹ کے لئے پڑھنے دے)۔

ادھر عباسؑ تیار ہوا اور حسینؑ اور زینبؑ' عباسؑ کے خیمے میں آئے' آواز آئی عباسؑ کہاں جا رہے ہو؟ مولاؑ پانی لینے' تیری بیٹی نے تیری ضمانت دی ہے مولاؑ بی بی سکینہؑ نے ذمہ لیا ہے کہ میرا بابا کچھ نہیں کہے گا۔ اچھا عباسؑ وعدہ کر لڑے گا تو نہیں؟ میں غریب ہوں' عباسؑ کہتا ہے تیری غربت کی قسم' میں نہیں لڑوں گا' اچھا عباسؑ ہر مستور جمع ہوئی۔ ۸۸ مستورات ۱۲۲ بچے سادات کے' عباسؑ کے گرد کھڑے ہیں' عباسؑ کہتا ہے میری سواری کہاں ہے؟ عباسؑ کی سواری آئی' عباسؑ نے گھوڑے کو دیکھا' پھر آسمان کی طرف دیکھ کر کہا' واغربتاہ تین دفعہ عباسؑ نے کہا' ہائے او میری غربت۔ حسینؑ کہتے ہیں' عباسؑ کیا ہوا؟ آواز آئی مولاؑ انصاف تو کر' ۱۸ جوانان بنی ہاشم میرے شاگرد ہیں' میں جب پہلے سوار ہوتا تھا' عونؑ و محمدؑ گھوڑے کی باگیں پکڑتے تھے' دائیں رکاب میں اکبرؑ کا ہاتھ' بائیں رکاب میں قاسمؑ کا ہاتھ' آج کوئی بھی نہیں۔ عباسؑ کا یہ کہنا تھا کہ ایک مستور کا ہاتھ عباسؑ کے گھوڑے کی رکاب میں آیا' آواز آئی سوار ہو' میرے اکبرؑ کا استاد' میں اکبرؑ کی ماں لیلیٰؑ ہوں۔

(سلامت رہو' سلامت رہو' میرا مولاؑ' امام زمانہؑ یہ ہے عباسؑ کا ماتم' جو رو رہا ہے' اس کے جو مقاصد ہیں' عباسؑ کا صدقہ آج کی رات میرے مولا پورے کر ہمارا پرسہ قبول فرما)۔

بائیں رکاب میں ہاتھ آیا' سوار ہو میرے قاسمؑ کا استاذ میں ام فروہؑ ہوں' عباسؑ سوار ہوا' اللہ جانے سمجھ سکو یا نہ سمجھ سکو...... عباسؑ کا گھوڑا نہیں' غازیؑ کا گھوڑا نہیں' (بابا صفت شاہ) عباسؑ کا جنازہ ہے' جو خیمہ گاہ میں پھر رہا ہے' کوئی مستور رکاب چومتی ہے' کوئی کہتی ہے واغربتاہ' کوئی کہتی ہے وا حجابا' ہائے او میری چادر' ہائے او میرا پردہ۔

عباسؑ تیار ہوا' (دو لفظ سن لو مصائب کے) عباسؑ باہر آیا' حمید ابن مسلم کہتا ہے' یہ پہلا نوجوان ہے جو نو دفعہ باہر آیا' نو دفعہ واپس خیمے میں گیا' حسینؑ کہتے ہیں عباسؑ کوئی مستور مر جائے گی' عباسؑ اندر جاتا تھا پھر باہر آتا تھا' جب دسویں دفعہ باہر آیا' عباسؑ جانے لگا میدان کی طرف' عباسؑ نے مڑ کے دیکھا' میرے آقا حسینؑ کے عمامے کے پیچ گردن میں' پاؤں میں نعلین نہیں' دوڑتا آتا ہے اور حسینؑ کہہ رہا ہے' دیکھو یہ بھی میرا بھائی ہے' وہ میرا بیٹا تھا' یہ بھی میرا بھائی ہے۔

عباسؑ چلا گیا' (مجلس ختم' میں چپ اس لئے کر گیا...... ایک گھڑی کے لئے سانس لے لوں) عباسؑ چلا گیا۔

ساڑھے تین سال کی سکینہؑ کہتی ہے بابا مجھے اٹھا' میں دیکھوں' حسینؑ نے سکینہؑ کو اٹھایا' اپنی چھوٹی چھوٹی بانہیں بابا کی گردن میں ڈال کے کہتی ہے کہ بابا میرا چاچا آ جائے گا' میرا اصغرؑ پانی پی لے گا' میرا چاچا آ جائے گا' میرا اصغرؑ پانی پی لے گا' میرا چاچا واپس آ جائے گا' میرا اصغرؑ پانی پی لے گا' حسینؑ کہتا ہے سکینہؑ نہ خود رو' نہ مجھے رلا۔ آواز آئی' بابا! تجھے تیری غربت کی قسم مجھے صرف ایک دفعہ بتا دے' میرا چاچا واپس آ جائے گا' میرا اصغرؑ پانی پی لے گا' جب چوتھی دفعہ سکینہؑ نے کہا' حسینؑ نے سکینہؑ کو اتارا' کربلا کی ریت سکینہؑ کے بالوں میں ڈالی' آواز آئی' سکینہؑ اگر ضد کرتی

ہے تو سن، پھر سن، واپس میرا بھی نہیں آتا، بچتا تیرا بھی نہیں۔

ہائے، ہائے، ہائے...... واپس میرا بھی نہیں آتا، بچتا تیرا بھی نہیں، میرا بھی مارا جائے گا، تیرا بھی مارا جائے گا۔ (حوصلہ، حوصلہ او میرے نوجوانو! آخری لفظ پڑھنے دو......) واپس میرا بھی نہیں آئے گا، بچتا تیرا بھی نہیں۔

(مجھے کوئی پتہ نہیں میں کہاں کھڑا ہوں، قبلہ پاک مہدیؑ کی قسم امامؑ کی قسم کھا کے کہہ رہا ہوں)۔

عباسؑ گیا، مشکیزہ بھرا، دوش پر رکھا، گھوڑے پر سوار ہوا، کہتا ہے سکینہؑ پانی مل گیا، میں آ رہا ہوں۔

(بہتر تو یہی ہے مجلس یہاں ختم کر دوں، اب کیسے سن سکو گے...... اچھا، پڑھتا ہوں، مکمل شہادت پڑھتا ہوں)۔

عباسؑ چلا، ایک ظالم نے وار کیا، عباسؑ کا بایاں بازو کٹ کے گرا، آواز آئی اصغرؑ کی خیرات، عباسؑ نے مشکیزہ دائیں بازو میں ڈالا، ایک ظالم نے دائیں بازو پہ تلوار ماری، مشکیزہ کٹنے لگا، عباسؑ نے مشکیزہ منہ میں لیا، آواز آئی، سکینہؑ کی خیرات۔

اب سنو بھائی! ایک سکینہؑ کے لئے آنسو روک سکتے ہو یا آنسو بہتے رہیں، میری بات سن لو، تیز رفتار گھوڑا ہو، عباسؑ کے سر میں گرز لگا، ۳۰۰ تیر مشکیزے میں لگے۔ عباسؑ نے مشکیزے کو دیکھا، آسمان کی طرف دیکھ کے کہا، بارالہا! میں مر جاؤں، مشکیزہ پڑا رہے، حسینؑ میری لاش پر آئے، حسینؑ مشکیزہ لے جائے، سکینہؑ کے لئے پانی لے جائے۔

مشکیزہ چھد گیا، دوڑتے ہوئے گھوڑے سے عباسؑ گرا، بھائی دوڑتے ہوئے گھوڑے سے اگر سوار گرے رو یا نہ رو، اتنا بتا دے کہ وہ کس کے سہارے گرتا ہے؟

اوئے بازوؤں کے سہارے' گرتے وقت دونوں ہاتھ اپنے چہرے پہ رکھتا ہے' عباسؑ کے دونوں بازو نہیں ہیں' گھوڑا دوڑ رہا ہے' عباسؑ دوڑتے ہوئے گھوڑے سے گرا' تین دفعہ آواز آئی' مولا حسینؑ جلدی آ...... مولا حسینؑ جلدی آ...... مولا حسینؑ جلدی آ...... پھر کوئی آواز نہیں آئی۔

(بس آخری لفظ' میں علم برآمد کراتا ہوں' وہاں پہنچ کے تمہیں عباسؑ کا واسطہ اٹھنا نہیں' پرسہ دیں اور میں ختم کروں) عباسؑ گرا گھوڑے سے' حسینؑ گرا کرسی سے' زینبؑ گری خیمے میں۔

حسینؑ آئے' عباسؑ کی لاش پر' آواز آئی' عباسؑ بھائی میں آ گیا ہوں' جیسے آیا' نہیں بتاتا' عباسؑ بھائی میں آ گیا ہوں' عباسؑ کے ہاتھ تو ہیں نہیں' عباسؑ نے تین دفعہ سر زمین پر مارا' آواز آئی:

السلام علیک ایھا الغریب

''غریب حسینؑ میرا اسلام۔''

حسینؑ نے عباسؑ کا سر زانو پہ لیا' عباسؑ کی آنکھوں میں تیر ہیں' حسینؑ کہتا ہے' عباسؑ دیکھ میری طرف' آواز آئی' میری آنکھوں میں تیر ہیں۔ حسینؑ نے ایک ایک کر کے تیر نکالے' عباسؑ نے آنکھیں پھر بھی نہیں کھولیں' آواز آئی عباسؑ آنکھ کھول' میں حسینؑ ہوں' میں آ گیا ہوں' آواز آئی مولا آنکھیں بعد میں کھولوں گا' پہلے یہ بتا سکینہؑ تو ساتھ نہیں آئی' مولا میں تیری بیٹی سے شرمندہ ہوں' اگر سکینہؑ نے پوچھ لیا' چاچا عباسؑ پانی کہاں ہے؟ مولا میں کیا جواب دوں گا؟

عباسؑ کہتا ہے مولاؑ میری نوکری قبول کر' حسینؑ کہتا ہے شاباش عباسؑ' عباسؑ کہتا ہے مولاؑ کوئی اور خدمت؟ حسینؑ کہتا ہے' عباسؑ آخری وقت ہے' ایک

خواہش ہے' میرے دل میں تو نے ساری زندگی خود کو میرا غلام کہلوایا ہے' آج میں حسینؑ ہاتھ جوڑ کے سوال کرتا ہوں' مجھے ایک دفعہ بھائی کہہ۔ آواز آئی' مولا حسینؑ نہ میں اپنی اماں ام البنینؑ سے وعدہ کر کے آیا ہوں' میں تیرا غلام بن کے رہوں گا۔

حسینؑ کہتا ہے' عباسؑ میں تیری لاش پہ چل کے آیا۔ مولاؑ تیری مہربانی' تیر کھینچے' مجھے بھائی کہہ' آواز آئی مولاؑ میری ماں ناراض ہوگی' میں نے ماں سے وعدہ کیا ہے مولاؑ میرا عہد نہ توڑ' ماں سے وعدہ کیا ہے' ساری زندگی تیرا غلام بن کے رہوں گا' جب کئی بار ماں کا نام آیا' عباسؑ کے سرہانے' عباسؑ کے سر والی طرف سے ایک مستور کی چیخ نکلی' آواز آئی عباسؑ تو ام البنینؑ کا نہیں' تو مجھ...... زہراؑ کا بیٹا ہے' میں زہراؑ تیری ماں آ گئی...... عباسؑ حسینؑ کو بھائی کہہ' عباسؑ نے تین دفعہ کہا' ہائے او میرا غریب بھائی! ہائے او میرا غریب بھائی! ہائے او میرا غریب بھائی!

لے آئیں علم' لے آئیں علم

حسینؑ نے علم اٹھایا' خالی مشکیزہ لیا' خیمے کی طرف چلے' بی بی فضہؓ نے منہ پر ماتم کیا اور کہا' بی بی زینبؑ ہم اجڑ گئے' عباسؑ مارا گیا' حسینؑ جو صرف علم لے کے آیا ہے' علمدار نہیں آیا۔

آیا ہے علم اور علمدار نہ آیا

☆......☆......☆

ہو خم پر جس کا اعلانِ امیرالمومنین ہونا
اسے جچتا ہے سلطانِ فلک' فخرِ زمیں ہونا
بشر تو کیا فرشتے دل ہی دل میں کہہ اٹھے محسن
علیؑ کو زیب دیتا ہے نبیؐ کا جانشیں ہونا

☆

شجاعت کا صدف مینارۂ الماس کہتے ہیں
غریبوں کا سہارا بے کسوں کی آس کہتے ہیں
یزیدی سازشیں جس کے علم کی چھاؤں سے لرزیں
اسے ارض و سما والے سخی عباسؑ کہتے ہیں!

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

☆☆☆

مجلس ہفتم

حضرت سکینہؑ کی شہادت

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں۔

محمدؐ و اہل بیت محمدؐ کا خالق اللہ آپ کو ان مجالس کی حاضری کا...... محمدؐ و آلِ محمدؐ کے صدقے محمدؐ و اہل بیت محمدؐ کے طفیل بہترین اجر عطا فرمائے' جبھی کوئی دعا مانگو' اللہ سے اللہ کو ان کا واسطہ دے کر مانگو' کیونکہ خالق ان کے لئے قبولیت کے شرف کے دروازے کھول دیتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین پہ آ کے آلِ محمدؐ نے کچھ نہیں کیا سوائے اس کے جو کچھ اللہ نے کہا' وہ انہوں نے کہا' کسی بات پہ انہوں نے کیوں نہیں کیا' ایسا کیوں کریں۔

اس نے کہا زمین پہ چلے جاؤ' انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کیوں جائیں؟ آسمانی فضا ہے' فرشتوں کی تسبیح و تحلیل کا موسم ہے' شفاف فضا ہے' یہاں سے جائیں' عرب کے جاہلوں میں' اونٹ کھاتے ہیں' شتر کینہ ہیں' ان میں جا کے ہماری دانشوری کس معیار پر پرکھی جائے گی؟ ہم چاند دو ٹکڑے کریں گے' یہ کہیں گے جادوگر ہیں' ہمیں

کیوں بھیج رہا ہے؟ انہوں نے کیوں نہیں کہا؟ اس نے کہا چلے جاؤ' یہ چلے آ ئے۔

کہا نماز پڑھو' انہوں نے نماز پڑھی' اس نے کہا روزہ رکھو' انہوں نے روزہ رکھا۔ افطار کا وقت آیا' دروازے پر فقیر نے کہا' "یا اھل بیت النبوہ' انا فقیر" میں فقیر ہوں' انہوں نے سب کچھ اٹھا کے دے دیا' یہ نہیں کہا کہ ہمارا افطار کا وقت ہے' دوسرے دن روزہ رکھو' روزہ رکھا' پھر افطار کا وقت آیا' دروازے پر آواز آئی "انـــا اسیـــر" پھر انہوں نے دے دیا' پانی سے افطار کر کے رات کو پھر روزہ رکھا' اگلے دن پھر افطار کا وقت آیا' دروازے پر آواز آئی' میں مسکین ہوں' انہوں نے پھر سب کچھ دے دیا۔

اس نے کہا جنگ کرو' انہوں نے جنگ کی' کیوں نہیں کہا؟ پوچھا تک نہیں' تعداد نہیں پوچھی دشمن کی' اس نے کہا' انہوں نے جہاد کیا' اس نے کہا صلح کرو' لو ساری دنیا کہتی رہی' یہ صلح کیسی ہے؟ انہوں نے سوچا نہیں' کیوں نہیں کہا؟ آخر اسے کہنا پڑا:

ما تشائون الا ان یشا اللّٰہ

"تم کچھ نہیں چاہتے سوائے اس کے کہ جو میں اللہ چاہتا ہوں۔"

مطلب یہ کہ تم چاہتے ہی وہی ہو جو میں اللہ چاہتا ہوں' تمہاری چاہت بھی اپنی نہیں' یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ تم وہی چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے۔

خدا وہی چاہتا ہے جو تم چاہتے ہو (سمجھ آ گئی نا بات)۔

ساری زندگی انہوں نے وہی کیا جو اللہ نے کہا' اللہ ہے عادل' میدان قیامت میں' عدل ہو گا' عدل اور انصاف میں بڑا فرق ہے' انصاف نکلا ہے نصف سے۔

عدل کا تقاضا کچھ اور انصاف کا تقاضا کچھ اور ہے' اللہ عادل ہے' منصف

نہیں' منصف آدھا اسے دے دیتا ہے' آدھا اسے عادل جس کا حق ہوتا ہے' اسے دیتا ہے' اللہ عادل ہے' جو اللہ نے کہا' انہوں نے کیوں نہیں کہا کہ ایسا کیوں کریں؟

تو میدان قیامت میں عدل کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کہتے جائیں اور اللہ کرتا جائے۔ (نعرۂ حیدری)

اگر کوئی جا رہا ہے ادھر' یہ کہہ دیں کہ یااللہ یہ تو ہمارا ہے' پہلا کہے' میرا کلمہ پڑھتا تھا' دوسرا کہے مجھے ولی مانتا تھا' تیسرا کہے میری مجلس میں آتا تھا' چوتھا کہے زنجیر زنی کرتا تھا' پانچواں کہے میرا ماتم کرتا تھا' تو خالق یہ نہ کہے کہ ایسا کیوں کرتا تھا؟

ٹھیک ہے تمہارا ہے لے جاؤ' اس کے معنی ہیں شفاعت۔

شفاعت سفارش کو نہیں کہتے' یاد رکھنا' ذہن میں رکھنا' شفاعت سفارش کو نہیں کہتے' سفارش پاکستان میں حرام ہے' قیامت میں کیسے حلال ہو جائے گی۔

یہاں سفارش کر کے آدمی خواہ مخواہ پریشان ہوتا ہے' غریب کے بیٹے کا حق مارا جاتا ہے' دوسرا نہ جانے کیا سے کیا بن جاتا ہے' کہتے ہیں اس کی سفارش تھی' ہماری سفارش نہیں تھی' سفارش نہیں' غیر قانونی بات ہے' غلط ہے' حق مارا جاتا ہے۔

آلِ محمدؐ کریں گے شفاعت' پاک رسولؐ کرے گا شفاعت۔

شفاعت نکلا ہے شفع سے' شفع بھی کہتے ہیں' حق شفع بھی کہتے ہیں' حق شفع کے بارے میں زمیندار بھائی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

میری ایک زمین ہے وہ لے لی' میرے بھائی صاحب نے' انہوں نے کسی اور کو بیچ دی' انہوں نے کسی اور کو بیچ دی' تو وہ شفع کرتا ہے کہ پہلے حق میرا بنتا تھا' مجھے دیں' عدالت مان لیتی ہے کہ پہلا حق اس کا ہے' کیونکہ اس کی زمین کے ساتھ اس کی لکیر ملتی ہے' سرحدیں ملتی تھیں' وہ شفع کرتا ہے۔

پاک پیغمبرؐ قیامت کے دن شفع کریں گے' وہاں سے شفاعت نکلا ہے۔

مثلاً میرے اعمال اس قابل نہیں ہیں کہ میں جنت میں جاؤں' میں ادھر جا رہا ہوں گا' جدھر ابلیس والے ہوں گے' میں دیکھوں گا محمدؐ کی طرف اور فرشتوں سے کہوں گا' ذرا رک جاؤ' فرشتوں کو روکوں گا کہ

دل میں چاہت ہے محمدؐ کی تو دوزخ کیسی
پھر سر حشر یہ رحمت کا لبادہ کیا ہے
اے فرشتو! میرے اعمال نہ دیکھو' ٹھہرو
پہلے پوچھو کہ محمدؐ کا ارادہ کیا ہے

پیغمبرؐ شفع کرے گا' ہے میرا جا ادھر رہا ہے' پیغمبرؐ کہے گا' میں شفع کرتا ہوں۔

اب شفع محمدؐ کسے جیتنے دیتا ہے' ہمیں شفع میں جیتا جائے گا۔

شفع یہ ہے کہ آلِ محمدؐ شفاعت کریں گے' سفارش نہیں' سفارش چاہیے بھی نہیں' اس لئے کہ تھوڑی سی خلد بچی ہوئی تھی' وہ حرؓ لے گیا' ہوتا تو یہی ہے نہ قبلہ!

کچھ خلد بچ رہی تھی سو جاں دے کے لے گیا
آیا تھا حرؓ وگرنہ کسی اور کام سے

''جو آدمی بھی ہمسر مشکل کشا بنے'' بسم اللہ کئی دفعہ آئے' مشکل کشا کا ہمسر بنے' ہم روکتے نہیں' ٹوکتے نہیں' وہ کہتے ہیں' علیؑ جیسا ہوں' ہم روکتے نہیں آ جائے' کسی قبیلے کا ہو' آئے کسی جزیرے کا ہو آئے' کہیں سے ہو آئے' صرف ہماری ایک شرط ہے' سو بھی نہیں' دو سو بھی نہیں' ہزار بھی نہیں' صرف ایک شرط پوری کر دے' ہم لکھ کے دینے کو تیار ہیں کہ وہ علیؑ جیسا ہے۔

جو آدمی بھی ہمسر مشکل کشا بنے
پہلے نصیریوں کی نظر میں خدا بنے

(نعرۂ حیدری)

کل اولیاء ہوں اس کی ولایت سے بہرہ ور
کل انبیاء کے واسطے حاجت روا بنے
منبر پہ ہو تو بولتا قرآں دکھائی دے
مسند نشیں ہو گر تو متاع قضا بنے

☆

احرام میں فقر میں ہو نگہدار سروری
بہر کلیم قوت ضرب عصا بنے

☆

اس کے نقوش پایہ چلے حق کا قافلہ
اور متقی کے واسطے دست دعا بنے

☆

ایمان کل ہو نام لقب بوترابؑ ہو
کعبے کے درمیاں ہو تو قبلہ نما بنے

☆

باب علوم و عالم علم کتاب ہو
حکمت کے آئینے میں وہ نقش بقا بنے

☆

جاگے تو ایک ضرب پہ ثقلین ہوں نثار
ہجرت کی رات سوئے تو پھر مصطفیٰؐ بنے

☆

دنیا میں جس کا نام ہو بخشش کی سبیل
کچھ سوچئے وہ حشر میں آئے تو کیا بنے

بس جناب اتنا کافی' فضائل ختم چونکہ آج' کل اور پرسوں دعاؤں کی رات ہے' اب زیادہ فضائل کی گنجائش نہیں' مصائب کی راتیں ہیں' میں اڑھائی گھنٹے بھی فضائل پڑھوں تو مومنین پر گراں نہیں' کوئی بوجھ نہیں۔

لیکن احترام ماہ محرم کی یہ دس راتیں خصوصاً ایام غم اور شب ہائے ماتم ہیں' اتنا ہی فضائل کافی سمجھ لیں۔

آج چونکہ دو شبیہیں برآمد ہوں گی' میرے خیال میں پاکستان میں کربلا گامے شاہ وہ پہلا مقام ہے' جہاں سید اجمل حسین شاہ اور ان کی اولاد یہ اہتمام کرتے ہیں کہ آج رات دو شبیہیں' ایسا کہیں نہیں ہوتا' کون سی دو شبیہیں' ایک بہن کے جنازے کی اور ایک بھائی کے جھولے کی۔

بھائی چھ ماہ کا' بہن ساڑھے تین سال کی' قسمت دیکھیں حسینؑ کے بچوں کی۔

بھائی چھ ماہ' بہن ساڑھے تین سال کی' بھائی کا نام ہے علی اصغرؑ ......

اصغرؑ کوئی عیسیٰؑ تو نہیں گود میں بولے
میدان میں بولے گا کہ آخر یہ علیؑ ہے

بھائی کا نام علی اصغرؑ' بہن کا نام فاطمہ سکینہؑ حسینؑ کہتے ہیں کہ میری تسکین

ہے سکینہؑ ......

شبیرؑ کا سرمایہ تسکین سکینہؑ
شبیرؑ ہے قرآن تو یٰسین سکینہؑ

چونکہ قرآن کا دل ہے یٰسین، حسینؑ کا دل ہے سکینہؑ، سکینہؑ کا جنازہ، اصغرؑ کا گہوارہ، دونوں اکٹھے برآمد ہوں گے، جب یہ گہوارہ اور جنازہ آئیں نا۔

سید زادے لے آئیں گے، یہ دونوں شبیہیں، چونکہ یہ دعاؤں کی راتیں ہیں، کل تو خصوصاً دعا کی رات ہے، اس لئے وقت سے پہلے انہیں دعائیں دے دیں، شکیل صاحب اختر جمیل کو، ایک فہرست بنا دیں گے تاکہ سب کے نام آ جائیں، اس فہرست میں۔

جن بزرگوں نے دوستوں نے بھائیوں نے مجھے دعائیں لکھ کے دی ہیں، ان سب کے لئے فرداً فرداً اگر دعائیں منگوائی جائیں تو یقیناً پوری رات ڈھل جائے گی۔

اگر پرسہ دینے کے لئے آئے ہو، ایک بہن ہے، ایک بھائی ہے، عجب کہانی ہے اسلام کی، چھ ماہ کا بھائی، ساڑھے تین سال کی بہن۔

ماں کا نام ہے ربابؑ، اسے ام ربابؑ بھی کہتے ہیں، انوکھی ماں ہے، کائنات میں ایسی ماں نہ سنی، نہ دیکھی، حسینؑ کے حرم میں آئی، پہلے دن سے ..... دیکھا، آقا حسینؑ۔

اپنی کنیز کا احترام کرتے ہیں ماں کی طرح..... اس لئے کہ جب بی بی ربابؑ میرے مولاؑ کے حرم میں آئی، سامنے نو دفعہ جناب فضہؓ جو کنیز ہیں امام حسینؑ کی، وہ گزری، حسین علیہ السلام کھڑے ہوتے تھے احتراماً، شام کو جب فضہؓ آئیں تو جناب ربابؑ نے کھڑے ہو کے استقبال کیا، اماں کہہ کے سلام کیا اور

پوچھا آپ حسینؑ کی ماں ہیں۔ جناب فضہؓ نے کہا' نہیں میں تو ان کی کنیز ہوں' یہ میرے حسینؑ مولا کا کرم ہے کہ وہ مجھے ماں سمجھتا ہے۔

اس وقت جناب ربابؑ نے پوچھا تھا' کیا میرے آقا حسینؑ کی بہنیں نہیں ہیں؟ جناب فضہؓ نے کہا' اس کی بہنیں ہیں' جناب ربابؑ نے کہا' میں سارا دن بیٹھی رہی' اگر میرے مولا حسینؑ کی بہنیں ہیں تو مجھے ملنے کیوں نہیں آئیں؟ کیا وہ ناراض ہیں مجھ سے' فضہؓ رو کے کہتی ہے' بہنیں تو ہیں' آئی اس لئے نہیں کہ وہ دن تھا' حسینؑ کی بہنیں بہت پردہ دار ہیں' وہ رات کے وقت آئیں گی۔

چونکہ پہلے دن سنا تھا کہ اس کی بہنیں' بہت پردہ دار ہیں جب شام کے بازار میں پتھروں کی برسات شروع ہوئی تو جناب ربابؑ نے امام حسینؑ کے سر والے نیزے کے نیچے آ کے کہا' آقا حسینؑ تو امامؑ ہے' معجز نما ہے' معجزہ دکھا' میرے ہاتھوں کی رسیاں کھل جائیں۔ جناب ربابؑ کے ہاتھ جب کھلے تو جناب سجادؑ کہتے ہیں کہ میری ماں ربابؑ کبھی زینبؑ کے آگے جاتی تھی' کبھی ام کلثومؑ کے آگے اور کہتی تھی' پتھر مجھے مارو' یہ زہراؑ کی بیٹیاں ہیں۔

ایسی وفادار ماں جناب ربابؑ ...... اس کی دو اولادیں ہیں' ایک علی اصغرؑ' ایک شہزادی جناب سکینہؑ میرے لئے دونوں باب الحوائج ہیں' اس لئے میرے معصومؑ نے کہا کہ جب کوئی دعا قبول نہ ہو' تو علی اصغرؑ کا واسطہ دے دو' تو دعا کی قبولیت میں شک نہیں رہتا۔

اور جناب سکینہؑ کی دعا کی تاثیر ایسی ثابت ہوتی ہے کہ بازار میں ایک مقام پر شہزادی کونینؑ کو پتھر لگا تو سکینہؑ نے کہا' پھوپھی اماں کیا میں صالحؑ کی اونٹنی کے بچے سے کم ہوں' صالحؑ کی اونٹنی کے بچے نے بددعا کی تھی' قوم غرق ہو گئی تھی' میرے بال

کھول میں' میں دعا مانگتی ہوں' اس وقت حسینؑ کے سر والا نیزہ جھک گیا تھا۔ آواز آئی' سکینہؑ اگر بددعا کرنا ہوتی تو شمر کے خنجر کے پنجے میں بددعا کرتا' میں نے بددعا نہیں کی' بددعا نہ کرنا' حسینؑ کی بیٹی دعا کر اللہ اس کو ہدایت دے' یہ مجھے پہچانیں' خاندان زہراؑ کو پہچانیں' اسی طرح جناب سکینہؑ کی دعا بھی پرتاثیر ہے اور جناب علی اصغرؑ باب الحوائج کی حیثیت بھی......

(مجھے اگر اجازت دیں تو میں کم سے کم وقت میں دونوں شہادتیں مکمل کروں تاکہ آپ پر کوئی بوجھ نہ ہو' میں معافی چاہتا ہوں' ان دوستوں سے جن کے دل نرم ہوتے ہیں' میں کوشش کرتا ہوں کہ ادب سے گزر جاؤں)۔

چونکہ جناب سجادؑ کا فرمان ہے کہ ہمارے مصائب پر پردہ ڈالنے والا ہمارا دشمن ہے کیونکہ ہمارے دشمنوں نے بھی ہمارے مصائب چھپائے' تم بھی چھپاؤ' اس لئے ہمارے مصائب بیان کرو' تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ ہم نے اسلام پر کتنا خرچ کیا ہے۔

(اگر طبیعتیں ملی ہوئی ہیں تو شہادتیں میں اکٹھی شروع کرتا ہوں)۔

تعارف میں نے کرا دیا ہے چھ ماہ کا علی اصغرؑ' ساڑھے تین سال کی سکینہؑ اب توجہ میری طرف' میری مائیں' میری بہنیں' بیٹیاں اور میرے بزرگ کوشش کریں' دو چار آنسو آ جائیں' ان غریب' یتیم' بہن اور بھائی کے نام کے' زہراؑ راضی ہو جائے گی' میں آقا زادی ربابؑ کو بھی دعوت دیتا ہوں' آ جا اور پرسہ قبول کر' سیدہ طاہرہ زینبؑ بی بی تو بھی آ' جتنی مستورات ہیں وہ سب آئیں یا نہ آئیں ان کا سفر دور ہے' لیکن یہ لاہور والی بی بیؑ اسے تو ضرور آنا چاہئے کہ وہ آئے اور دیکھے کہ ہم انہیں سکینہؑ اور علی اصغرؑ کا کیسے پرسہ دیتے ہیں' اجازت ہے سرکار بانی مجلس صاحب!

چھ ماہ کا لال اور ابھی تک ہے تشنہ لب' یہ شعر سن لیا تو (افضال صاحب یہ شعر کافی ہے' رونے کے لئے)۔

چار' چھ ماہ کا لال اور ابھی تک ہے تشنہ لب

میں نے اپنی ماں سے پوچھا تھا' بچہ چھ ماں کا ہو' تین دن کا پیاسہ ہو' گرمی کا موسم ہو اس کی پیاس بجھانے کے لئے کتنا پانی چاہئے ایک جگ' دو جگ؟ پوچھو تو کبھی گھر کی خواتین سے!

بزرگ خواتین بتاتی ہیں کہ بچہ چھ ماہ کا ہو' تین دن کا پیاسہ ہو' گرمی کا موسم ہو' اس کی پیاس بجھانے کے لئے کوئی جگ نہیں چاہئے' پانی کا کوئی گلاس نہیں چاہے ماں ایک کٹورے میں تھوڑا سا پانی لیتی ہے اس میں انگلیاں بھگوتی ہے' بچہ منہ کھولتا ہے' اس کے منہ میں پانی کے دو چار قطرے جاتے ہیں' بچہ آرام سے سو جاتا ہے' ہائے حسینؑ تیری اپنی قسمت!

علی اصغرؑ کے سامنے دریا بہتا رہا' کسی نے پانی نہ پلایا' کتنا پانی خرچ ہو جاتا' اصغرؑ کی پیاس بجھانے پر' میرا اپنا ایک شعر ہے۔

چھ ماں کا لعل اور ابھی تک ہے تشنہ لب
اے موج فرات کہیں جا کے ڈوب مر

چھ ماہ کی عمر ہے' شہزادہ علی اصغرؑ کی' چھ ماہ کا بچہ کتنا ہوتا ہے' یہ وہ بچہ ہے......

چھ ماہ کا بچہ ہو تو ماں ساری رات سوتی نہیں' جناب ربابؑ اسی کی یاد میں ساری رات شام کے زندان میں' رات کو سوتے ہوئے زمین پر ہاتھ پھیر کے نیند کے عالم میں کہتی کہ اصغرؑ تو کہاں سو گیا ہے؟ بی بی زینبؑ جگا کے کہتی ہے' ربابؑ! ربابؑ تو کسے ڈھونڈ رہی ہے؟ بی بی ربابؑ آنکھ کھول کے کہتی' ابھی تو یہیں تھا'

مصائب عروج پر ابھی تو یہیں تھا۔

حمید بن مسلم کہتا ہے کہ جب پردہ دار جانے لگے قید ہو کے شام کی طرف تو ہر بی بی مقتل گاہ میں اتری کوئی اپنے شوہر کی لاش پر گئی' کوئی اپنے بیٹے کی لاش پر گئی' ایک بی بی ہے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں' ریت پر جا کے بیٹھی ہے' کہنیوں سے ریت ہٹاتی ہے اور کہتی ہے یہاں بھی نہیں ہے' میں مصائب عجیب انداز سے شروع کر رہا ہوں' پھر آگے جاتی ہے' ریت ہٹاتی ہے' کہتی ہے یہاں بھی نہیں ہے' ایک جگہ جب گئی ریت ہٹائی تو کہتی ہے سجادؑ یہ میرا اصغرؑ ہے۔ حمید کہتا ہے سجادؑ نے ایک بچے کی لاش اٹھائی' جس کا سر ساتھ نہیں تھا' ماں نے وہ لاش اٹھائی۔

چھ ماہ کے بچے کی...... جہاں حسینؑ کی لاش پڑی ہوئی تھی' وہاں آگے حسینؑ کے پہلو میں بچے کو سلا دیا' ایک ہاتھ حسینؑ کا رکھا' اصغرؑ کے سینے پر' دوسرا ہاتھ اکبرؑ کا اٹھا کے بچے کے سینے پر رکھا...... اکبرؑ کا شانہ ہلا کر کہتی ہے' اکبرؑ میں جا رہی ہوں شام' اصغرؑ کا سن ہے چھوٹا' اسے رات کو نیند میں ڈر جانے کی عادت ہے اس کا خیال رکھنا' میں ہوں گی نہیں' یہ تیرا چھوٹا بھائی ہے۔

(سلامت رہو' سلامت رہو' جس کے جگر میں درد ہے وہ میرے ساتھ ساتھ رہے' اللہ جانے اگلے سال زندگی ہے یا نہیں ہے' مجھے بارہ سال ہو گئے ہیں' یہاں عشرہ پڑھتے ہوئے' میں تمہاری طبیعتیں جانتا ہوں' تم میرا مزاج جانتے ہو' رونے کے لئے نہ کوئی وقت چاہئے' نہ کوئی لمحہ' رونے کے لئے اگر ایک لفظ طبیعت میں آ گیا منظر تیرے سامنے آ گیا' تو اٹھ کے ماتم کرے گا' میرا بھائی!

یہ وہ اصغرؑ ہے جب پہلے دن کوفہ میں یہ قافلہ پہنچا ہے' بیبیوں کے آگے آگے سر ہیں شہیدوں کے' پیچھے پیچھے سر ہیں شہیدوں کے' آگے پیچھے محمل ہیں بیبیوں

کے' میں محمل کہوں گا' جس پر بیبیاں سوار ہیں' خاک شفا کے برقعے پہنے ہوئے ہیں' ایک ضعیفہ جس کے ساتھ تیس یا چالیس عورتیں ہیں کوفہ کی۔

سب سے آگے بازار میں آئی' سب سے پہلے نیزے کے قریب آئی' یہ نیزہ بڑا تھا' اسے اٹھایا ہوا تھا سنان بن انس نے' کہتی ہے یہ کون ہے؟ سنان کہتا ہے باغی ہے' ہماری حکومت کا۔

کہتی ہے کیا کرتا تھا۔ (دُعا کرو مجھے موت آ جائے' یہ لفظ کہتے ہوئے) کہتی ہے کیا جرم تھا اس کا' یہ کہتا ہے نماز نہیں پڑھتا تھا' اس ضعیفہ نے کہا نیزہ جھکا نیزہ جھکا' اس نے پیشانی پر سجدے کا داغ دیکھا' کہتی ہے اللہ تجھ پہ لعنت کرے' یہ تو لگتا ہے نماز کی حالت میں قتل ہوا ہے۔

(سلامت رہو' سلامت رہو' اس غم کے سوا کوئی غم نہ دیکھو) یہ تو سجدے کی حالت میں قتل ہوا ہے۔

آگے بڑھی' یہ کون ہے؟ جس نے نیزہ اٹھا رکھا تھا' کہتا ہے یہ باغی کی فوج کا سالار ہے' کہتی ہے نیزہ جھکا کہ عباسؑ کا چہرہ دیکھا' اپنی ردا کے دامن سے چہرے سے خاک اور خون صاف کر کے ساتھ کھڑی ہوئی' تیس یا چالیس عورتوں کو دیکھ کے کہتی ہے اس کی آنکھوں کی حسرت بتاتی ہے اسے اجازت نہیں ملی' اگر اجازت مل جاتی تو انہیں جرات نہ ہوتی' انہیں باغی کہنے کی۔ آگے بڑھی یہ کس کا سر ہے؟ آواز آئی باغی کے بڑے بیٹے کا' کہتی ہے مجھے کچھ اور لگتا ہے' نیزہ جھکا اکبرؑ کا چہرہ دیکھ کے کہتی ہے' منہ پہ ماتم کر کے کہتی ہے' ایسے لگتا ہے کہ یہ مدینے میں رہتا تھا یا محمدؐ کا کچھ لگتا ہے' اللہ تم پہ لعنت کرے' کہیں محمدؐ کا گھر اجاڑ کے تو نہیں آئے؟ اور آگے بڑھی' کہتی ہے اس نیزے پہ کون ہے؟ سپاہی جس نے نیزہ اٹھایا ہوا تھا' کہتا ہے اس باغی

کا تیرہ سالہ بھتیجا تھا' نیزہ جھکا کے سر کو دیکھ کے کہتی ہے اس کی بارات اجڑ گئی ہے' کسی ماں کا تیرہ سال کا شہزادہ ہے یہ تو دولہا ہے' (اب چونکہ جگر میں درد اٹھ رہا ہے' اب وہ لفظ پڑھوں جس پر ساری رات عبادت کر سکے) دیکھتی آئی' ایک سر کے قریب آئی' ضعیفہ نے دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کے ابرو اٹھائے' سر دیکھا' نیزہ دیکھا' نیزہ بڑا ہے سر چھوٹا ہے۔

(اگر تو نے توجہ کی تو یہی فقرہ کافی ہے) خولی نے نیزہ اٹھایا ہوا تھا' اس نے ضعیفہ کو دیکھا' حرملا کو بلایا کہ یہ نیزہ تو پکڑ' ضعیفہ کافی دیر تک ابرو اٹھا کر سر کی طرف دیکھتی رہی' نیزہ بڑا ہے سر چھوٹا ہے' حرمل کا گریبان پکڑ کے بھرے بازار میں چیخ کر کہتی ہے' یہ بھی باغی تھا؟ حرمل کہتا ہے یہ باغی نہیں تھا' یہ ہمارے باغی کا چھ ماہ کا بچہ تھا۔ کہتی ہے نیزہ جھکا' جب نیزہ جھکا' اس نے اصغرؑ کا سر لے کر اپنی ردا کے دامن سے اصغرؑ کے چہرے کا لہو صاف کیا' عورتوں سے دیکھ کے کہتی ہے کہ اس کے منہ سے دودھ جاری ہے' اللہ جانے کس ماں کی جھولی اجڑی ہے؟ اللہ جانے کس کا گھر برباد ہوا ہے؟ پھر عورتوں کو دیکھ کے کہتی ہے کہ اس بچہ کی ماں اس کی موت سے پہلے مر گئی ہو۔ چوتھے محمل میں ربابؑ کی آواز آئی' ضعیفہ میں ابھی زندہ ہوں' ایک امانت یہ ہے اور ایک امانت لے کر شام جا رہی ہوں' ایک امانت بھائی کے کام آئی' ایک امانت بہن کے کام آئے گی۔

یہ وہ اصغرؑ ہے قبلہ! میرے پاس دو امانتیں ہیں' میں زندہ ہوں' ایک ہے اصغرؑ' ایک ہے سکینہؑ' اسے شام میں دفن کر کے واپس آؤں گی' مدینے میں' مدینے کا لفظ آیا' میرے ذہن میں' ربابؑ ہے مدینے میں' میری آقازادی نے اپنے وارث کی لاش کو بے کفن دیکھ کے کہا ہے امام حسینؑ کی لاش کو دھوپ میں دیکھ کر بال کھول کر

وعدہ کیا تھا آقاؑ! تیری لاش دھوپ میں دیکھ رہی ہوں' تیری لاش پہ کھڑی ہو کر تیری مظلومیت کی قسم کھا کے وعدہ کرتی ہوں' جب تک میری زندگی ہے چھاؤں میں بیٹھوں گی نہ ہی ٹھنڈا پانی پیئوں گی' پھر ساری زندگی نہ ربابؑ چھاؤں میں بیٹھی اور نہ ٹھنڈا پانی پیا۔ جب مختار نے حرمل کو قتل کیا' مختار نے حرمل کا سر بھیجا' امام زین العابدینؑ کے پاس اور ساتھ ایک خط لکھا کہ میں نے سنا ہے میری آقازادی ربابؑ ابھی تک دھوپ میں بیٹھی ہے اور ٹھنڈا پانی نہیں پیتی' یہ حرمل ہے اصغرؑ کا قاتل' اس کا سر بھیج رہا ہوں میری طرف سے کہہ دیں کہ غلام زادہ کہتا ہے کہ آقازادی اب تو چھاؤں میں بیٹھ جا' ٹھنڈا پانی پی لے' تیرے اصغرؑ کا قاتل مارا گیا۔ یہ خط لے کے امام زین العابدینؑ بیمار سجادؑ آیا گھر میں جناب ربابؑ دھوپ میں بیٹھی ہوئی تھیں' اماں میرا سلام' ماں نے سلام کا جواب دیا۔ سجادؑ کہتا ہے اماں مبارک ہو' بی بی کہتی ہے حسینؑ واپس آ گیا؟ آواز آئی' اماں تیرے اصغرؑ کا قاتل مارا گیا' بی بی کہتی ہے لاکھ قاتل مارے جائیں' اصغرؑ کوئی واپس آ جائے گا' میری جھولی اجڑ گئی' کس نے مارا ہے؟ اماں مختار نے' اللہ اس کے بچے کی زندگی دراز کرے۔ سجادؑ کہتا ہے مختار نے گزارش کی ہے اس نے لکھا ہے میں غلام زادہ ہوں' میری خواہش ہے اب آپ چھاؤں میں بیٹھیں' بی بی کہتی ہے سجادؑ تیرا کیا ارادہ ہے؟ سجادؑ کہتا ہے اماں میرے پاس اور تو کچھ نہیں پھوپھی زینبؑ کو لے آیا ہوں۔ آواز آئی' یہ بہت بڑا وسیلہ ہے' میں اور پھوپھی زینبؑ دونوں ہاتھ جوڑ کے گزارش کرتے ہیں کہ اماں اٹھ چھاؤں میں بیٹھ' ٹھنڈا پانی پی' دیکھتی رہی سجادؑ کو کافی دیر تک' کہتی ہے اچھا میں چھاؤں میں بھی بیٹھ جاتی ہوں' ٹھنڈا پانی بھی پی لیتی ہوں' میرا کہنا تو بھی مان لے' تیرا کہنا میں مان لیتی ہوں۔ آواز آئی کیا؟ بی بی رو کے کہتی ہے تو خون رونا بند کر دے' میں چھاؤں میں بیٹھ جاؤں گی۔

سجادؑ کہتا ہے میرا رہا کچھ نہیں' آواز آئی سجادؑ انصاف کر' تیری پھوپھی زینبؑ بھی موجود ہے' تیری بہن بھی موجود ہے' تیرا چچا حنفیہ بھی موجود ہے' میرا کیا رہ گیا؟ ایک جھولی آباد تھی وہ اجڑ گئی' ایک سکینہؑ تھی اسے شام دفن کر آئی' ایک حسینؑ تھا اس کی لاش کو دھوپ میں دیکھ آئی ہوں۔ سجادؑ کہتا ہے اماں کوشش کر چھاؤں میں بیٹھ جا' بی بی کہتی ہے سجادؑ میں حسینؑ کی لاش پہ وعدہ کر کے آئی ہوں میرا حسینؑ سے وعدہ ہے' میرا وعدہ نہ توڑ۔ اماں میری مجبوری ہے' میں چچا مختار کے قاصد سے وعدہ کر کے آیا ہوں۔ بی بی کہتی ہے' بیٹا کوشش کرتی ہوں۔ سجادؑ کہتا ہے اماں میں امامؑ ہو کے حکم دوں گا' بی بی کہتی ہے تو میرا بیٹا ہے' امامؑ بن کے حکم نہ دینا' میں مجبور ہو جاؤں گی۔ آواز آئی' میں امامؑ ہو کے حکم دیتا ہوں اماں چھاؤں میں بیٹھ۔ بی بی نے نو دفعہ اٹھنے کی کوشش کی' اٹھ نہیں سکی' ایک بازو جناب زینبؑ نے پکڑا' ایک بازو جناب سجادؑ نے پکڑا' سہارا دے کے اٹھایا' ایک پاؤں سائے میں گیا' بی بی کربلا کی طرف دیکھ کے کہتی ہے حسینؑ میرا وعدہ ٹوٹ رہا ہے' کوشش کر کے میں وہاں نہ جا سکوں' مجھے موت آ جائے' ابھی ایک پاؤں سائے میں تھا ایک دھوپ میں' بی بی زینبؑ کہتی ہے سجادؑ نہ کوشش کر' سجادؑ تیری ماں مرگئی۔ انا لله و انا الیه راجعون ٥ دیکھو تو سہی تیری ماں کے چہرے پر موت کی زردی آ گئی' اسی طرح دھوپ میں سلا دیا۔

(سلامت رہو' سلامت رہو' بابا یہ ہے وفا' اب دو لفظ اور سن لو)۔

جناب ربابؑ کا جنازہ تیار ہوا' بی بی کہتی ہے زندان سے لے کر مدینے تک ربابؑ کے دامن میں کوئی چیز بندھی ہوئی تھی' جب ہم سب رات کو سو جاتے یہ اٹھتی تھی' ایک کونے میں جا کے دامن کھول کے اسے دیکھتی رہتی' روتی رہتی تھی۔ میں نے کئی دفعہ پوچھا' ربابؑ اس میں کیا ہے؟ رو کے کہتی تھی نہ پوچھ یہ میری زندگی ہے۔

آؤ دیکھوں تو سہی اس میں کیا ہے؟ ایک دفعہ میں نے کوشش کی تھی' اس میں کیا ہے' مجھے اس نے کہا تھا' حسینؑ کا واسطہ میری زندگی میں نہ پوچھنا کہ اس میں کیا ہے؟ سجادؑ کہتا ہے بسم اللہ کر کے' بی بی زینبؑ نے دامن کھولا (اب تو سن سکے تو اٹھ کے ماتم کرنا' مجھے موت آ جائے) تھا کیا اس دامن میں؟ علی اصغرؑ کے جلے ہوئے جھولے کی تین لکڑیاں' ایک صغریٰؑ کے ہاتھ کا بنا ہوا کُرتہ۔

(ماتم کرتا آ' پتہ چلے کہ ربابؑ کو پرسہ دینے آئے ہو' مجلس یہاں ختم ہو جاتی ہے' اگر میں ذرا تفصیل سے بتاؤں مجلس یہاں ختم ہو جائے گی' میں شہادت پڑھنا چاہتا ہوں)۔

علی اصغرؑ کے جلے ہوئے جھولے کی تین لکڑیاں' بڑا پیار تھا اصغرؑ سے ربابؑ کو۔ ربابؑ کہتی ہے جس کے اولاد نرینہ نہ ہوتی ہو' دوپہر کے وقت دودھ لے اگر دودھ نہ ملے شربت لے کر اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ٹھنڈے پانی کی بالٹی لے کے اپنے گھر میں رکھ لے' گھر کے دروازے میں کھڑی ہو جاؤ' گلی سے گزرتے ہوئے بچوں کو بلا کر پانی پلاؤ اور کہو' اصغرؑ یہی وقت تھا تو پانی مانگ رہا تھا' تجھے پانی نہیں ملا' تم چھوٹے چھوٹے معصوم کو پانی پلاتے رہو' اس وقت ربابؑ کہتی ہے بارِ الٰہی! اس نے میرے اصغرؑ کو مرتے ہوئے نہیں دیکھا' اس نے میرے اصغرؑ کا جنازہ نہیں دیکھا' اس نے مجھے روتے ہوئے نہیں دیکھا' اسے اولاد عطا کر' ربابؑ کہتی ہے' میری اجڑی ہوئی جھولی کے صدقے اللہ تجھے اولاد عطا کرے گا۔

(اس وقت سارے مومن رو رہے ہو' ہر آنکھ فرات بنی ہوئی ہے' اصغرؑ کی پیاس کے لئے میں معافی چاہتا ہوں' ناراض نہ ہونا' اصغرؑ کی شہادت کے دو لفظ پڑھنے دو)۔

اصغرؑ کی شہادت میں کتنی دیر لگی' تھوڑی دیر تو لگی قبلہ! حسینؑ نے استخارہ کیا۔ (جمشید بھائی دانشور بیٹھے ہو) مچھلی کی ہوتی ہیں تین کیفیتیں' مچھلی جب پانی سے باہر آئے تڑپتی ہے' جب تڑپنے کی سکت نہ رہے' تو دائیں بائیں کروٹیں لیتی ہے' مچھلی دائیں طرف کبھی بائیں طرف' جب یہ صلاحیت اور طاقت بھی نہیں رہتی تو آخری علامت اس کی زندگی کی یہ ہے کہ وہ منہ کھول کے آسمان کی طرف دیکھتی ہے' شاید کوئی پانی کا قطرہ مل جائے' مجھے زندگی مل جائے گی۔

اصغرؑ پہ یہ تینوں کیفیتیں آئیں' جب سات محرم کو پانی بند ہوا' بار بار تڑپتا تھا' آٹھ نو محرم کو کبھی دائیں کروٹ لیتا تھا' کبھی بائیں' پھر سکینہؑ آتی تھی کپڑا ہٹاتی تھی' علی اصغرؑ بائیں یا دائیں کروٹ لے کر سکینہؑ کو دیکھتا تھا' دسویں کی صبح اسے لے کر دوپہر تک اصغرؑ کی وہی کیفیت رہی' جب بھی سکینہؑ نے پکڑا' اٹھایا' منہ کھلا ہوا' آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا' جب سکینہؑ نے یہ حالت دیکھی تو دوڑ کے خالی جام اٹھا کے ہر خیمے میں جاتی اور کہتی' بیبیو! تمہیں بابا کی غربت کا واسطہ میں قیامت تک پانی نہیں مانگوں گی' میرا بھائی مر جائے گا اس کے لئے پانی چاہئے۔

اس کیفیت میں معصوم نے نصرت کی امام کی (بہار ہے غم کی' ہر آدمی ہمہ تن گوش ہو کے اصغرؑ کے مصائب سن کے رونا چاہتا ہے)۔

(سنتے آؤ' سنبھل کے روتے آؤ)

حسینؑ کا کوئی نہیں رہ گیا' اکیلا بچ گیا مظلوم' ایک ظالم نے ظلم کیا' اللہ جانے یہ کیا ظلم تھا؟ دسویں کی رات بتاؤں گا شبیرؑ کی چیخ نکلی' آواز آئی "ھل من ناصر ینصرنا" یہ استغاثہ تو نہیں تھا' کربلا میں زلزلہ آیا' پرندوں نے آشیانے چھوڑے' ملائکہ سے تسبیح چھوٹی' جنت کے دریچے ٹکرانے لگے۔ حسینؑ مدد مانگ رہا ہے' ہے کوئی

جو مجھ غریب کی مدد کرے' یہ استغاثہ ٹکرایا' خیمے سے تڑپ کے یہ چھ ماہ کا اصغرؑ جھولے سے زمین پہ آیا' حسینؑ نے دوسرا استغاثہ کیا "ھل من مغیث یغیثنا" ہے کوئی جو مجھ بے وارث کی مدد کرے' بی بی ربابؑ نے دیکھا یہ چھ ماہ کا لال جو ابھی چل پھر نہیں سکتا' بول نہیں سکتا' حسینؑ کے دوسرے استغاثہ پر چونکہ معصوم کا استغاثہ تھا' یہ معصوم نے سنا' اگرچہ یہ چل نہیں سکتا تھا' کہنیوں کے بل خیمے کے دروازے کی جانب جانے لگا' بی بی ام ربابؑ کہتی ہے سکینہؑ جلدی آ اماں فضہؑ کو بلا' حسینؑ سے کہہ کہ خیمے میں جلدی آئے' ورنہ اصغرؑ میدان میں پہنچ جائے گا۔ جناب فضہؑ نے حسینؑ کو بلایا' حسینؑ خیمے میں آئے۔ (جب تک میری زندگی ہے تمہیں مصائب سناتا رہوں گا)

حسینؑ آیا خیمے میں' ربابؑ کیا ہوا؟ ربابؑ کہتی ہے' مولاؑ تو نے پہلا استغاثہ کیا' اصغرؑ تڑپ کے جھولے سے زمین پر آیا' مولاؑ آپ نے دوسرا استغاثہ کیا' کہنیوں کے بل چل کے خیمے کے دروازے کی طرف چلنے لگا' اس سے پوچھ کیا بات ہے؟ حسینؑ نے اصغرؑ کو اٹھایا' تین دن کا پیاسہ بچہ ہے' دونوں ہاتھ چھڑا کے بابا کی گردن میں ڈالے۔ حسینؑ کہتا ہے شاباش اصغرؑ اگر تیری یہی مرضی ہے تو میری مدد کے لئے تل گیا ہے تو میں حسینؑ حاضر ہوں۔ حسینؑ کہتا ہے ربابؑ اصغرؑ کو تیار کر' (اب میری مائیں' بہنیں جانتی ہیں بچہ ہو چھ مہینے کا' بابا میں اسے لے جاتا ہوں باہر' ماں کہتی ہے نہیں' ابھی نہیں' وہ بچے کو لے جائے گی' اس کا منہ دھلائے گی' آنکھ میں سرمہ لگائے گی' سب سے قیمتی لباس پہنائے گی' خوبصورت بنا کے پھر کہیں نہ کہیں سے کوئی ایسی چیز لے کے اس کے ماتھے پر لگائے گی کہ بچہ نظر بد سے محفوظ رہے۔ میری ماں سے بڑی عمر کی مستور کہتی ہے' محسن نقوی! جلدی بتا کیا خیمے میں پانی تھا' اصغرؑ کے منہ دھونے کیلئے؟) یہی تو بتا رہا ہوں' جب ربابؑ کو پانی نہیں ملا اصغرؑ کا چہرہ اپنی

آنکھوں کے نیچے کر کے اتنی روئی سارے آنسو اصغرؑ کے چہرے پہ پڑے پہلے دامن سے اصغرؑ کا چہرہ صاف کیا۔ آواز آئی کاش آج میرے بابا کا شہر ہوتا میں تیار کر کے بھیجتی' دنیا دیکھتی' اصغرؑ میں غریب ہوں' میری شکایت نہ کرنا' میرے پاس پانی نہیں' اصغرؑ کا منہ صاف کر کے صغریٰؑ کا بھیجا ہوا کرتہ پہنایا۔

(ہائے ہائے دل ہلا دینے والا بین کیا ہے' میری اس فضہؓ ماں نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا میرے اللہ اس وقت تیرے بادل کہاں تھے؟) ربابؑ کے پاس پانی نہیں تھا' چھ ماہ کا بچہ ہے' ماں نے پیار کیا' صغریٰؑ کے ہاتھ کا بھیجا ہوا کرتہ پہنایا' اللہ جانے کہاں سے لائی تھی؟ چھوٹی سی کمان' چھوٹا سا تیر' اصغرؑ کو سجا کے چاند جیسے اصغرؑ کو لا کے بی بی کہتی ہے میرے حسینؑ مولا میرے گھر میں یہی ہے ترکہ ہے تو لے جا اگر تو بچ سکتا ہے تو میرے ہزار اصغرؑ ہوں تجھ پر قربان' حسینؑ نے اصغرؑ کو لیا' بی بی کہتی ہے ایک دفعہ ذرا اصغرؑ کو مجھے دے پھر باہر لے جانا' حسینؑ نے دیا' ربابؑ نے اصغر لیا۔ ۸۸ مستورات اٹھیں' ہر مستور نے اصغرؑ کو پیار کیا' اللہ جانے زلزلہ تھا' قیامت تھی' خیمہ گاہ میں' یہ مائیں سمجھ سکتی ہیں' بیٹیاں سمجھ سکتی ہیں' بہنیں سمجھ سکتی ہیں' حسینؑ اصغرؑ کو لے کے خیمے سے جانے لگے' باہر آئے۔ ربابؑ کی آواز آئی' مولا ایک دفعہ خیمے کے اندر آ' کہا اصغرؑ مجھے دے' حسینؑ کہتا ہے' کیوں طبیعت نہیں چاہ رہی تو میں نہیں لے جاتا۔ رو کے کہتی ہے' مولاؑ تیری غربت کی قسم میرے ہزار اصغرؑ تیرے قدموں پہ نثار' تجھ پہ قربان ہوں' ذرا دے تو سہی' ربابؑ نے چھ ماہ کے اصغرؑ کو لے کے اس کے کان میں کوئی بات کی' اصغرؑ تڑپ گیا' پھر اصغرؑ مسکرا دیا' بچہ کتنا ہی معصوم کیوں نہ ہو' ماں اس کی زبان سمجھ لیتی ہے۔ اصغرؑ مسکرایا' ماں نے کہا شاباش اصغرؑ! حسینؑ نے ربابؑ سے کہا' ربابؑ تو نے اصغرؑ کے کان میں کیا کہا؟ ربابؑ کہتی

ہے' مولاؑ میں نے اصغرؑ کو اتنا کہا کہ اصغرؑ میں سید زادی نہیں تو جوان بھی نہیں' میرے دودھ کی لاج رکھنا۔ آواز آئی' اصغرؑ نے کیا کہا؟ مولاؑ اصغرؑ نے کہا ہے اماں ہر جوان گیا ہے' اس کی لاش بھی آئی ہے' بابا مجھے لے جائے گا اگر دشمن کی دو لاکھ فوج منہ چھپا کے نہ روئے تو مجھے اصغرؑ نہ کہنا۔

حسینؑ اصغرؑ لے کے باہر آیا' ساڑھے تین سال کی سکینہؑ' بہن چاہے ساڑھے تین سال کی کیوں نہ ہو؟ (تیرے چھ بھائی ہوں' دعا کیا کر اللہ ایک بہن دے' بہن کا پتہ چلتا ہے اس وقت جب بھائی مر جائے' بھائی باہر پھرتے رہتے ہیں جب رات کا یہ وقت ہوتا ہے بہن آ کے چارپائی پکڑ کے چیخ مارتی ہے بھائی عید آئے گی میں کس کے پاس جاؤں گی؟ میرا کون ہو گا؟ لاش کو سجانے والی بہن' سفر میں ہو' پردیس میں ہو بہن کا دل تڑپ جاتا ہے۔ عید قریب آ جائے چھوٹے چھوٹے بچوں سے کہتی ہے' جاؤ سڑک پہ کھڑے ہو جاؤ آج عید کی رات ہے تمہارا ماموں آتا ہو گا' عید لے کے آئے گا' بہن ہوتی ہے' قبلہ! جو بھائی کے رشتے کو سنوارتی ہے) سکینہؑ ہے ساڑھے تین سال کی' حسینؑ اصغرؑ کو لے کے چلے' چودھویں قدم پر آہٹ محسوس ہوئی' حسینؑ نے مڑ کے دیکھا ساڑھے تین سال کی سکینہؑ ننگے پاؤں دوڑتی آ رہی ہے۔ حسینؑ کہتے ہیں سکینہؑ تو کیوں آئی ہے؟ آواز آئی بابا دھوپ ہے' اصغرؑ کا جسم ہے نرم' میں یہ گزارش کروں گی' میرا بھائی کبھی دھوپ میں نہیں آیا' اپنے عمامے کا ایک دامن اصغرؑ کے منہ پہ ڈال دے' اسے دھوپ نہ لگے۔ (ہائے او سکینہؑ کوشش کر رہی ہے اللہ کرے تیرا اصغرؑ پانی پی آئے' واپس آ جائے تیرا اصغرؑ بچ جائے' یہ تیور ہیں مصائب کے میں بچوں کو بھی مصائب سنانا چاہتا ہوں) سکینہؑ واپس آئی' اصغرؑ کا جھولا صاف کیا' چھوٹے چھوٹے یتیم اکٹھے ہوئے' دیکھ کے کہتی ہے دیکھو لو اصغرؑ کی مسند تین

دن، تین راتوں کا جاگا ہوا ہے، اب بابا پانی پلا کے آئے گا، میں سلا دوں گی، پھر میرے خیمے میں نہ آنا، میرا اصغرؑ بے آرام ہوگا، بچے کہتے ہیں ٹھیک ہے۔

حسینؑ گیا میدان میں، چھ ماہ کے بچے کو لے کے، ۵۷ برس کا حسینؑ، زخمی حسینؑ اکبرؑ کی لاش اٹھائی تھی، نہیں تھکا تھا، چھ ماہ کے بچے کو اٹھا کے کئی دفعہ رکا، کئی دفعہ زمین پہ بیٹھا، آگے گیا پیچھے ہٹا دشمن کی فوج سامنے ہے، (پتہ نہیں سن سکو گے یا نہیں سن سکو گے، اگر طبیعت پہ کچھ کنٹرول ہے تو میں لفظ سناتا ہوں) حسینؑ کے زخمی ہاتھوں پہ اصغرؑ، آواز آئی یہ تمہارا قصوروار نہیں، یہ میرا چھ ماہ کا کمسن بچہ ہے، اسے پانی پلا دو میں شفاعت کا ذمہ لیتا ہوں، جب حسینؑ نے کہا، اسے پانی پلاؤ، عمر ابن سعد نکلا، آواز آئی، حسینؑ پیاس خود کو لگی ہے نام بچے کا لیتا ہے، جب تک یہ خود پانی نہیں مانگے گا ہم نہیں دیں گے۔ اصغرؑ تڑپا حسینؑ کے ہاتھوں پر، آواز آئی، بابا میں عیسیٰؑ سے کم تو نہیں، مجھے گرم ریت پہ سلا دے، پانی جانے اور میں جانوں۔

حمید ابن مسلم کہتا ہے، حسینؑ نے گرم ریت پر تین دفعہ اصغرؑ کو سلایا، پھر اٹھایا اور کہا اصغرؑ تیرا جسم نرم ہے زمین گرم ہے، تیسری دفعہ جب اصغرؑ کو سلایا، اصغرؑ اس انداز سے تڑپا، حمید کہتا ہے کربلا کے ذرے ذرے سے آواز آئی میں پیاسا ہوں، میں پیاسا ہوں، مجھے پانی پلا دو، میرا بابا سچ کہتا ہے، جب کربلا کے ذرے ذرے سے آواز آئی، میں پیاسا ہوں، میں پیاسا ہوں، مجھے پانی پلا دو۔ اس وقت حمید ابن مسلم روایت کرتا ہے کہ میں نے دیکھا، یزیدی لشکر کے فوجی منہ چھپا کے عباؤں میں منہ رکھ کے چیخیں مار رہے تھے۔ (ہائے محمدؐ کا گھرانہ تمہاری قسمت، ہائے اولاد محمدؐ تمہاری قسمت، دریا سامنے بہہ رہا ہے، حیوان پانی پی رہے ہیں، چھ ماہ کے بچے کے لئے پانی نہیں) عمر بن سعد دوڑ کے آیا، کہتا ہے حرملا تو بہت بڑا نشانے باز ہے، اس معصوم کا کلام قطع

کر' ورنہ بغاوت پھیل جائے گی۔ حرمل نے کمان سنبھالی' کمان میں تیر رکھا' ادھر اصغرؑ کو اٹھایا ہوا ہے حسینؑ نے جیسے نمازی تشہد میں بیٹھا ہے' اصغرؑ کو سینے کے ساتھ لگا رکھا ہے' حسینؑ نے کہا اصغرؑ تمہارا کیا خیال ہے؟ آواز آئی بابا دعا کر سامنے جناب ربابؑ کھڑی ہے' ادھر حرملہ بیٹھا ہے کمان میں تیر ڈال کے' اصغرؑ کی گردن کا نشانہ لیا' ربابؑ کی آواز آئی' اصغرؑ خبردار میرے دودھ کی لاج رکھنا' تیر تیرے بابا کو لگا میں دودھ کا حق معاف نہیں کروں گی۔ جب کہا' تیرے بابا کو تیر نہ لگے' تیر گردن پہ لگے' پہلا تیر ادھر سے چلا' اصغرؑ نے کوشش کر کے تیر گردن پر سے اچھل کر سہنے کی کوشش کی' تیر دور جا گرا' دوسرا تیر اصغرؑ نے کوشش کی تیر دور جا گرا' جب تیسرا تیر خطا ہو گیا' عمر ابن سعد حرمل کے قریب آ کے کہتا ہے اللہ تجھ پر لعنت کرے' مچھلی پانی پر ہے باہر آتی ہے تو اس کی آنکھ کا نشانہ بناتا ہے' کبھی تیرا نشانہ خطا نہیں جاتا' معصوم کی گردن سے تیرا تیر خطا ہو رہا ہے' حرمل اپنے تیر پہ کمان مار کے کہتا ہے خدا کرے مجھے موت آ جائے' میں کمان میں تیر رکھتا ہوں' گردن کا نشانہ لیتا ہوں' وہ سامنے جو کالی قناعت ہے' اللہ جانے اس بچے کی ماں ہے یا کوئی بہن' یہ قرآن اٹھا کے باہر آ جاتی ہے' کہتی ہے نہ مار میرا معصوم ہے۔ ابن سعد کہتا ہے تیر بدل۔

(میں کھاتا ہوں قسمیں' اس لئے قسمیں کھاتا ہوں کہ تجھے یقین آ جائے' مجھے پاک زہراؑ کی چادر کی قسم شاہ صاحب غلط پڑھوں بی بی زینبؑ شفاعت نہ کرے' صحیح پڑھوں' جگر سنبھال کے سن' دعا مانگ مجھے موت آ جائے' مولا تیری زندگی سلامت رکھے)۔

جب اس نے کہا تیر بدل' اس نے وہ تیر اٹھایا جس سے عرب میں حیوان شکار کئے جاتے ہیں' اس نے تیر کمان میں ڈالا۔ ربابؑ کہتی ہے سنبھل جا' اصغرؑ کا سر

ہے اس طرف' پاؤں ہیں اس طرف' آواز دے کے کہتا ہے اماں فکر نہ کر' تیر بابا کو نہیں لگے گا تیر آ رہا تھا پاؤں کی طرف' آواز آئی' سنبھل' تیر تیرے بابا کو نہ لگے۔

آواز آئی اماں تیر آنے تو دے' تیر آ رہا تھا' پاؤں کی طرف' تیر جب قریب آیا' تو بابا کے ہاتھوں پر معصوم' امامؑ کے ہاتھوں پر معصوم اصغرؑ الٹ کے اس طرح بابا کے ہاتھوں پر آیا' گردن میں تیر آیا' دائیں کان سے بائیں کان تک تیر آیا' کچھ حصہ بچ گیا تیر کا' وہ حسینؑ کی کلائی میں آیا۔ اصغرؑ بابا کو دیکھ کے آہستہ سے کہتا ہے' بابا میری ماں سے شکایت نہ کرنا' میری گردن چھوٹی تھی' تیر بڑا تھا' بابا میری گردن چھوٹی تھی' تیر بڑا تھا' جو بچ گیا ہے وہ تیری کلائی میں لگ گیا' بابا ناراض نہ ہونا' بابا میری ماں سے شکایت نہ کرنا' میری مجبوری تھی' گردن چھوٹی تھی' تیر بڑا تھا۔ (کرتا آ ماتم' جی بھر کے پرسہ دو بی بی ربابؑ کو' سلامت رہو' سلامت رہو)

حسینؑ نے ہاتھوں پر اصغرؑ کا خون لیا' خون لے کے حسینؑ نے سوچا میں آسمان پہ بھیج دوں' آسمان سے آواز آئی' مولاؑ معصوم کا خون ہے' بے گناہ کا لہو ہے' ادھر نہ بھیجنا' قیامت تک آسمان سے بارش نہ ہو گی۔ حسینؑ نے سوچا زمین پر پھینکوں' آواز آئی' ابوترابؑ کے بیٹے یہ خون معصوم کا خون ہے' مجھ پہ نہ پھینک' قیامت تک ہریالی پیدا نہیں ہو گی۔

انکار آسمان کو ہے' راضی زمین نہیں
اصغرؑ تیرے لہو کا ٹھکانہ کہیں نہیں

(سن سکو گے) حسینؑ نے خون لے کے اپنی داڑھی کو خضاب کرنا شروع کیا' آواز آئی اسی چہرے سے ناناؐ کی زیارت کروں گا' اسی چہرے سے قیامت کے دن جاؤں گا' کہوں گا' بارالٰہی! یہ میرا اصغرؑ تھا۔ (سلامت رہو' لے لو سانس)

یہ ہے اصغرؑ......

قبر اصغرؑ پر گھڑی بھر کو چراغاں تو ہوا
کربلا میں جو بھٹکتے ہوئے جگنو آئے

یہ ہے چھ ماہ کا' اگر میں پوری روایت پڑھوں کوئی مر جائے گا' تین دفعہ یہ شہید ہوا' ایک دفعہ تیر سے ایک دفعہ نیزے سے' ایک دفعہ ٹوٹی ہوئی تلوار کے ٹکڑے سے' تین دفعہ شہید ہوا' دو شہادتیں نہیں پڑھتا' ایک شہادت پڑھتا ہوں۔

(او میری ماں مجھے پریشان نہ کر' جو تھک گئے ہیں مصائب سن کے انہیں جانے دے' میں نے شہزادی سکینہؑ کی شہادت بھی پڑھنا ہے' تو کہتی ہے اصغرؑ کی شہادت پہ پردہ نہ ڈالوں' تو کہتی ہے یہ بتا کہ اصغرؑ قبر سے کیسے نکالا گیا' نرم دل مومن ہیں کوئی مر جائے گا' بار بار کہہ رہی ہے تو سن!)

(تو نے واسطہ دیا ہے' میں پڑھتا ہوں)

(بتاؤں اصغرؑ قبر سے کیسے نکالا گیا؟)

شام غریباں کو سر شمار ہوئے' عمر ابن سعد کہتا ہے' مرے ہیں ۷۲' سر ہیں ۷۱' اصغرؑ کا سر کوئی نہیں۔ ایک ظالم کہتا ہے' مجھے پتہ ہے حسینؑ نے اصغرؑ کو کہاں دفن کیا ہے۔

مجھے ۲۰ نیزہ بردار دے' نیزے والے سپاہی لے کے کربلا کی زمین کو تلاشنا شروع کیا' ایک جگہ نیزہ رک گیا' نیزہ نکالا' اصغرؑ کا جسم ساتھ آیا' ربابؑ کہتی ہے سجادؑ وہ دیکھ میرا اصغرؑ دوسری دفعہ شہید ہو رہا ہے......

(سلامت رہو' سلامت رہو' حوصلہ' حوصلہ)

بایاں پاؤں اٹھاتی ہے' ساری رات یزید کے دربار میں کھڑی رہی' صبح ہوئی' سفیر روم مسلمان نہیں' دیکھ کے کہتا ہے' یزید یزید (لعنت) یہ جو سامنے قیدی بیبیاں کھڑی ہوئی ہیں' کیا یہ مسلمان ہیں؟ آواز آئی' کیوں پوچھتا ہے؟ تو دیکھ کے کہتا ہے کہ مسلمانوں کی شریعت میں ایسا کون سا جرم ہے کہ ایسی شریف زادیاں ساری رات دربار میں چپ کر کے کھڑی رہیں؟ یزید کہتا ہے کہ تو پوچھتا کیوں ہے؟ کہتا ہے' پوچھتا اس لئے ہوں کہ سب سے آخر میں ایک قیدی بچی کھڑی ہے' ساڑھے تین سال کی...... وہ بیمار بھی ہے' وہ جو سامنے کھڑی ہے جس کے رخساروں کا رنگ نیلا ہے' جس کے بالوں میں گرد ہے' جو اللہ جانے کتنی راتوں سے سوئی نہیں' یزید میں ساری رات دیکھتا رہا' نو دفعہ بے ہوش ہو کے بچی گری...... رسی گرنے نہیں دیتی۔

(سلامت رہو' سلامت رہو' آخری مصائب کے جملے)

یزید کہتا ہے' شمر کون ہے وہ بچی؟ آواز آئی سکینۂ بنت الحسینؑ' حسینؑ کی بیٹی سکینہؑ ہے۔

اسے میرے تخت کے سامنے لے آ' شمر قریب لے آیا۔ حسینؑ کی بیٹی! تیرا بابا بہت زیادہ پیار کرتا تھا تجھ سے؟ آواز آئی جس طرح میرا بابا پیار کرتا تھا' کوئی اس سے زیادہ اپنی بچی کو پیار نہیں کر سکتا۔ آواز آئی' کیسے پیار کرتا تھا؟ آواز آئی' روزانہ صبح کی نماز کے بعد میرا بابا مجھے اپنے زانو پر بٹھا کے بصرہ کی کھجوریں کھلاتا تھا۔ یزید کہتا ہے' اب بھی کھائے گی' خرمے؟ سکینہؑ نے سجادؑ کو دیکھا' سجادؑ نے کہا' سکینہؑ امتحان ہے۔ بچی نے کہا' ہاں کھاؤں گی۔ یزید نے اشارہ کیا' ایک طشت آیا۔ (اب دعا کرو مجھے موت آجائے)

ادھر طشت آتا گیا' اللہ جانے بچی کو کیا کشش تھی' جیسے جیسے طشت آتا گیا'

ویسے ویسے بچی مڑتی گئی' یہ طشت یزید کے سپاہی نے یزید کے تخت کی آخری سیڑھی پہ رکھ دیا۔ یزید نے کہا' طشت سے رومال ہٹا' خرمے کھا۔ سکینہؑ بیٹھی' چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے رومال ہٹایا' اللہ جانے طشت میں کیا نظر آیا؟ بچی نے ایک چیخ ماری' آواز آئی بابا تو کہاں تھا؟ بابا کتنی راتیں ہوگئیں میں تجھے ڈھونڈتی پھر رہی ہوں؟ اللہ جانے تو کہاں تھا؟ میں جس سے پوچھتی تھی وہ طمانچے مارتا تھا۔

یزید کہتا ہے' شمر بچی کو ہٹا' سجادؑ کہتا ہے تو نہ ہٹا' میں ہٹاتا ہوں۔

سجادؑ آ کے کہتا ہے' سکینہؑ ہٹ جا' ظالم ظلم کرے گا۔ دربار ختم ہوا' آ گئے زندان میں' بچی دیکھ کے آئی تھی بابا کا سر' تخت کی آخری سیڑھی پر...... آدھی رات ہوئی' ساری مستورات سو گئیں' ساڑھے تین سال کی سکینہؑ سجادؑ کی گردن میں بانہیں ڈال کے' دونوں رخساروں کا بوسہ دے کے کہا' سجادؑ میں تیرے باقرؑ کی کنیز ہوں...... ایک دفعہ مجھے بابا ملا دے۔ آواز آئی' بابا دربار میں تھا' سکینہؑ نے رونا شروع کیا' بابا! بابا! ڈھائی تین سال کی بچی اگر آدھی رات کو رونا شروع کرے' گھر کا ہر فرد جاگ جاتا ہے' کبھی کبھی بی بی زینبؑ اٹھاتی ہے' کبھی بی بی کلثومؑ سینے سے لگاتی ہے' کبھی رقیہؑ' کبھی ربابؑ' نہ رو سکینہؑ تیرا بابا آ جائے گا۔ دیکھ کے کہتی ہے مجھے بابا ملا دو' مجھے نیند نہیں آتی' میں آنکھیں بند کرتی ہوں' سامنے بابا آ جاتا ہے' مجھے بابا ملواؤ۔ آواز آئی کیوں...... رو کے کہتی ہے وہاں دربار تھا' وہاں شمر تھا' میرے بابا کے چہرے پہ خون لگا ہوا تھا' میں بابا کا خون صاف نہیں کر سکی...... سکینہؑ سو جا' سکینہؑ روتی رہی رات بھر روتی رہی' اگلا دن روتی رہی' اگلی رات روتی رہی' پھر اگلا دن روتی رہی' جب تیسری رات ڈھل گئی۔

سجادؑ رو کے کہتا ہے' سکینہؑ میری غربت کا واسطہ سو جا...... ہاتھ بھائی کی

گردن میں ڈالے' رو کے کہتی ہے پہلے تو سو پھر میں سوؤں گی' سجادؑ نے کڑیاں سمیٹیں' زمین پر سو گیا۔ جب سجادؑ کو دیکھا نا سکینہؑ نے کہ سجادؑ سو گیا ہے' نیند آ گئی ہے' آہستہ آہستہ ایک کونے میں آ کے لیٹ گئی' نیند آ گئی۔ اتنے میں یزید کا حکم نامہ لے کے یزید کا سپاہی آیا' اس نے سجادؑ کو جگایا' حکم یزید پڑھ کے سنایا کہ قیدی تیری بہن سکینہؑ کے رونے کی وجہ سے پوری شام کی آبادی بے چین ہے' سجادؑ اس کے لئے قید تنہائی کا حکم ہے' اس بچی کو کسی علیحدہ زندان میں قید کر دے' سجادؑ جلدی کر' سجادؑ آیا جہاں سکینہؑ سوئی ہوئی تھی' سکینہؑ کا سر اٹھا کے اپنی عبا کے دامن سے سکینہؑ کے رخساروں سے شام کی مٹی صاف کر کے سجادؑ کہتا ہے' سکینہؑ میں جو کہتا تھا نہ رویا کر' سکینہؑ کی آنکھ کھلی' اپنی بانہیں سجادؑ کی گردن میں ڈال کے کہتی ہے' بھیا کیا ہے؟ آواز آئی' میں جو کہتا تھا نہ رویا کر' آواز آئی کیوں؟ دیکھ کے کہتا ہے یزید نے حکم دیا ہے کہ اسے علیحدہ زندان میں قید کرو۔

سکینہؑ تیرے لئے علیحدہ زندان کا حکم ہے' سکینہؑ کہتی ہے کیا ہو گا' علیحدہ زندان؟ سجادؑ کہتا ہے نہ میں ہوں گا' نہ پھوپھی زینبؑ ہو گی' نہ پھوپھی کلثومؑ ہو گی' نہ اماں ربابؑ' اکیلی تو ہو گی' اکیلا زندان ہو گا۔

ساڑھے تین سال کی سکینہؑ کہتی ہے مجھے اتار' سجادؑ نے اتارا' سجادؑ کے قدموں پہ ہاتھ رکھ کے کہتی ہے پھر ہاتھ جوڑ کے کہتی ہے' مجھے بہن نہ سمجھ' اپنے باقرؑ کی کنیز سمجھ' تجھے اپنی غربت کا واسطہ' میری ضمانت دے دے مجھے بابا کی غربت کی قسم اب بابا کا نام لے کے نہیں روؤں گی۔ سجادؑ کہتا ہے سکینہؑ اگر ضمانت قبول ہوتی' تجھے طمانچے نہ لگتے' پھوپھی زینبؑ قید نہ ہوتی' پھوپھی کی چادر نہ چھنتی۔

سجادؑ کہتا ہے اماں ربابؑ جاگ' ساری بیبیاں سکینہؑ کو پیار کر لو' زندان ہے'

آدھی رات ہے' سجادؑ نے ساری بیبیوں کو جگایا' اللہ جانے سکینہؑ پھر ملے نہ ملے' کوئی بی بی سکینہؑ کا رخسار چومتی ہے' کوئی پیشانی پر بوسہ دیتی ہے' ہر بی بی نے سکینہؑ کو اٹھایا۔

کوئی بی بی سکینہؑ کی گردن پہ بوسے دیتی ہے' سکینہؑ' سکینہؑ تو جا رہی ہے۔ سکینہؑ چپ ہے۔ (قبلہ! ساڑھے تین سال کی بچی اگر کہیں سوئی ہوئی ہو تو اسے جگا دو' مجھے معاف رکھنا)

سجادؑ نے اٹھایا سکینہؑ کو' سپاہی کہتا ہے جلدی کر' جب جلدی کا نام آیا' سجادؑ نے کہا' سکینہؑ سب کو سلام کر' یہی وقت تھا' شام کا قید خانہ تھا' چھوٹے چھوٹے ہاتھ سکینہؑ نے پیشانی پہ رکھے اور کہا پھوپھی زینبؑ میرا سلام' پھوپھی کلثومؑ میرا سلام' پھوپھی رقیہؑ میرا سلام' اماں ربابؑ میرا سلام۔

آواز آئی سب کو میرا سلام' اب سکینہ آئی' باقرؑ کے پاس' آواز آئی باقرؑ جب تو مدینے جائے تو صغریٰؑ سے کہنا' اچھا ہوا تو نہیں آئی ورنہ طمانچے کھانا پڑتے' شام میں جانا پڑتا' زندان میں جاتی۔

بار بار سجادؑ سے کہتی ہے تو آئے گا نا روزانہ ملنے کے لئے' پھوپھی آئے گی' ملنے کے لئے تو ضرور آئے گا؟ سجادؑ نے کہا' ہاں ضرور آؤں گا۔

آ گیا پہلا زندان' زندان کا دروازہ کھلا' سجادؑ سکینہؑ کو لے کے اندر آیا' (قبلہ! اندھیرا ہو' گرمی ہو' بچوں کی عادت ہے دونوں ہاتھ بھائی' ماں یا باپ کی گردن میں ڈال کے' پھندا کس کے اپنا سر سینے پر رکھ لیتے ہیں) تیسرا زندان آیا' سجادؑ اترا' سکینہؑ نے دونوں ہاتھ' سجادؑ کی گردن میں' سر سینے پر رکھا' رو کے کہا' سجادؑ بھائی اندھیرا ہے۔ چوتھا زندان آیا' سجادؑ گرمی ہے' سکینہؑ کہتی ہے مجھے اتار' مجھے خوف آ رہا ہے۔ سجادؑ کہتا ہے یہاں نہیں' سکینہؑ کہتی ہے' یہاں کیوں نہیں اتارتا؟ جہاں تو کہے گا' وہاں

میں نہیں اتروں گی۔ پانچواں زندان آیا' نہیں اتری' سجادؑ کہتا ہے' سپاہی اب کیا حکم ہے؟ چھٹا زندان آیا' اب سکینہؑ نے اپنی بانہیں مضبوطی سے سجادؑ کی گردن میں ڈالیں' نہیں اتروں گی' یہاں گرمی ہے بہت اندھیرا ہے' آخری زندان آیا' سپاہی کہتا ہے اب جلدی سے سکینہؑ کو اتار دے۔ سکینہؑ کہتی ہے بھیا! اب تو مجھے تیرا چہرہ بھی نظر نہیں آتا' بہت اندھیرا ہے' بہت گرمی ہے' میں نہیں اتروں گی' اب سجادؑ دو زانو زمین پر بیٹھا' زبردستی سکینہؑ کا ہاتھ چھڑایا' سکینہؑ نے دوسرا ہاتھ بھائی کی گردن میں مضبوطی سے ڈالا' اب دونوں ہاتھوں سے سکینہؑ کے ہاتھ چھڑا کے زندان کے ایک کونے میں بٹھایا' کہا سکینہؑ حوالے اللہ کے۔ ادھر سجادؑ اٹھا' واپس چلا' ادھر سکینہؑ کبھی اس دیوار سے کبھی اس دیوار سے' کبھی اس دیوار سے کبھی اس دیوار سے' آواز آئی' سجادؑ مجھے تو کچھ نظر نہیں آتا' نہ تو نظر آتا ہے نہ تیرا چہرہ نظر آتا ہے' بہت اندھیرا ہے۔

(آ گیا سکینہؑ کا جنازہ آ گئی جھولے کی شبیہ......)

☆......☆......☆

انگشتری ہے دیں کی نگینہ حسینؑ کا
خیرات میں بھی دیکھ قرینہ حسینؑ کا
سورج پہ سوچ' چاند ستاروں پہ غور کر
تقسیم ہو رہا ہے پسینہ حسینؑ کا

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

☆☆☆

مجلس ہشتم

حضرت علی اکبرؑ کی شہادت

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں۔

مزاج عالی پہ ناگوار نہ سمجھیں تو خانوادۂ تطہیر پر صلواۃ پڑھیں۔

جو صلواۃ کو باعث برکت اور باعث رحمت سمجھتا ہے' صلواۃ بلند آواز سے پڑھے۔

دعا ہے خانوادۂ تطہیر کا خالق بحق خاندان زہراؑ اس بارگاہ میں آپ کی حاضری کا آپ کو بہترین اجر عطا فرمائے۔

یہ مجلس عزا چونکہ یوسف کربلا کے نام سے منسوب ہے' شبیہ ختم الانبیاء

شہزادۂ سلطنت حسن معصومؑ

ولی عہد کمال و جمال محمدؐ و علیؑ

تاثیر دعائے حسینؑ و زینبؑ

ثمر شاخ امامت ثالث

شمس تخیل لیلیٰؑ

نقطہ معیار حسن یوسفؑ

حسن، شرافت، خلق، تہذیب، محبت، مودۃ، ایثار، جذبہ قربانی ان سب کی سجدہ گاہ، نام کے لحاظ سے علیؑ، اپنے کے لحاظ سے اکبرؑ کربلا والوں کی امیدوں کا محور، ماں کی ضعیفی کا جوان سہارا، حسینؑ کے تصور کی دوسری کمند، رسالت اور امامت کے درمیان خط استوا، معیار تربیت زینبؑ کا قطب اکبر، نماز تہجد سادات کی دعا کا محور و مقصد، باعث زیارت انبیاءؑ ......

فرشتوں کی تسبیح و تحلیل کا واحد مرکز، تصویر سردرؐ، شبیہ پیغمبرؐ، شہزادہ علی اکبرؑ ......کو اس بارگاہ جلیلۃ القدر میں آج ہم آب حیات سے زیادہ قیمتی آنسوؤں کا مقدس نذرانہ پیش کریں گے۔ (مائیں، بہنیں، بھائیوں اور بزرگوں سے گزارش ہے کہ طبیعتوں کو حاضر رکھیں، جو ضعیف ہوں وہ حسینؑ کی ضعیفی کو مدنظر رکھ کے اپنے جوانوں کی زندگی کو طویل تر بنانے کے لئے حسینؑ کو پرسہ دیں، سفید سر والی مائیں لیلیٰؑ کی بارگاہ میں اکبرؑ کی موت پر آنسو بہائیں، معصوم بچیاں سکینہؑ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کریں، حسین نوجوانوں کی کوئی خواہش ہو، انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ یقیناً خوبصورت ہوں گے، نوجوانوں کو نوجوانی کی خواہش ہو گی، لیکن اکبرؑ وہ جوان ہے جس کی جوانی کو آرزو رہی)۔

جوانوں کو شباب سے گزرنے کا اندیشہ مگر شباب کائنات میں پیدا ہی اس لئے ہوا کہ چہرہ علی اکبرؑ کا زائر بن کے دنیا میں بکھر جائے، جو چاہتے ہیں کہ آج رات ان کی دعا قبول ہو۔

۱۲ سال سے میں یہ دعائیں منگواتا ہوں، تقریباً تمام دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حسینؑ سے کچھ مانگنا ہو تو اکبرؑ کا واسطہ دیا جائے، تو زینبؑ آمین کہتی ہے۔

اگر دیر ہو جائے قبولیت دعا میں تو اس کی شکایت نہ کرنا' اپنے دست دعا کی کوتاہی کا گلہ کرنا' میرا اپنا دامن وسیع نہ ہو تو دینے والے سے کیا شکایت؟ جلد بازی اچھی نہیں' ۸ محرم کی رات ہے' ۱۴۰۰ ہجری کا محرم ہے' آج اتنا پرسہ دو نہ نمائش نہ ریا کاری' پرسہ دار بن کے اکبرؑ کا پرسہ دو' جب چیخ نکلے مانگ لینا' میں وعدہ کرتا ہوں' سرکار امام حسینؑ کی سخاوت پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے' اگلے سال کی ۸ محرم کی اس رات تک تجھے نہ ملے' تیرے نزدیک دعا بڑی ہو گی' خواہش بہت بڑی ہو گی' لیکن حسینؑ بہت بلند ہے' پرسہ دار بن کے ذرا دعا مانگو' یقیناً قبول ہو گی' میں مانتا ہی نہیں اس لئے کہ آج تک اتنی دعائیں قبول ہو چکی ہیں اس بارگاہ جلیلتہ القدر میں جس کا کوئی حساب نہیں...... چودہ چودہ سال بعد بے اولاد لوگوں کو اگر اولاد ملی ہے تو اکبرؑ کی جوانی کا صدقہ' اکبرؑ کی جوانی پہ روتے ہوئے' اس رات پرسہ دینے کے طویل بھکاری بن کے بھیک مانگنے سے۔

جتنی دعائیں میرے پاس موجود ہیں میں ہاتھ جوڑ کے گزارش کرتا ہوں کہ شہزادہء علی اکبرؑ کی شہادت کی اس مجلس میں میری مائیں' میری بہنیں ایک دوسرے سے بات نہ کریں' جتنی دیر میں دعائیں منگواتا رہوں' خشوع و خضوع سے ذہن میں یہ تصور قائم کر کے کہ حسینؑ کی دہلیز کے بھکاری بن کے بیٹھے ہو۔

نہ کوئی رتبہ ہے نہ کوئی حیثیت ہے' نہ ذات ہے نہ پات' علی اکبرؑ کا واسطہ دے کر مانگتے ہیں' دیکھتے ہیں خاندان زہراؑ ہمیں دیتا کیا ہے؟ جن دوستوں کو قبولیت دعا میں ذرا شک ہو' ان سے میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ مانگیں ضرور' اگر اگلے سال تک دعا قبول نہ ہو' مانگیں صدق دل سے' خلوص نیت سے' پتھر آنکھ سے میرا واسطہ کوئی نہیں' خلوص دل سے دعا مانگیں' اگر اگلے سال تک دعا پوری نہ ہو۔

بے شک جرمانہ اور سزا کے لئے میں حاضر اس لئے کہ حسینؑ جتنا ہماری سمجھ میں آیا ہے تم جتنے بڑے گنہگار کیوں نہ ہو حُرؑ سے زیادہ تو نہیں جو حُرؑ جیسے انسان کو معاف کر سکتا ہے تیری سفارش کیوں نہیں کرے گا؟ اپنی دعائیں دل میں رکھ لو میں جیسے دعا مانگتا جاؤں آمین کہتے جانا ایک گزارش میں کر دوں کہ ہر بہن پر بھائی ہر ماں نے اگر دعا کے نیچے اپنا نام لکھا ہے تو مجبوراً میں وہ نام نہیں لوں گا صرف ایک کر سکتا ہوں کہ اولاد کے لئے جن بہنوں اور بھائیوں نے دعا منگوائی ہے میں وہ تمام تر درخواستیں ہاتھ میں لے کر آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ بلند آواز سے آمین کہیں گے واسطہ میں دیتا جاؤں گا۔

ایک دفعہ درود کی آب حیات سے وضو کر کے زبانوں کو دعا کی نیت سے بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں۔

یااللہ یااللہ یا بار الٰہی علیم بالذات الصدقہ اے اللہ! تجھے محمدؐ کا واسطہ تجھے علیؑ کا واسطہ تجھے زہراؑ کا واسطہ تجھے حسنؑ کا واسطہ تجھے حسینؑ کا واسطہ تجھے بیمار کربلاؑ کا واسطہ تجھے محمد باقرؑ کا واسطہ تجھے جعفر صادقؑ کا واسطہ تجھے موسیٰ کاظمؑ کا واسطہ تجھے علی رضاؑ کا واسطہ تجھے محمد تقیؑ کا واسطہ تجھے علی نقیؑ کا واسطہ تجھے حسن عسکریؑ کا واسطہ تجھے امام محمد مہدیؑ کا واسطہ بارالٰہی تجھے تمام انبیاءؑ کی عظمت کا واسطہ تمام مخدرات عصمت کا واسطہ اولاد حسینؑ کا واسطہ اصحاب حسینؑ کا واسطہ انصاران حسینؑ کا واسطہ جو شام غریباں کو نیزے سے اتری اس چادر کا واسطہ جو عصر عاشور سے پہلے اجڑ گئی اس آغوش کا واسطہ جو شام سے پہلے جل گئے ان خیموں کا واسطہ جن کے پھول سے رخسار نیلے پڑ گئے ان معصوم بچوں کا واسطہ پیاس کی وجہ سے جن کے ہونٹ آپس میں مل گئے اور پھر کھل نہیں سکے۔

سلامت رہو' یہ ہے دعا مانگنے کا واسطہ' خالق جن کے ہونٹ پیاس کی وجہ سے مل کے پھر نہیں کھل سکے ان بچوں کا واسطہ' جو ماؤں سے گیارہویں کی رات بچھڑ گئے اور پھر مل نہیں سکے ان یتیموں کا واسطہ' جو کربلا سے کوفہ تک دوڑتے ہوئے اونٹوں کے پاؤں تلے پامال ہوئے ان گرتے ہوئے بچوں کا واسطہ' خالق شرابی کے دربار میں کئی دفعہ سوچ کے قدم آگے بڑھانے والی مستور کا واسطہ' حسینؑ کی لاش پہ ساری زندگی دھوپ میں بیٹھنے کی قسم کھانے والی ربابؑ کا واسطہ' بارالٰہی جس کا سہارا جہیز شعلوں میں جل گیا اس فاطمہ کبریٰؑ کا واسطہ۔

بارالٰہی جو امام ہو کے بھی بی بی زینبؑ کے کندھوں پر سوار ہوئے چلتے ہوئے خیموں سے باہر نکلا' اس کربلا کے انوکھے بیمار کا واسطہ' جس بہن نے دسویں کی شام تک اپنے بھائی کی راہ دیکھی اور قدم چومنے کے لئے بیماری کے باوجود کہتی ہے کہ عزرائیلؑ ابھی نہ آنا شاید اکبرؑ آ جائے اس صغریٰؑ کا واسطہ' بارالٰہی تجھے حق زہراؑ کا واسطہ' تجھے مقام عصمت کا واسطہ۔

اتنے واسطے دے کے یہ شیعہ برہنہ سر والی' یہ صاحب حیا مستورات جو اپنے گھر چھوڑ کے زینبؑ کو رونے آئی ہیں' جن کے بچے گود میں روتے ہیں تو کہتی ہیں چپ ہو جا میں سکینہؑ کو رو رہی ہوں' خالق ان مستورات کا واسطہ' ان مستورات کی طرف ان بزرگوں کی طرف سے نوجوانوں کی طرف سے ہم سب بارالٰہی سوالی ہیں' تیری بارگاہ میں ہمارے پاس کوئی واسطہ نہیں' کوئی وسیلہ نہیں' ہم محتاج ہیں تو غنی ہے' ہم فقیر ہیں تو دینے والا ہے' بارالٰہی تجھے حسینؑ کے اس سجدے کا واسطہ جسے دیکھنے کے لئے تو نے فرشتوں پہ اپنا سجدہ معاف کر دیا تھا' اس سجدے کا واسطہ' ہم حاجت مند ہیں' ہم سارے سوالی ہیں' ہم سارے فقیر ہیں' تو دینے والا ہے' خالق تیرے سوا کس کے در

دروازے پہ جائیں، کون ہے جو ہماری مرادیں پوری کرے، خالق تو حسینؑ کا بھی اللہ ہے، تو حسنؑ کا بھی اللہ ہے، تو محمدؐ کا بھی خالق ہے، تو علیؑ کا بھی خالق ہے۔

روتے آؤ، تاکہ روتی آنکھوں سے دعا مانگیں۔

بارالٰہی تجھے شام کربلا میں خاکِ شفا کا کفن پہن کے سوتے ہوئے ۷۲ شہیدوں کا واسطہ، خالق اپنے آپ کربلا کی ریت اٹھا کے اپنے بالوں میں ملانے والی اس مستور کا واسطہ جس کا برقعہ کوئی نہیں تھا، ہماری دعائیں قبول فرما۔

میرے اللہ ہم مایوس ہو چکے ہیں ہمارا کوئی نہیں، سوائے تیرے دروازے سوائے آلِ محمدؐ کے دروازے کے، اللہ کا رسولؐ ہماری شفاعت فرما، پاک علیؑ مولا ہمارا وسیلہ بن، سیدہ طاہرہ مخدومہ عالمؑ ہم تیرے حسینؑ کے عزادار ہیں، ماں کو اگر پتہ چلے کہ اس کا بیٹا بے وارث مر گیا، اس کا پرسہ دینے والیوں سے خوش ہوتی ہے، ہم حسینؑ کے ماتم دار ہیں، زنجیرزن ہیں، اس کا پرسہ دیتے ہیں، پاک بی بی کی چادر کی قسم ہم نے ان ۸ راتوں میں ۸ دنوں میں سوائے مظلوم کربلا کی عزاداری کے یا تحفظ عزاداری کے بی بی ہم نے کچھ نہیں کیا، بی بی اگر اس کا کوئی اجر ہے تو ہمیں عطا کر، سرکار امام حسنؑ ہم تیرے زہر اور تیروں کو یاد کر کے، تیرے کفن کی سرخی دیکھ دیکھ کے مولا عزاداری کرتے ہیں، حسینؑ مولا آج کی رات جس کی شہادت پڑھی جانا ہے تجھے اس بیٹے کا واسطہ جسے تو جھک جھک کے نقاب اٹھا اٹھا کے دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ اکبرؑ تجھے نظر نہ لگ جائے، اس علی اکبرؑ کا واسطہ ہماری دعا خالی نہ جائے، مولاؑ تجھے سخی سمجھ کے میں نے وعدہ کیا ہے، اگلے سال سے قبل دعائیں قبول ہوں گی، مولاؑ مجھے مایوسی اور شرمساری اور ناکامی سے بچانا۔

یہ دعائیں جو میرے بھائیوں نے، بہنوں نے، ماؤں نے بھیجی ہیں، یہ ہیں

اولادِ نرینہ کے لئے یا اولاد کے لئے' جس جس بہن بھائی نے میری ماں نے بیٹی نے بچوں نے جوانوں نے یہ دعائیں بھیجی ہیں' میں دعا مانگتا ہوں' سارے آمین کہنا بارالٰہی تجھے اس اصغرؑ کا واسطہ جس کے جلے ہوئے جھولے کی تین لکڑیاں ربابؑ اپنے ساتھ لے گئی' جس کا کُرتہ اس کی بیمار بہن نے مدینہ سے بھجوایا تھا' اس اصغرؑ کا واسطہ جس نے تیر کھا کے تیرے دین کے حق ہونے کی گواہی دی' جن بہنوں' ماؤں اور بھائیوں نے اولادِ نرینہ کا سوال کیا ہے انہیں اولادِ نرینہ سے سرفراز فرما' جنہیں دی ہے ان کی عمر دراز فرما' ہمارے بچوں کو عزاداری مظلوم کربلا ادا کرنے کی صلاحیت عطا فرما' خالق ہمارے بچے وقف ہیں شہزادہ علی اصغرؑ کے لئے' ہماری یہ دعا قبول کر' جن ماؤں نے یہ دعا منگوائی ہے ان کی آغوش میں اگلے سال علی اصغرؑ کا صدقہ کوئی نہ کوئی علی اصغرؑ کا نوکر موجود ہو۔

جن بھائیوں اور بہنوں نے یہ دعا منگوائی ہے وہ منت مان لیں' بارالٰہی تیرے ہاں دیر کوئی نہیں جس بھائی نے' جس بہن نے اولادِ نرینہ کے لئے دعا منگوائی ہے ہم مجلس میں تیرے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ ہر سال اس بچے کو علی اصغرؑ کا غلام سمجھتے ہوئے دسویں کے دن جتنا ہو سکے گا دودھ یا شربت اپنے گھر میں دودھ کے جتنے شیر خوار معصوم بچے یا بچیاں ہوں گی' ہم خود جا کے ان کو شربت یا دودھ پلا کے ان کی پیاس بجھائیں گے' بارالٰہی ہمارے دستِ دعا کو خالی نہ پھیرنا' سب مل کے کہو آمین!

ہاں جی دوسری دعا (صحت یابی کے لئے' شادی) بارالٰہی ہر ماں اور ہر باپ کے لئے اولاد جوان ہو جائے ان کے لئے ان کی شادی کرنا فرض ہوتا ہے' بارالٰہی تجھے اس شادی کا واسطہ جو دسویں کی رات حسینؑ نے اپنے خیمے میں شہزادۂ قاسمؑ کو کفن پہنا

کے کی' جن ماؤں کے پاس اتنی دولت نہیں' جن بہنوں اور بھائیوں اور ماؤں کے لئے اتنا سہارا نہیں' انہیں ان کے بچوں کی شادی کے فرض نیک سے سبکدوش ہونے کی عزت سے شرف یاب کر' خالق یہ بہت بڑا فرض ہے' ماں بوڑھی ہو جاتی ہے اگر بیٹے کی شادی نہ ہو' بارالٰہی مہربانی فرما شہزادۂ قاسمؑ کے صدقے میں میری ماؤں' بہنوں اور بھائیوں کی یہ اولاد کی شادی کی دعا جلد قبول فرما۔

بارالٰہی تجھے اس بیمار کا واسطہ جو ۳۰ سال کی عمر میں ضعیف ہو گیا' جو بیمار ہیں شفائے کاملہ عطا فرما۔

خالق تجھے اس بیمار کا واسطہ جس کی آنکھ لگی تو اس سے پہلے اس کا سارا گھر آباد تھا' جب آنکھ کھلی تو نہ بابا تھا' نہ بھائی' نہ کوئی اور بچا تھا' بارالٰہی اس بیمار کا واسطہ جتنی بڑی بیماری کیوں نہ ہو' تو خالق ہے تو شفا دینے والا ہے' شفا دینے میں دیر کوئی نہیں کرتا' تو سب بیماروں کو شفائے کاملہ عطا فرما۔

دل میں اپنے عزیزوں' دوستوں کے لئے بھی دعا کرتے رہو۔

بارالٰہی تجھے حسینؑ جیسے عظیم انسان کا واسطہ جس نے سارے نبیوں کا قرض دوپہر میں ادا کیا' خالق جو مقروض ہیں ان کا قرض غیب کے خزانہ سے ادا کر' قرض جیسی لعنت کوئی نہیں' بارالٰہی قرض جیسی رسوائی کوئی نہیں' بارالٰہی شریف کے دروازے پر قرض خواہ اگر آ جائے' شریف کے دروازے پر اگر قرض مانگنے والا آ جائے' شریف کے دروازے پر اگر کوئی ایسا انسان آ جائے' جس نے اسے قرضہ دیا ہو' اس کے لئے موت ہوتی ہے' خالق اس سے پہلے کہ شریف کی رسوائی ہو اس کا قرض ادا کر۔

کچھ مومن اور مومنات ایسے بھی ہیں جن کے ہونٹوں پہ آتے آتے دعا کے لفظ بکھر جاتے ہیں صرف ہاتھوں کو نہ دیکھ' کبھی آنکھ بھی پڑھ' کچھ سوالی بڑے خوددار ہوا

کرتے ہیں' بارالٰہی تجھے حسینؑ کی عزت و آبرو کا واسطہ' یہ متفرق دعائیں نہیں عجب عجب قسم کے مجھے واسطے دیئے ہوئے ہیں' بارالٰہی گھریلو مشکلات اور پریشانیوں میں کاروبار کی مشکلات ہیں' رزق کا مسئلہ ہے' روزگار کا مسئلہ ہے' باہر جانا ہے' خالق عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنے کی خواہش ہے' متفرق قسم کی خواہشات ہیں۔

خالق ہم تیرے دربار میں سوالی ہو کے پنجتن پاک کا واسطہ دے کے چہاردہ معصومینؑ کا واسطہ دے کے' انبیاءؑ و اولیاءؒ کا واسطہ دے کر آج کی رات کے شہید کا واسطہ دے کر گزارش کرتے ہیں' مہربانی فرما' ہم بھکاریوں کے خالق جس جس بہن اور بھائی نے یہ دعائیں لکھ کے بھیجی ہیں' قبول فرما' ہمیں شرمسار نہ کرنا' مایوس نہ کرنا' خالق' بارالٰہی کچھ بچوں نے امتحان دیئے ہوئے ہیں خالق تجھے ۷۲ کے امتحان کا واسطہ ان بچوں کو امتحان میں کامیابی عطا فرما' جنہوں نے امتحان دے کر ڈگریاں حاصل کی ہیں اور روزگار کی تلاش میں ہیں خالق ان کو روزگار عطا فرما' جو روزگار کی تلاش میں مایوس ہو چکے ہیں خالق انہیں روزگار عطا کر' بارالٰہی جنہیں نوکریاں نہیں ملتیں' انہیں نوکریاں عطا کر' امتحان میں کامیابی عطا کر' جو تعلیم میں اپنا مستقبل سنوارنا چاہتے ہیں ان کے مستقبل کو سنوار دے۔

بارالٰہی (سب مل کے دعا مانگنا) شامِ غریباں کے بعد بے جرم و بے خطا قید ہونے والوں کا واسطہ جو بے جرم و خطا قید ہوں' خالق ان قیدیوں کا واسطہ جن کے ہاتھوں میں رسیاں مرنے کے بعد بھی نہیں اتریں' بے جرم اسیروں کو خالق رہائی عطا کر' آلِ محمدؐ کے دشمنوں کو نیست و نابود کر دے' شیعان علیؑ کی عزت و ناموس کی محافظت فرما۔

بارالٰہی جو مومنین و مومنات حج و زیارات معصومینؑ کے لئے ترس رہے ہیں'

انہیں حج و زیارات معصومین نصیب فرما' سیدالشہداءؑ اور ان کی اولاد کے مزارات جہاں کہیں بھی ہیں' ہمارے لئے وجہ زیارات تو نے انہیں بنایا تھا' ہمیں زیارات کی سہولیات عطا فرما۔

بارالٰہی جو مومنین و مومنات وفات پا چکے ہیں' انہیں جوار معصومینؑ اور جوار سیدہ طاہرہؑ میں جگہ عطا فرما' بارالٰہی ہماری دعاؤں کو منظور فرما۔

قبولیت دعا کے لئے اتنی بلند صلواۃ پڑھیں جتنی جلدی چاہتے ہیں قبول ہو' صلواۃ بلند آواز سے پڑھیں سارے حضرات...... ہے اجازت میں مصائب شروع کروں' اجازت ہے؟

حضور میں پرسہ شروع کرتا ہوں' شہزادۂ علی اکبرؑ کی شہادت اور مصائب پڑھتے ہوئے زندگی گزر گئی' تمہیں روتے روتے مجھے پڑھتے پڑھتے' آج تک یہی دعا کی ہے میرے خالق علی اکبرؑ کی شہادت پڑھتے ہوئے کبھی موت آ جائے' میرے خالق' اس سے بڑی موت کوئی نہیں۔

جتنے سید اس مجلس میں تشریف رکھتے ہیں ان سے میں دست بستہ اجازت لیتے ہوئے ان سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ جنازہ ان کے گھر کا ہے' کوئی امتی نہ روئے' کوئی بات نہیں' خصوصاً جوان سید زادے پرسہ دیں' سید زادیاں بھی پرسہ دیں' رات آج کی ہے جتنا پرسہ دے سکتے ہو' پرسہ دو' جب چیخ نکلے تو اس وقت کچھ مانگ لینا' اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا' یہ میرے پانچویں معصومؑ کا فرمان ہے' میرا پانچواں معصوم کہتا ہے کہ اگر کسی مومن یا مومنہ کی دعا کسی وجہ سے قبول نہ ہوتی ہو' یہ معصوم محمد باقرؑ کا فرمان ہے' شک حرام ہے' معصوم فرماتے ہیں' کسی مومن یا مومنہ کی دعا کسی عبادت سے قبول نہ ہوتی ہو' اسے چاہئے کہ وہ اپنے گھر میں مجلس پڑھوائے' جتنے

مومنین و مومنات آ سکتے ہوں' اپنی استطاعت کے مطابق بلائے' اس مجلس میں ذاکر سے فرمائش کرو کہ وہ شہزادۂ علی اکبرؑ کی شہادت پڑھے۔ امام باقرؑ فرماتے ہیں جس مجلس میں شہزادۂ علی اکبرؑ کی شہادت پڑھی جائے کوئی اور آئے یا نہ آئے' چار ہستیاں ضرور آتی ہیں' ایک تو میرا بیمار بابا جناب سجادؑ ضرور آتا ہے' مجلس کے آخر میں آ کے بیٹھ جاتا ہے' جب اکبرؑ کی شہادت کے مصائب سنتے ہوئے کوئی مومن چیخ مار کے روئے میرا بابا وہاں سے اٹھتا ہے' آہستہ آہستہ وہاں سے چلتا ہوا میرا بیمار بابا اس مومن کے قریب بیٹھ جاتا ہے' عمامہ اتار کے مجلس کی خاک لے کے اپنے بالوں میں ملا کے زخمی ہاتھ بلند کر کے کہتا ہے' بارالٰہی اس مومن نے میرے بھائی کو گھوڑے سے اترتے ہوئے نہیں دیکھا' میرے بھائی کے سینے میں برچھی لگتے ہوئے نہیں دیکھا' میرے ضعیف بابا کو میرے جوان بھائی کے سینے سے برچھی نکالتے ہوئے نہیں دیکھا' میرے پردہ داروں کو اکبرؑ کے غم میں بال کھول کے روتے ہوئے نہیں دیکھا' بارالٰہی تجھے اکبرؑ کی ادھوری جوانی کا واسطہ اس کی دعاؤں اور مقاصد کو قبول فرما اور اسے اس غم کے علاوہ کوئی غم نہ دینا۔

باقرؑ فرماتے ہیں' جب میرا بابا یہ دعا مانگتا ہے' مستورات میں میری چار پانچ سال کی پھوپھی سکینہؑ کھڑے ہو کے دعا مانگتی ہے' خالق یہ میرا وہ بھائی ہے جس نے شام کے بازار میں تجھ سے کچھ نہیں مانگا' خالق آج یہ تجھ سے دعا مانگ رہا ہے اس کی دعا کو ٹھکرانا نہیں' ایک سجادؑ ایک سکینہؑ چار ضرور آتے ہیں۔ (معیار بڑھاتے آؤ' بھیک تم نے مانگنا ہے' سوال تم نے کرنا ہے' آنسو تم نے بہانا ہیں' میں نوکر ہوں پڑھتا جاؤں گا) ایک سجادؑ ایک سکینہؑ' باقرؑ نے فرمایا کہ چار آتے ہیں دو اور کون آتے ہیں؟ سوال کرو محسن نقوی سے دو اور کون آتے ہیں؟ سجادؑ اور سکینہؑ کے علاوہ دو اور کون ہیں؟

ایک وہ جو اللہ جانے آج بھی اس کے سر پر چادر ہے یا نہیں (ہاں ماتمی بن کے بیٹھو) اللہ جانے آج بھی اس کے سر پر چادر ہے یا نہیں' مخدومہ عالمؑ اور ایک جناب فضہؓ۔

جناب فضہؓ' جناب زینبؑ' جناب سکینہؑ یہ مستورات' اللہ جانے کہاں آ کے بیٹھی ہیں؟ ادھر مردوں میں جناب سجادؑ اللہ مجھے موت دے دے' اگر میں غلط پڑھوں' آج کی رات چونکہ مجلس عزا میں ذکر علی اکبرؑ ہو رہا ہے' جب پتہ چلا ہوگا' بی بی زینبؑ کو جب بھی جہاں بھی مجلس ہو' شہادت علی اکبرؑ کے نام سے منسوب ہو' بی بی زینبؑ ضعیف ہتھیلیاں آج بھی دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کے اٹھتی ہے اور کہتی ہے اماں فضہؓ مجھے میرا برقعہ دے' علی اکبرؑ کا پرسہ دینے والے مجھے رو رہے ہیں۔

سفر کی عادی ہے' تم جانتے ہو (بلند کرو مصائب اور بھیک مانگتے آؤ) یہ وہ اکبرؑ ہے اگر تجھے معلوم ہو جائے تو اتنا روئے گا جتنا رونے کا حق ہے' باقرؑ کہتے ہیں' اگر کوئی دعا کسی طرح سے قبول نہ ہوتی ہو' اکبرؑ کے نام کی مجلس کرا لیا کرو' اس میں دعا مانگا کرو' بی بی زینبؑ آتی ہے اور آمین کہتی ہے۔ مومنو! بی بی زینبؑ کو دکھ بھی زیادہ تھا علی اکبرؑ کا مومنو' جب رہا ہو کے آئی ہے نانا کی قبر پر' کافی دیر تک نانا کے روضے کی دہلیز پکڑ کر نانا کی قبر دیکھتی رہی ہے' کافی دیر کے بعد زینبؑ کے خشک لب ہلے' بی بی کہتی ہے زمانے کے رسولؐ (میرا یہ لفظ ضائع ہوا مجھے قبر میں دکھ ہوگا) کافی دیر نانا کے روضے کی دہلیز پکڑ کے نانا کی قبر کو دیکھتی رہی' کافی دیر کے بعد کلثومؑ کہتی ہے سلام تو کر' زینبؑ کے خشک لب ہلے' بی بی کہتی ہے زمانے کے رسولؐ باغی کی ضعیفہ بہن سلام کہتی ہے۔

میرا ایمان ہے قبر پھٹی' قبر شق ہوئی' رسولؐ قبر سے باہر آئے' آواز آئی'

زینبؑ بیٹا' میرے قریب آ' بی بی کہتی ہے نانا مجھے شرم آتی ہے' میرا سر زخمی ہے۔ آواز آئی' آ میں تیرے سر پر بوسہ دوں۔ آواز آئی' زینبؑ میرے قریب آ' مجھے بتا کہاں کہاں ظلم ہوئے؟ کون کون سے ظلم ہوئے؟ دیکھ کے کہتی ہے' نانا نہ پوچھ۔ آواز آئی' زینبؑ تیرا سر سفید ہو گیا' تیری کمر جھک گئی۔ آواز آئی' نانا سوال کر میں زندہ کیسے آ گئی؟

(سلامت رہو' سلامت رہو' ماتم کرتے آؤ)

رسولؐ فرماتے ہیں' زینبؑ بتا کہاں کہاں ظلم ہوا؟ بی بی زینبؑ رو کے کہتی ہے' نانا مجھے تیری نبوت کی قسم' بابا کی عظمت کی قسم' ماں زہراؑ کے زخمی پہلو کی قسم' نانا مجھے حسنؑ کے جنازہ پر تیر نے لگنے کی قسم' نانا حسینؑ کی خاموشی کی قسم' اتنی قسمیں کھا کے کہتی ہوں نانا نہ پوچھیں۔ آواز آئی' زینبؑ بتا کہاں کہاں ظلم ہوئے؟ کہتی ہے' نانا کیا کیا بتاؤں؟ تیرے دربار میں کھڑے ہو کر تیری قسم کھا کر' بابا کی قسم' ماں کی قسم' حسنؑ کی قسم' حسینؑ کی قسم کھا کے کہتی ہوں' نانا!

پچھتائے گا وہ ظلم جو زینبؑ پہ نہیں ہوا' نانا سارے غم بھول جاؤں گی' مگر ایک ظلم میں قبر کی دیواروں تک نہیں بھولوں گی۔ آواز آئی' زینبؑ کون سا ظلم؟ آواز آئی' نانا کربلا سے شام تک ہر موڑ پر نو نو دفعہ میرے علی اکبرؑ کا قاتل مرے سامنے آ کے مسکراتا تھا۔

آواز آئی' نانا میرے اکبرؑ کا قاتل میرے سامنے آ کے مسکراتا تھا۔

میں نے تمہیں باقرؑ کا فرمان سنایا ہے' دوسرا فرمان علی اکبرؑ کی شہادت پڑھنے سے پہلے بی بی زینبؑ کا بھی سن لیں۔ بی بی زینبؑ کہتی ہے کہ ذاکر کو چاہئے کہ میرے اکبرؑ کی شہادت زیادہ نہ پڑھے۔ پوچھا گیا' بی بی کیوں؟ آواز آئی' اس لئے

کہ ذاکر میرے علی اکبرؑ کی شہادت پڑھے' کوئی مومن یا مومنہ نہ روئے مجھ زینبؑ کا دل قبر کے اندر دکھتا ہے' میں کہتی ہوں کہ اس سے بہتر تو تھا کہ اس مجلس میں نہ آیا ہوتا' میں جو ۲۶ شہر' ۲۷ بازار' ۱۴۶ گلیاں' ۲۸۸ موڑ' ۲' ۲ لاکھ کے ہجوم میں دیکھتی گئی ہوں کہ کوئی مجھے اکبرؑ کا پرسہ دے' ماتم کرنا ہے تو ماتم کرو' چپ کر کے نہ مصائب سنے جاتے ہیں اور نہ ہی سنے جاتے ہیں۔

مجھے آج خود اپنی زندگی کا پتہ نہیں' منصوبہ بنا کے کھڑا ہوں' بی بی زینبؑ قبول کرے' سنتا آ' جی بھر کے بی بی زینبؑ کو پرسہ دو' جناب باقرؑ کا فرمان بھی سن چکے ہو' بی بی زینبؑ کا فرمان بھی سن لیا۔

ایک واقعہ بھی سن لیں۔

حسینؑ کی قبر کا مجاور ہے' نام ہے شیخ مہدی علیہ الرحمہ' حسینؑ کی قبر کا مجاور ہے' ایک قافلہ گیا پاکستان سے یا ہندوستان سے' حسینؑ کی قبر پہ' اس قافلے میں سارے مومنین اور مومنات تھے' انہوں نے شیخ مہدیؒ سے کہا کہ ہمیں مجلس سنا' شیخ مہدیؒ نے حسینؑ کی قبر پہ ہاتھ رکھ کے علی اکبرؑ کی شہادت پڑھی' مومنین اور مومنات بے ہوش ہو گئے' کافی دیر کے بعد ہوش آیا' ہر کوئی عبادت کر کے کے چلا گیا۔ شیخ مہدیؒ گھر آیا' رات کو سویا' اس نے خواب میں دیکھا' زمانے کا رسولؐ ' عمامے کے پیچ گردن میں ہیں' پاؤں میں نعلین نہیں' سر میں خاک' عبا کے بٹن کھلے ہوئے' ''وانبیاء وانبیاہ'' کہتے آ رہا ہے' مٹی بالوں میں' رسولؐ کے پیچھے ایک مستور ہے' سیاہ برقعہ ہے ایک ہاتھ پہلو پہ رکھا ہوا ہے' وہ بھی ''وابتیا وابتیا'' کہتی ہوئی آ رہی ہے' شیخ مہدیؒ کی سمجھ میں آ گیا کہ رسولؐ کے پیچھے بتولؑ ہے۔

شیخ مہدیؒ رسولؐ کی قدم بوسی کے لئے آگے بڑھا' رسولؐ پیچھے ہٹے' شیخ

ہے یارسول اللہؐ کوئی ناراضگی؟ رسولؐ فرماتے ہیں، شیخ مہدیؒ! ضرور پڑھنا
تھی علی اکبرؑ کی شہادت؟ مولاؐ میں نے غلط پڑھی تو معافی چاہتا ہوں۔ آواز آئی، رسولؐ
ہو کے کہہ رہا ہوں، جو کچھ پڑھا ہے صحیح پڑھا ہے، کم پڑھا ہے۔

آواز، آئی مولاؐ کیوں نہ پڑھوں۔

رو کے منہ پہ ماتم کر کے رسولؐ کہتا ہے، شیخ مہدیؒ جب سے تو نے اکبرؑ کی شہادت پڑھی ہے، کبھی شام میں زینبؑ بے ہوش ہو جاتی ہے، کبھی کربلا میں حسینؑ بے ہوش ہو جاتا ہے، کبھی میں اور زہراؑ شام جاتے ہیں، کبھی میں اور زہراؑ کربلا آتے ہیں۔

نہ پڑھا کر علی اکبرؑ کی شہادت، نہ زینبؑ برداشت کر سکتی ہے، نہ حسینؑ برداشت کر سکتا ہے۔

(سلامت رہو، کرتے آؤ ماتم، کیا خبر اگلے سال کوئی زندہ رہے یا نہ رہے، مولاؑ تمہاری دعائیں قبول فرمائے، آج کی رات کے صدقے میں تمام مؤمنین، ایک دوسرے سے بے نیاز ہو کر شبیرؑ کے بیٹے کے غم میں ماتم کرنے والو! سجادؑ مولا تمہاری دعائیں سنے، اگر سمجھ میں آ رہی ہے میری بات تو کرتے آؤ ماتم میرے ساتھ، تین فرمان تم نے سن لئے، روتے آؤ میرے ساتھ، طبیعت ملاتے آؤ، حسینؑ کرم کرے گا، دو آنسو آ جائیں گے اکبرؑ کے حصے کے)۔

(اگر آنسو نہ رہے ہوں، بی بی زینبؑ آج شام میں نہیں، یہیں کہیں بیٹھی ہو گی، کہہ دے بی بی زینبؑ میری آنکھ میں دو آنسو دے دے، تا کہ میں رو لوں، علی اکبرؑ کو، تا کہ شرمسار نہ ہوں میری آنکھیں)۔

(اب، دو اجازت، سلامت رہو، ماتم بھی کرتے آؤ، تین باتیں میں نے بتا

دیں' اب تمہیں مقام معلوم ہوگیا)۔

(مولاؑ تمہیں امتحان میں کامیابی عطا کرے' قاسم بھائی تمہارا روزگار وسیع ہو)۔

(اب ہے اجازت پڑھوں علی اکبرؑ کی شہادت؟ یا ثانی زہراؑ میری آقازادی کرم کر' پورے پاکستان میں عشرے کی مجالس میں اگر کوئی ذاکر اتنا مصائب پڑھ لے تو کافی ہوتا ہے' میں یہاں دو دو گھنٹے متواتر مصائب پڑھتا ہوں' پھر بھی میرے دوست مجھے کہتے ہیں کہ محسن تم مصائب زیادہ کیوں نہیں پڑھتے؟ میں کہتا ہوں مر جاؤں' سننا چاہتے ہو نا مصائب' تو پھر سنو' جتنا جی چاہے' اگر برداشت کی قوت ہے تم میں' تو ٹکریں مار کے رو گے)۔

(سن لو مصائب' جیسے تمہارا جی چاہے' رات آخری ہے' پہلا لفظ سن لینا) ڈھل گئی دسویں کی رات' ہوگئی دسویں کی صبح...... (روتا بھی آ' سنتا بھی آ' ماتم بھی کرتا آ) میں نے کہا کہ ڈھل گئی دسویں کی رات...... ہوگئی دسویں کی صبح' نہ ہوتی یہ صبح نہ زہراؑ کا بھرا گھر اجڑتا' نہ بہنوں کے بھائی مرتے' نہ معصوم بیبیاں یتیم ہوتیں' نہ بی بی زینبؑ کے سر سے چادر اترتی' نہ بی بی زہراؑ کا بھرا گھر اجڑتا۔

(ڈھل گئی دسویں کی رات...... ہوگئی دسویں کی صبح...... بار بار اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تیرے ذہن میں مصائب آئے) ہوگئی دسویں کی صبح' ادھر دسویں کی صبح ہوئی' ۵۷ سال کا ضعیف حسینؑ کمر پہ ہاتھ رکھ کے اٹھا' آہستہ سے کہتا ہے اکبرؑ بیٹا میرے قریب آ' اکبرؑ قریب آیا' حسینؑ کہتا ہے آخری صبح ہے...... تیری شکل اور آواز نانا محمدؐ سے ملتی ہے' اکبرؑ بیٹا آج نانا محمدؐ کے لہجے میں اذان دے۔

آواز آئی' علی اکبرؑ بیٹا آ میرے قریب آ' نانا محمدؐ کے لہجے میں اذان

دے...... تاکہ انہیں پتہ چلے کہ رسولؐ ہمارا بھی کچھ لگتا ہے' ہوسکتا ہے تیری آخری اذان سن کے مسلمان یہ سوچیں کہ میں بھی محمدؐ کا کچھ لگتا ہوں۔

(ہمیں کہتے ہیں روتے کیوں ہو؟ یہ کیوں نہیں کہتے کہ مر کیوں نہیں جاتے؟)

ہائے غربت حسینؑ کی' کربلا کی ریت پہ اکبرؑ نے تیمم کیا' تیمّم کر کے دونوں ہاتھ رخساروں پہ رکھ کے اکبرؑ نے کہا:

"اللّٰہ اکبر"

اللہ اکبر کی آواز حسینؑ کی بہنوں نے سنی' زینبؑ نے قرآن بند کر کے قرآن سر پر رکھا' آواز آئی' اکبرؑ تیری زندگی دراز...... آواز دی' اماں فضہؓ میرے قریب آ...... حسینؑ سے کہہ تیری بہنیں کہتی ہیں اکبرؑ کی ہے آخری اذان...... اللہ جانے پھر سنیں یا نہ سنیں' اکبرؑ سے کہہ...... اذان بلند آواز سے کہے۔

-بی بی فضہؓ آئی' اس نے کہا مولاؑ ! اکبرؑ کی آخری اذان ہے' پھر کوئی سنے یا نہ سنے' تیری بہنیں کہہ رہی ہیں کہ اکبرؑ سے کہہ اذان بلند آواز سے کہے۔

حسینؑ آئے اکبرؑ کے پاس...... کہا' اکبرؑ اذان بلند آواز سے دے' میری بہنیں تیری اذان سن رہی ہیں۔ اکبرؑ نے کہا' بابا کون سن رہی ہیں؟ حسینؑ نے کہا' میری بہنیں۔ اکبرؑ نے پھر کہا' بابا کون سن رہی ہیں؟ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ بیٹا بتا تو رہا ہوں کہ میری بہنیں تیری اذان سن رہی ہیں۔ اکبرؑ کہتا ہے' بابا ایک دفعہ پھر بتا دے' میری اذان کون سن رہی ہیں؟ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ میری بہنیں تیری اذان سن رہی ہیں۔

اکبرؑ کہتا ہے' بابا انصاف تو کر...... تیری بہنیں تو میری اذان سنیں...... اور

میری بہنیں...... بابا انصاف تو کر' تیری بہنیں تو میری اذان سنیں اور میری بہن صغریٰؑ ...... جو صبح کے وقت روزانہ زہراؑ کی حویلی میں' میرے قدموں کے نشان پہ منہ رکھ کے میرا انتظار کر رہی ہے' بابا تو امامؑ ہے۔

(سنبھال لو' اس کو...... تو سنو مصائب' کیا خبر پھر پڑھنا نصیب ہو یا نہ ہو......)

آواز آئی' بابا تو امامؑ ہے' آج معجزہ دکھا' میں اذان دیتا ہوں' میری صغریٰؑ مدینے میں سنے...... حسینؑ رخسار پر بوسہ دے کے کہتا ہے شاباش اکبرؑ دے اذان آج تیری بہن تیری اذان مدینے میں سنے گی...... دے اذان......

اکبرؑ نے دونوں ہاتھ رخساروں پہ رکھے' ساری طاقت صرف کر کے اکبرؑ کہتا ہے "اللہ اکبر"...... (بے انصاف لوگو! کہتے ہو شیعہ روتے کیوں ہیں؟)...... اکبرؑ کہتا ہے "اللہ اکبر"۔

(او میری سفید سر والی ماں' تو ماتم کر رہی ہے) جب اکبرؑ نے کہا "اللہ اکبر" اکبر کی "ر" ختم نہیں ہوئی...... زہراؑ کی حویلی میں اکبرؑ کے نقش قدم پہ اپنا منہ رکھ کے سوئی ہوئی صغریٰؑ تڑپ کے اٹھی' دوڑتی ہوئی گئی' آواز آئی' نانی ام سلمیٰؑ! جاگ میرا اکبرؑ آ گیا' نانی جاگ میرا اکبرؑ آ گیا۔ جناب ام سلمیٰؑ کہتی ہے' صغریٰؑ تو نے خواب دیکھا ہو گا' کہاں عراق...... کہاں...... مدینہ۔

صغریٰؑ کہتی ہے' نانی میں حسینؑ کی بیٹی ہوں' میں نے خواب نہیں دیکھا' نانی میں نے اکبرؑ کی اذان اپنے کانوں سے سنی ہے' میرا اکبرؑ اذان دے رہا ہے۔ (حوصلہ' حوصلہ' میری آقا زادی یہ دیکھ' تیرے اکبرؑ کا پرسہ دینے والے...... یہ دیکھ تیرے اکبرؑ کا پرسہ دینے والی بیبیاں)

یہ وہ صغریٰؑ ہے جب اکبرؑ آیا تا اسے ملنے کے لئے' رو کے کہتی ہے مجھے ساتھ کیوں نہیں لے جاتے؟ اکبرؑ کہتا ہے صغریٰؑ تو بیمار ہے۔ صغریٰؑ کہتی ہے' اکبرؑ مجھے اٹھا' اکبرؑ نے اٹھایا' اکبرؑ کی عبا سے منہ صاف کیا' کانپتی ہوئی صغریٰؑ کھڑی ہوگئی' رو کے کہتی ہے' اب میں بیمار نہیں' مجھے ساتھ لے چل' میں جہاں کہوں میں بیمار ہوں' بے شک مجھے واپس بھیج دینا' اکبرؑ میں اب بیمار نہیں ہوں۔

اکبرؑ نے اذان دی' زہراؑ کی بیٹیوں نے سنی' حسینؑ نے نماز پڑھائی' (حسینؑ سے اولاد لینا ہے' حسینؑ سے رزق لینا ہے' حسینؑ سے امتحان میں کامیابی لینا ہے' حسینؑ اپنے والدین کے لئے آنکھ چاہیں' حسینؑ کا واسطہ ذرا درد بڑھاتا آ...... دو جملے سن)۔

حسینؑ نے نماز پڑھائی' چلے گئے بنی ہاشم' حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ تو نہ جا۔ کیوں بابا؟ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ میرے ساتھ آ...... دور ایک ٹیلے کی اوٹ میں لے گیا۔ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ بیٹھ جا' اکبرؑ بیٹھ گیا' حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ ذرا چہرے سے نقاب ہٹا۔ اکبرؑ نے نقاب ہٹایا' دوسرا' تیسرا' آخری نقاب ہٹایا۔

حسینؑ روتا بھی آتا ہے' نقاب بھی ہٹاتا آتا ہے' سارے نقاب اٹھا دیئے اکبرؑ کے چہرے سے' حسینؑ کی ریش اقدس آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اکبرؑ کی کلائی ہاتھ میں لے کے' آسمان کی طرف دیکھ کے کہا...... بارالہٰی...... دیکھ تو سہی' تیرے دین کو بچانے کے لئے کیسے کیسے ''ہیرے'' مظلوم لے آیا ہوں۔ (سلامت رہو' سلامت رہو)

حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ تیری کیا عمر ہے؟ کہتا ہے' بابا ۱۸ سال۔ (میری اولاد قربان ہو جائے' ۱۸ سال کے جوانوں کی نسلیں ختم ہو جائیں' اکبرؑ نہ مرتا) آواز آئی' بابا

۱۸ سال' اسی لئے تو میرے حسینؑ کا فرمان ہے' خنجر کے نیچے تیسری ضرب پر حسینؑ نے اپنے شیعوں کو ایک پیغام دیا ہے' جب ٹھنڈا پانی پیو' میری پیاس کو یاد رکھنا' جب چوتھی ضرب چلی تو حسینؑ نے زیر خنجر دعا دی کہ اے شیعو! جب اپنے نوجوان بیٹے کی شادی کرنا۔ (خدا تمہارے بیٹوں کی عمر دراز کرے) میری دعا ہے کہ جب تم اپنے نوجوان بیٹے کی شادی کرو' شادی میں بہت زیادہ براتی آئیں گے' جب براتی آ جائیں تیرے بیٹے کے سر پر سہرا سج چکے' براتیوں سے اجازت لے کے اپنے بیٹے کو گھر لے آنا' ایک بند کمرے میں آ کے' اس کے چہرے سے سہرا الٹ کے' اس کا دایاں بازو پکڑ کے کربلا کی طرف منہ کر کے کہہ دینا' حسینؑ تیرے اکبرؑ کا بہت افسوس ہے' مولا تیرے اکبرؑ کی جوانی کا بڑا ارمان ہے۔

حسینؑ کہتا ہے (میں دعا کروں گا' اللہ تیرے جوان بیٹے کی زندگی دراز کرے گا' سلامت رہو' لگاتار مصائب پڑھتا ہوں' آنکھیں خشک نہ ہونے پائیں!۔

آواز آئی' اکبرؑ تیری کیا عمر ہے؟ اکبرؑ کہتا ہے' بابا ۱۸ سال۔ میری کیا عمر ہے؟ آواز آئی' بابا تو ضعیف ہے۔ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ آخر انجام کیا ہے' نتیجہ؟ اکبرؑ کہتا ہے' بابا ایسے سوال کیوں کرتا ہے؟ نہ تو ابراہیمؑ ہے' نہ میں اسماعیلؑ ہوں' نہ میری ماں ہاجرہؑ ہے اور نہ تیری بہن ہے۔ بابا تو مجھے لے چل' مجھے اجازت دے دے بابا میں موت کی طرف چلا جاتا ہوں۔

نہ میری ماں سے پوچھ' نہ اپنی بہن سے پوچھ' نہ تو خود سوچ' مجھے اجازت دے دے' میں چلا جاتا ہوں۔ آواز آئی' اکبرؑ شاباش...... آ تیری ماں زینبؑ سے اجازت لیں۔ اکبرؑ کہتا ہے...... بابا ایک ماں سے تو رات اجازت لے آیا ہوں...... حسینؑ کہتا ہے اکبرؑ تیری ماں زینبؑ ہے۔ اکبرؑ کہتا ہے' بابا بی بی زینبؑ نے تو مجھے

پالا ہے' میری ماں تو لیلیٰؑ ہے۔

حسینؑ ہتھیلیاں ٹیک کے اٹھا' اکبرؑ تجھے کس نے بتایا؟...... اکبرؑ نے کہا' بابا آدھی رات کے وقت میں اور چچا عباسؑ تیرے خیمے کے گرد پہرہ دے رہے تھے' میرا چچا عباسؑ جلدی سے خیمے سے کرسی لے آیا اور مجھے کہا' اکبرؑ اس پر بیٹھ۔ میں نے کہا چچا' میں آپ کے سامنے کرسی پر کیسے بیٹھوں؟

تو میرا بزرگ ہے' تو میرا استاد ہے' ادب اجازت نہیں دیتا۔ بابا میرے چچا نے مجھے کہا' اکبرؑ میں تجھے اکبرؑ سمجھ کے نہیں' ہم شکل پیغمبر محمدؐ سمجھ کے کرسی پر بٹھاتا ہوں' میں علیؑ بن کے قدموں میں بیٹھتا ہوں۔

بابا میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ تو تو کرسی پر بیٹھ گیا اور میرا بھائی؟ آواز آئی' جیسے نمازی تشہد میں بیٹھتا ہے' چچا ایسے بیٹھ گیا۔

میرے چہرے سے نقاب الٹنا شروع کئے' بابا زندگی میں پہلی بار میرا چچا اتنا رویا' اتنا رویا کہ چچا عباسؑ کی ریش آنسوؤں سے تر ہو گئی' روتے روتے چچا نے ایک خیمے کو دیکھا' چچا عباسؑ کی چیخ نکل گئی' آواز آئی' وہ تو مر جائے گی۔ میں نے کہا' چچا کون؟ آواز آئی' تیری ماں لیلیٰؑ ......

میں نے کہا' چچا میری ماں تو زینبؑ ہے۔ آواز آئی' اکبرؑ تیری ماں لیلیٰؑ ہے' جو ۱۸ برس سے ترس رہی ہے تجھے بیٹا کہنے کے لئے۔ میں نے کہا' چچا! وہ مجھے بیٹا کیوں نہیں کہتی؟ چچا عباسؑ نے کہا کہ وہ تیری ماں زینبؑ سے ڈرتی ہے کہ کہیں ناراض نہ ہو جائے......

اکبرؑ اگر تو چاہے تو تجھے ماں لیلیٰؑ سے ملواؤں؟ میں نے کہا' ضرور ملوا۔

حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ پھر؟ (لے لو سانس...... اگر تھک گئے ہو تو' نرم دل

شیعہ ہے' تھک جاتا ہے' گرمی زیادہ ہے' حبس بڑھ جاتی ہے' جیو عزادارو!......) آواز آئی چچا عباس اٹھا' اٹھ کے گیا' میری ماں کے خیمے کا پردہ اٹھایا' ادھر دیکھ کے مجھے اشارے سے کہا' اکبرؑ ذرا جلدی آ...... حسینؑ بیتاب نگاہوں سے کہتا ہے' اکبرؑ پھر...... اکبرؑ کہتا ہے' بابا میں گیا' میں نے خیمے کا پردہ ہٹایا' میں نے دیکھا' خیمے کے آخری کونے میں میری ماں لیلیٰؑ زمین پہ بیٹھ کے اپنے دونوں بازوؤں پر اپنا سر رکھ کے خاموش بیٹھی ہے' کبھی کبھی آسمان کی طرف منہ کر کے ٹھنڈی سانس لے کے کہتی ہے' کیا ہوا اس نے پالا ہے؟ ''ہے تو میرا بیٹا''۔

کیا ہوا اس نے پالا ہے' اکبرؑ ہے تو میرا بیٹا......؟

بابا میرا جگر ہلتا تھا' میں نے کہا' چچا اب کیا کروں؟...... عباسؑ نے کہا' اکبرؑ ماں کو سلام کر۔ بابا...... میں نے کہا' اماں میرا سلام۔ بابا جب میں نے کہا نا' اماں میرا سلام' میری ماں نے مجھے دیکھا۔ میں نے پھر کہا' اماں میرا سلام۔ بابا میری ماں نے ضعیف ہتھیلیاں زمین پر رکھیں۔ میں نے کہا' اماں میرا سلام' بابا میری ماں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے قریب آئی۔ میں نے پھر کہا' اماں میرا سلام' بابا میرا لہجہ صحیح نہیں تھا' میری زبان کانپ رہی تھی' میرے ہاتھ کانپ رہے تھے' میں نے پھر کہا' اماں...... میرا سلام......

میری ماں مظلومہ بن کے آئی' کافی دیر میرا منہ دیکھتی رہی' کافی دیر کے بعد مجھے دیکھ کے کہتی ہے' جوان! سلام مجھے کیا ہے؟ ''یا خیمہ بھول گیا ہے؟''

میں نے کہا' اماں میں اکبرؑ ہوں تو میری ماں لیلیٰؑ ہے' اماں میں تیرا بیٹا ہوں۔

بابا میری ماں لیلیٰؑ کہتی ہے' تجھے کس نے بتایا ہے؟ میں نے کہا' اماں مجھے چچا

عباسؑ نے۔ بابا' جب میں نے کہا نا کہ چچا عباسؑ نے بتایا ہے۔ بابا میری ماں نے اپنی چادر سر سے اتاری' اپنے دونوں ہاتھوں پہ چادر رکھی' آواز آئی' میں دعا مانگتی ہوں تو آمین کہہ' میں نے کہا' اماں دعا مانگ۔ بابا میری ماں نے آہستہ سے کہا' بارالٰہی' بارالٰہی تجھے واسطہ ہے حسینؑ اور زینبؑ کی غیرت کا' عباسؑ کے فضل کی عمر دراز کر' اس نے مجھے میرا بیٹا ملایا ہے' پتہ تو چل گیا اکبرؑ کہ میں اس کی ماں ہوں۔ حسینؑ کہتے' اکبرؑ پھر؟ آواز آئی' بابا پھر میری ماں خاک پر بیٹھ گئی' ادھر میری ماں مٹی پر بیٹھ گئی' بابا جب میری ماں مٹی پر بیٹھ گئی تو میں نے کہا' اماں کوئی خواہش؟ اکبرؑ اگر تو میری خواہش پوچھتا ہے نا آ اپنا سر میری آغوش میں رکھ کے سو جا۔ میں نے کہا' اماں میں جوان ہوں' تو ضعیف ہے' اماں کیا کبھی جوان بیٹے ضعیف ماؤں کی آغوش میں سوتے ہیں؟ بابا میری ماں منہ پر ماتم کر کے کہتی ہے' اکبرؑ بیٹا' بیٹا چاہے اکبرؑ ہو' ماں چاہے لیلٰیؑ ہو' بیٹا بچہ ہوتا ہے ماں کے سامنے۔

سامنے میری آغوش ترستی رہی ہے۔ بابا میں نے سر رکھا' ماں کی آغوش میں...... بابا میں سو گیا' کافی دیر میری ماں میرے چہرے کی طرف دیکھ دیکھ کے اللہ جانے کیا کہتی رہی' تھوڑی دیر کے بعد میری ماں مجھے کہتی ہے' اکبرؑ جاگ' تیری پھوپھی زینبؑ قرآن کی تلاوت سے فارغ ہو گئی ہو گی' تیری پھوپھی ناراض نہ ہو جائے۔ اکبرؑ کہتا ہے' میں جانے لگا' میرے دامن میں ایک ہاتھ آیا' میں نے مڑ کے دیکھا' میری ماں کہتی ہے اکبرؑ رک جا' میں رک گیا۔ آواز آئی' عباسؑ وہ سامنے صندوق رکھا ہے' اٹھا کے لا' چچا عباسؑ صندوق لے آیا۔ میری ماں نے اس میں سے کچھ کپڑے نکالنا شروع کئے' کچھ چار سال کے بچے کے' کچھ چھ سال کے بچے کے' کچھ آٹھ سال کے بچے کے' کچھ دس سال کے بچے کے' کچھ بارہ چودہ سال کے بچے کے' کچھ سولہ

دیکھوں گی تو کیسے عمامہ باندھتا ہے۔ حسینؑ کہتا ہے' سکینہؑ تو باہر چلی جا' برداشت نہیں کر سکے گی۔ آواز آئی' بابا...... میں تو مدینہ جاؤں گی' صغریٰؑ کو بتاؤں گی کہ بابا نے شادی کی رسمیں ایسے ادا کی تھیں' بابا مجھے صغریٰؑ نے وصیت کی تھی' اکبرؑ کو اکیلا نہ چھوڑنا' بابا آج تو اکبرؑ کو عمامہ باندھ رہا ہے' میں دیکھوں گی...... بابا باندھ عمامہ...... آخر میں تیری بیٹی ہوں......

حسینؑ نے عمامہ لیا' سب سے پہلے کہا' زینبؑ بہن اجازت ہے۔

(اب دیکھ میری طرف' سنبھل سکتا ہے تو سنبھل جا...... بی بی زینبؑ میری آقازادی تو یقیناً آئی ہوئی ہے...... میں تجھ سے اجازت لے کے مصائب شروع کر رہا ہوں)۔

حسینؑ نے کہا' اکبرؑ بیٹا ذرا سر جھکا' اللہ جانے کس قیامت کی گھڑی تھی۔ اَکبرؑ نے سر جھکایا' عرب کے دستور کے مطابق عمامے کا ایک پلو بڑا رکھا' بسم اللہ پڑھ کے عمامہ باندھنا شروع کیا' حسینؑ نے عمامے کے پیچ دینا شروع کئے' جیسے جیسے پیچ دیتا ہے' کربلا میں زلزلہ آتا ہے' جیسے عمامہ باندھتا جاتا ہے' خیمہ گاہ میں زلزلہ ہے' باہر زمین میں زلزلہ ہے' حسینؑ عمامہ باندھ چکا۔ حسینؑ نے کہا' اکبرؑ دیکھ...... ماؤں کو دیکھ لے' بہنوں کو دیکھ لے' پھپیوں کو دیکھ لے' ہر مستور کو سلام کر لے' اکبرؑ نے ہر بی بی کو سلام کی' آواز آئی بابا! ہر بی بی کو دیکھ چکا ہوں' سلام بھی کر چکا ہوں۔

حسینؑ نے اکبرؑ کو دیکھا' بی بی زینبؑ کو پھر دیکھا' سکینہؑ کو پھر دیکھا' ۶۴ مستورات کو دیکھا' بچوں کو دیکھا۔ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ سر جھکا' اکبرؑ نے سر جھکایا' (اب اشارہ سمجھ لینا) حسینؑ نے عمامے کا بڑھا ہوا پلو اٹھایا' آہستہ سے پلو تحت الحنک کی طرح باندھ کے حسینؑ نے کہا' انا للہ و انا الیہ راجعون ٥ حسینؑ نے اکبرؑ کو

عمامہ باندھا' خیمے میں چیخیں بلند ہوئیں۔

(کرتا آ ماتم' کرتا آ ماتم..... تم برداشت نہیں کر سکو گے' اجازت دو مجھے' میں آگے پڑھوں' اچھا..... جی' جی' جی! میں پڑھتا ہوں سن سکتا ہے تو سن)۔

حسینؑ نے عمامے کا پلو اٹھا کے اس طرح باندھا اور کہا' انا للہ و انا الیہ راجعون○

(حوصلہ' حوصلہ..... جی' جی..... جی جی..... جی میری ماں..... جیسے تو کھڑے ہو کے رو رہی ہے کاش کوئی ایسے بی بی زینبؑ کو رونے دیتا' کاش کوئی ایسے سکینہؑ کو رونے دیتا)۔

حسینؑ نے اکبرؑ کو عمامہ باندھا اور کہا حوالے رب کے' حوالے اللہ کے' ہر مستور کی آواز آئی' ہائے جوانی' ہائے اکبرؑ' برباد مدینہ' ہائے صغریٰؑ تیری قسمت۔ حسینؑ نے مستورات کو دیکھا' آواز آئی' لیلیٰؑ نہیں آئی' اب جو فضہؓ گئی لیلیٰؑ کے خیمہ میں' کیا دیکھا؟ بی بی لیلیٰؑ کبھی اس دیوار سے' کبھی اس دیوار سے' کبھی خیمے کے اس کونے سے' کبھی اس کونے سے' فضہؓ کہتی ہے' لیلیٰؑ کیا تلاش کر رہی ہے؟ آواز آئی' مجھے نظر کچھ نہیں آ رہا' میرا اکبرؑ جا رہا ہے' میرا اکبرؑ جا رہا ہے' مجھے نظر کچھ نہیں آ تا' میری آنکھوں کی بینائی ختم ہو گئی۔

(نہیں سن سکتے' نہیں سن سکتے)

حسینؑ کہتا ہے حوالے اللہ کے..... اکبرؑ گھوڑے پر سوار ہوا' کوئی بی بی باگ پکڑتی ہے' کوئی بی بی اکبرؑ کی عبا کا دامن پکڑتی ہے' ادھر اکبرؑ باہر آیا' ساڑھے تین سال کی بچی۔ (حوصلہ' حوصلہ' سنتے آؤ' ماتم کرتے آؤ' مصائب کی معراج آ گئی ہے' جو نہیں رو سکا اس کی اپنی قسمت) اکبرؑ باہر آیا۔

(او میری ماں' او میری بہن! حوصلہ' حوصلہ...... مجھے دو لفظ کہنے دو' اللہ جانے تم اکبرؑ کی شہادت کیسے سن سکو گی...... حوصلہ' حوصلہ)۔

ادھر اکبرؑ باہر آیا' ساڑھے تین سال کی سکینہؑ کہتی ہے' اکبرؑ بھائی ذرا نیچے اتر' میرا قد چھوٹا ہے' میرا ہاتھ رکاب تک نہیں پہنچتا' ذرا نیچے اتر...... اکبرؑ نیچے اترا' سکینہؑ نے چادر بچھائی' کہا عبا کے بٹن کھول۔ اکبرؑ نے عبا کے بٹن کھولے' سکینہؑ نے اکبرؑ کے سینے پہ بوسہ دیا' آواز آئی' صغریٰؑ کے حصے کا بوسہ۔

صغریٰؑ نے کہا تھا' سکینہؑ میرے حصے کا بوسہ دینا۔

(کرتا آ ماتم...... کرتا آ ماتم...... او سید زادہ اسے سنبھال' یہ مومن مر جائے گا)۔

اکبرؑ اٹھا جانے کے لئے' (اب دیکھو میری طرف) اکبرؑ اٹھا دامن میں ہاتھ آیا' اکبرؑ نے دیکھا' سکینہؑ کیا کر رہی ہے' سکینہؑ اکبرؑ کی عبا کے دامن کے ساتھ اپنا دامن باندھ رہی ہے۔ اکبرؑ نے کہا' سکینہؑ کیا کر رہی ہو؟ سکینہؑ رو کے کہتی ہے' پلو باندھ رہی ہوں بھیا' صغریٰؑ نے کہا تھا' جب اکبرؑ کی شادی ہو میرے حصے کا پلو باندھنا۔ (آخری لفظ سن لو شہادت پھر کبھی پڑھوں گا' شاید اس سے آگے میں نہ پڑھ سکوں...... او میری ماں)۔

ادھر سے اکبرؑ گیا' حسینؑ کھڑا ہے ٹیلے پر' زینبؑ دیکھ رہی ہے' اندر سے سکینہؑ کھڑی ہے' اکبرؑ میدان میں پہنچا' لڑتے لڑتے' اکبرؑ گرا زین سے' حسینؑ گرا ٹیلے پر' سکینہؑ گری قنات کے دروازے پر' زینبؑ گری خیمے کے اندر......

جناب لیلیٰؑ گری مصلے پر' آواز آئی' ماں میری قربانی قبول کرنا۔

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

مجلس نہم

حضرت امام حسینؑ کی شہادت

خاندان زہراؑ پر بلند آواز سے صلواۃ پڑھیں۔

مزاج عالی پر ناگوار نہ گزرے تو صلواۃ بلند آواز سے پڑھیں۔

حضرات گرامی!

میں شکرگزار ہوں آپ سب مومنین و مومنات کا کہ آپ نے اس عشرۂ محرم میں مکمل نظم و ضبط کے ساتھ سیدالشہداءؑ کی عزاداری کا حق ادا کیا اور دور دور سے اس بارگاہ میں تشریف لائے ہیں۔ میں دعاگو ہوں کہ کسی کا مقروض نہ رہنے والا حسینؑ آپ کو مجالس عزا میں حاضری کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ قبلہ سید اجمل حسین شاہ اور ان کے تمام صاحبزدگان نے جس انداز میں شبیرؑ کی عزاداری کی صف ماتم بچھائی، جس خلوص سے صف ماتم بچھائی، آپ سے اس دعا میں میرے ساتھ شریک ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ بصدق حسینؑ و اولاد حسینؑ سید اجمل حسین شاہ کو عزاداری سیدالشہداءؑ کا بہترین اجر عطا فرمائے اور ان کے تمام فرزندان گرامی کو خالق ہر قسم کی آفات سماوی سے مامون و محفوظ رکھے۔ سید علی اکبر عباس کو مولا شفائے کاملہ عطا

روزہ نہیں رکھنا' فاقہ کرنا ہے' فاقہ ضرور کریں' نماز ظہر تک اور اگر کوئی فاقہ کرنے والے کی فاقہ شکنی کرائے تو اس کا بڑا ثواب ہے' کوشش کرنا کہ کل دوپہر یعنی ظہر تک فاقہ کرنا۔

یہ بات ذہن میں رہے' تیسری بات جہاں بھی جاؤ عزاداری کے لئے جاؤ' مظلوم کی پرسہ داری کے لئے جاؤ' اپنی طرف سے کسی قسم کی کوئی ایسی بات نہ کرنا' کسی ایسی بات کا مظاہرہ نہ کرنا جس سے عزاداری مظلوم کربلا کو نقصان پہنچے' زد پہنچے یا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو' پاکستان دشمن عناصر کوشش کرتے ہیں' اس دن کو غلط رنگ دینے' شیعہ سنی کو لڑانے کی۔

لیکن شیعہ پرامن قوم ہے' پرامن رہتے ہیں' عزاداری کرتے ہیں' مظلوم کربلا کی...... میں مقامی انتظامیہ کا شکرگزار ہوں' سید اجمل حسین شاہ صاحب کی طرف سے جعفر علی میر صدر انتظامیہ کی طرف سے اور سید اختر جمیل کاظمی' ندیم عباس کاظمی اور ان کے بھائیوں کی طرف سے کہ عشرۂ محرم میں انہوں نے بھرپور تعاون کیا' خصوصاً پولیس کے جوانوں نے ہر قسم کا تعاون کیا' ہم ان کے شکرگزار ہیں اور مقامی انتظامیہ کے بھی شکرگزار ہیں۔

صلواۃ پڑھو...... میں مصائب شروع کروں' جو آنکھ غم حسینؑ میں رونے کی عادی ہے' اس کے لئے آج کی رات مصائب پڑھنا کوئی ضروری نہیں ہے' بہت سی آنکھیں رو رہی ہیں۔

یہ بہت سی فرمائشیں آئی ہیں کہ رات جہاں سے شہزادۂ علی اکبرؑ کی شہادت کا مضمون چھوڑا تھا وہاں سے شروع کریں' لیکن میں چاہتا ہوں شبیہ ذوالجناح برآمد ہونا ہے اس لئے مظلوم کربلاؑ کی شہادت پڑھوں۔

میں کوشش کروں گا کہ ساری فرمائشیں پوری ہو جائیں' سارے حکم جو مصائب کے سلسلے میں دیئے گئے ہیں' پورے کروں' کل شام اسی مقام پر مجلس شام غریباں ہو گی' جب زیارت چلی جائے گی' اپنے وقت پہ جیسے مجالس ہوتی ہیں' شام غریباں ہو گی۔

اگلے سال اگر زندہ رہے تو انشاء اللہ یکم محرم کو پھر اکٹھے ہو کے کربلا گامے شاہ میں پھر عزاداری کا آغاز کریں گے' بشرط صحت و زندگی۔

رتیاں سیداں سیالکوٹ میں چار روزہ پاکستان کی سب سے بڑی مجالس عزا ہوں گی' اس کے لئے بھی ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ ان مجالس میں ضرور شرکت فرمائیں' محمدؐ و آلِ محمدؐ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائیں گے۔

آیا ادھر یہ نام ادھر آنکھ تر ہوئی
پانی کو کتنا پیار ہے اب بھی حسینؑ سے

شب عاشور سے بار بار بی بی زینبؑ کہتی رہی' ڈھلنا نہیں' تو ڈھل گئی' زینبؑ کا بخت ڈھل جائے گا۔

آج کی رات کو حسینؑ نے تین حصوں میں تقسیم کیا' ایک حصہ اصحاب کے ساتھ' ایک حصہ اپنی بہن کے ساتھ' ایک حصہ عبادت ایزدی کیلئے۔

جو حصہ اصحاب کے لئے تھا' سب کو اپنے خیمے میں بلایا اور کہا یہ قوم میرے خون کی پیاسی ہے' میں نہیں چاہتا کہ تمہارا گھر برباد ہو' تمہاری بڑی مہربانی تم تشریف لائے...... چلے جاؤ' میں حسینؑ اپنی حجت تمام کرتا ہوں' جاؤ اپنے گھروں میں آرام سے رہو' زہراؑ کا بیٹا جانے' دین جانے' دین کے دشمن جانیں۔

جب کہا زہراؑ کا بیٹا جانے' دین جانے' دین کے دشمن جانیں' چلے جاؤ میں

حسینؑ ضامن ہوں تمہیں جنت بھی ملے گی' سب سے پہلے جناب حبیبؓ بن مظاہر کھڑا ہوا' حسینؑ کا بوڑھا صحابی' دیکھ کے کہتا ہے حسینؑ تجھے چھوڑ جائیں' کل تیرے نانا کو کیا منہ دکھائیں گے؟

(بڑے آرام سے سنتے آؤ' خود بخود آئیں گے آنسو' کیونکہ آج کی رات امانت ہیں آنسو...... حسینؑ کیلئے' جو مومن مجھے نظر آ رہے ہیں' مجھے پتہ ہے دو لفظ مصائب کے کہوں گا اور آپ کی آنکھوں سے وہ برسات جاری ہو گی جو کل تک نہیں رکے گی)۔

حسینؑ کہتا ہے عباسؑ بھائی چراغ بجھا دے' جناب عباسؑ نے چراغ بجھایا۔ حسینؑ کہتا ہے' میں خاموش بیٹھا ہوں' اب چلے جاؤ' پھر چراغ جلا' کوئی نہیں گیا۔ کہا اچھا یوں کرو' عباسؑ! ایک اور بات ہے' میں اکیلا رہ جاتا ہوں' زہراؑ کی بیٹیاں میرے ساتھ آئی ہیں' عباسؑ تم انہیں ساتھ لے کے وطن واپس چلے جاؤ۔

اب جو کہا نا تم سارے واپس چلے جاؤ' سارے کہتے ہیں مولاؑ یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ نہیں ہو سکتا' تو یہاں اکیلا رہ جائے' زینبؑ وطن چلی جائے' یہ ناممکن ہے' علیؑ کی بیٹی جو مدینے سے تیرے ساتھ آئی ہے' مولاؑ وہ آپ کو تنہا چھوڑ کے کیسے جائے گی؟ ہم میں سے بھی کوئی نہیں جائے گا۔

جب کوئی نہیں گیا تو اس وقت حسینؑ نے کہا' میرے جیسے اصحاب میرے نانا کو بھی نہیں ملے' جیسے میرے اصحاب ہیں ویسے تو میرے نانا کو بھی نہیں ملے۔ کبھی کبھی میرا نانا کہتا تھا' آؤ' وہ آتے نہیں تھے۔ میں کہتا ہوں' جاؤ' یہ جاتے نہیں۔

(سلامت رہو' آلِ محمدؐ تمہیں سلامت رکھیں) دوسرا حصہ رات کا بی بی زینبؑ کے لئے وقف کیا' اس حصے میں امام حسینؑ اور بی بی زینبؑ ایک دوسرے کے

آمنے سامنے بیٹھ گئے' کائنات کا عجیب بھائی ہے' کائنات کی عجیب بہن ہے' ساری رات بہن بھائی کے چہرے کو دیکھتی رہی' بار بار کہتی تھی حسینؑ بھری دنیا میں تیرا کوئی نہیں رہ گیا۔ حسینؑ کہتا' زینبؑ بہنیں جو ہیں وہ ساتھ ہیں۔

ایک وقت ایسا آیا دونوں بہن بھائی نے ماں کی وصیت پر عمل کیا' بار بار بی بی زینبؑ حسینؑ کے گلے پر بوسہ دیتی تھی' جب دے دے کے بوسے' کبھی گلے پہ' کبھی بھائی کی گردن پہ' کبھی بھائی کے سینے پہ۔ جب چپ ہوئی تو حسینؑ کہتا' اب مجھے ماں کی وصیت پوری کرنا ہے' ذرا اپنی کلائیاں مجھے دے' دونوں ہاتھوں پہ بوسے دے کے کہتا' کل ان ہاتھوں میں رسیاں ہوگی۔

رات کا تیسرا حصہ عبادت خدا میں صرف کیا' جو حصہ بی بی زینبؑ کے لئے وقف کیا تھا' اس حصے میں ہر خیمے کے دروازے پر جا کے دیکھا' ہر مستورا اپنے بیٹے کو قربانی بنا رہی ہے' تیار کر رہی ہے' حسینؑ کہتا ہے' شاباش۔

لیکن ایک خیمے کے باہر حسینؑ نے دیکھا' ایک مستور ہے لیکن اس کے سامنے اس کا بیٹا نہیں ہے۔ (سبحان اللہ...... میں نے عزاداری کے آداب بتا دیئے ہیں' پڑھنا نہ پڑے' خود بخود تیری آنکھوں سے آنسو جاری رہیں) حسینؑ نے دیکھا (افضال بھائی یہ لفظ سننا' جمشید بھائی' داؤد رضا صاحب مولاؑ آپ کو سلامت رکھے آلِ محمدؐ آپ سے راضی ہوں) حسینؑ نے دیکھا' ایک ضعیفہ ہے' خاک پہ بیٹھی ہے' برف کی طرح سفید سر ہے' زمین پہ لکیریں کھینچ کے کہہ رہی ہے' کیا ہوتا اگر آج تم بھی یہاں ہوتے؟ میں زہراؑ سے شرمسار نہ ہوتی' ہر ماں کل اپنے بیٹوں کو قربان کرے گی' میرے چار بیٹے ہیں' میں قربانی نہیں کر سکتی' یہ کون ہے؟ ''فضہؑ''، حسینؑ کی کنیز' جسے حسینؑ ماں کہتا تھا۔ فضہؑ کے چار بیٹے تھے' کہتی ہے کیا ہوتا اگر تم آج میرے پاس

یہاں ہوتے؟ میں حسینؑ پہ قربان کر کے زہراؑ سے سرخرو ہوتی' اس وقت حسینؑ نے خیمے کے اندر قدم رکھا اور کہا اماں فضہؓ! تیرا بیٹا میں ہوں۔''واہ غریب نواز حسینؑ''

حسینؑ نے کہا' اماں فضہؓ! میں تیرا بیٹا ہوں۔ آواز سنی' حسینؑ کی اگر چہ ضعیفہ تھی' کنیز تھی' اٹھی' بتولؑ کا بیٹا' میں تیری کنیز ہوں' تو مجھے ماں کہتا ہے' یہ تیری غریب نوازی ہے۔ حسینؑ کہتا ہے' اماں کیا کہہ رہی تھیں؟ آواز آئی' میرے چار بیٹے ہیں' کاش وہ ہوتے' کل میں سرخرو ہو جاتی' پہلے اپنے بیٹے قربان کرتی' پھر کوئی ماں اپنا بیٹا قربان کرتی۔ حسینؑ کہتا ہے' اماں فضہؓ میں حسینؑ ہو کے وعدہ کرتا ہوں کہ کل جب میں میدان میں جاؤں گا' میں لاکھوں دشمنوں کے سامنے کہوں گا' میں بیٹا علیؑ کا ہوں' لیکن میری ماں فضہ ہے' اسی لئے حسینؑ جب میدان میں گیا فضہؓ دروازے میں آ کے کھڑی ہو گئی۔ زینبؑ کو پاس بلا کر بی بی فضہؓ کہتی ہے آ دیکھ' حسینؑ نے رات وعدہ کیا تھا آ دیکھ...... پورا کرتا ہے یا نہیں۔

حسینؑ نے جب میدان میں کہا کہ میں فضہؓ کا بیٹا ہوں تو اس وقت کربلا کی خاک اپنے سر اور اپنی پیشانی پر مل کے کہتی ہے مجھ غریب کے بیٹے اللہ تیری حفاظت کرے۔

(سلامت رہو' سنتے بھی آؤ' ماتم بھی کرتے آؤ' حکم کی تعمیل کر رہا ہوں' جہاں کل رات شہزادۂ علی اکبرؑ کی شہادت چھوڑی تھی' وہاں سے شروع کر رہا ہوں)۔

سب سے مشکل شہادت ہے علی اکبرؑ کی' کافی وقت ہو گیا ہے' سب سے مشکل شہادت ہے علی اکبرؑ کی' اس لئے کہ یہ وہ شہادت ہے کہ حسینؑ نے کہا تھا' اکبرؑ تیرے بعد دنیا میں خاک رہ گیا ہے' یہ وہ شہادت ہے جس نے حسینؑ جیسے صابر سے کہلوایا تھا مجھے نظر کچھ نہیں آتا' تو آواز دیتا جا میں آتا جاؤں گا۔ یہ وہ شہادت ہے

کہ جس کے بعد بی بی زینبؑ نے حسینؑ سے کہا تھا کہ اب کیا کوئی رہے یا مرے میرا اکبرؑ تو چلا گیا۔ (ٹھیک ہے آپ نے حکم دیا ہے' تھوڑی سی یہ شہادت پڑھ کے آگے نکلتا ہوں۔

(سب سے مشکل شہادت ہے علی اکبرؑ کی' خدا کرے میں پڑھ سکوں)۔

حسینؑ پہنچا اکبرؑ کی لاش پہ' (میں نے پڑھ لیا' آپ نے سن لیا)

حسینؑ اکبرؑ کی لاش پہ پہنچا' اکبرؑ کا ایک ہاتھ سینے پر' ایک ہاتھ پیشانی پر۔ آواز آئی' بابا میرا اسلام۔ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ کیا ہوا؟ آواز آئی' بابا تعظیم معاف میرا اسلام ادھورا ہے۔ اکبرؑ یہ کیا...... آواز آئی' بابا نہ پوچھ' اکبرؑ کہتا ہے' بابا یہ نہ پوچھ۔ حسینؑ کہتا ہے' کیوں اکبرؑ؟ آواز آئی' بابا ظالم نے برچھی ماری ہے' اس کا پھل اندر رہ گیا ہے۔ آواز آئی' اکبرؑ کس نے برچھی ماری؟ آواز آئی' بابا حصین ابن نمیر (لعنت) نے۔ آواز آئی' نکالی کیوں نہیں؟ آواز آئی' بابا وہ کہتا تھا میں نے سنا ہے حسینؑ بڑا صابر ہے' آج جوان بیٹے کے سینے سے برچھی کا پھل نکالے گا' مان لیں گے کہ حسینؑ صابر ہے۔

جب حسینؑ نے یہ سنا' حسینؑ نے آستیں الٹیں' آستیں الٹ کے آواز دی' اکبرؑ تیرا کیا ارادہ ہے؟ اکبرؑ کہتا ہے' بابا جیسے تیرا جی چاہے۔ آواز آئی' اکبرؑ تو میرے ساتھ تعاون کرے گا؟ تو جوان ہے' میں تیرا ضعیف باپ ہوں۔ آواز آئی' بسم اللہ بابا۔ حسینؑ نے......

(اب دیکھنا میری طرف' منظر ذہن میں رہے' جن کی رگوں میں حسینؑ کی محبت ہے' وہ اٹھ کر ماتم کرے گا) اکبرؑ کا سر اٹھایا' سر اٹھا کے اپنے زانو پہ رکھا' دوسرا زانو کھڑا کیا' بایاں ہاتھ اکبرؑ کے سر کے نیچے' دایاں ہاتھ برچھی کے پھل میں...... حسینؑ نے برچھی کا پھل ہلایا' اکبرؑ کا جسم ہلا' کربلا کی زمین ہلی' خیمے میں بی بی

زینبؑ قرآن پڑھ رہی تھی' آواز آئی' اماں فضہؓ زمین میں زلزلہ کیوں آ گیا؟ آواز آئی' سنبھل زینبؑ حسین اکبرؑ کے سینے سے برچھی کا پھل نکال رہا ہے۔ (سلامت رہو' سلامت رہو)

(آپ سید ہیں' آپ پرسہ دار ہیں' پتہ نہیں یہ آسمان کیسے سلامت رہا؟ یہ زمین کیسے سلامت رہی؟ اگر آپ اور ہم سب رہیں گے تو کیا فرق پڑے گا؟ مجھے علیؑ کی عزت کی قسم سنبھل سنبھل کے سنتا آ' جتنا روسکتا ہے رو)۔

حسینؑ نے برچھی کے پھل میں ہاتھ ڈالا' بی بی کھڑی ہے' خیمہ گاہ کے دروازے میں' آواز آئی' میرے بھائی کو پیغام دے' فضہؓ جا میرے بھائی سے کہہ تو صبر کا سلطان ہے گھبرا نہ' دشمن دیکھ رہے ہیں' میں زینبؑ ہوں' جیسے جی چاہے برچھی کا پھل نکال' لیکن ایک بات یاد رکھ میں نے بڑے ناز سے پالا ہے اکبرؑ کو...... میں نے بڑے ناز سے اکبرؑ کو پالا ہے۔

حسینؑ نے برچھی کے پھل میں ہاتھ ڈالا' آواز آئی' اکبرؑ سنبھل۔ اکبرؑ کہتا ہے' بابا جیسے تیرا جی چاہے برچھی نکال میں اکبرؑ ہوں' برچھی کے پھل میں ہاتھ ڈالا ۵۷ برس کا باپ' ۱۸ سال کا جوان بیٹا' نبیؐ کی شکل والا۔

کربلا کی گرم ریت ہے' دو باپ بیٹا ہیں' سامنے دشمن ہے' حسینؑ نے اکبرؑ کے سینے میں لگی ہوئی برچھی کے پھل میں ہاتھ ڈالا' حسینؑ نے مڑ کے دیکھا' ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیؐ سامنے کھڑے تھے۔ حسینؑ کہتا ہے' نانا رسولؐ ایک طرف ہو جا' دادا ابراہیمؑ آ گے آ' دادا اسماعیلؑ آ گے آ' آ دیکھ میں نے آنکھوں پر پٹی نہیں باندھی۔ حسینؑ نے تین مرتبہ اکبرؑ کے سینے سے برچھی نکالنے کی کوشش کی' ہاتھ ڈالا' برچھی ہلائی' کوشش کی یا اچانک ایک ہاتھ حسینؑ کے ہاتھ میں آیا' روک کے کہا' ایک منٹ ذرا

آرام کر۔ آواز آئی، تو کون ہے؟ آواز آئی، حسینؑ میں تیری ماں زہراؑ ہوں۔ (ماتم کرتے آؤ، کرتے آؤ ماتم)

آواز آئی، میں تیری ماں زہراؑ ہوں، حسینؑ میں رات سے یہاں آئی ہوئی ہوں، جلدی نہ کر۔ آواز آئی، اماں اجازت دے، میں جوان بیٹے کے سینے سے برچھی کا پھل نکالوں، حسینؑ نے برچھی کا پھل نکالا، اکبرؑ دیکھ میری طرف، اکبرؑ کا جگر ساتھ آیا۔ (بہت جلدی کر گیا ہوں) اکبرؑ کا جگر ساتھ آیا، بی بی زینبؑ کی آواز آئی، جب تک میں سر کے بال کھول کے رو نہ لوں، اکبرؑ کے جسم کا کوئی حصہ کربلا کی زمین کو نہ دینا۔ حسینؑ نے اکبرؑ کا جگر عبا کے دامن میں باندھا، آواز آئی زینبؑ تیری امانت میرے پاس ہے۔ بی بی زینبؑ کہتی ہے، حسینؑ مجھے اکبرؑ زندہ ملا۔ حسینؑ کہتا ہے، زینبؑ وعدہ کرتا ہوں، اکبرؑ زندہ ملاؤں گا۔

اکبرؑ سے کہا، اکبرؑ نوجوان ہے، میں ضعیف ہوں، کوشش کر میرا ساتھ دے میں تیری لاش خیمے تک لے جاؤں۔

۵۷ برس کا حسینؑ ضعیف زخموں سے چور چور، ۱۸ برس کے بیٹے کی لاش ہے، قبلہ دیکھیں میری طرف حسینؑ نے کیا کیا...... اکبرؑ کے دونوں بازو اٹھا کے حسینؑ نے اپنی گردن میں ڈالے، اپنے دونوں ہاتھ...... اکبرؑ کی کمر کے نیچے رکھے...... یا علیؑ...... کہہ کے اکبرؑ کو اٹھایا، اکبرؑ کے پاؤں زمین چومتی آ رہی ہے، حسینؑ بار بار کہہ رہا ہے، زینبؑ کوشش کر رہا ہوں، پہنچوں یا نہ پہنچوں۔

اکبرؑ کے قدم زمین چومتی آ رہی ہے، اکبرؑ کا چہرہ حسینؑ چومتا آ رہا ہے، بار بار کہتا ہے، اکبرؑ جلدی نہ کرنا وہ سامنے خیمے ہیں۔ (میں جلدی کر رہا ہوں) قبلہ! تھا ضعیف حسینؑ تین دن کا پیاسہ نو دن کا روزہ دار، حسینؑ اکبرؑ کو لے کے جا رہا ہے۔ دو

دفعہ گرتے گرتے بچا' جب تیسری دفعہ گرنے لگا' اکبرؑ کہتا ہے' بابا مجھے سلا دے' بابا سانس لے لے۔

حسینؑ اکبرؑ کا منہ چوم کے کہتا ہے' اکبرؑ جب مزدور تھکا ہوا ہو اور بوجھ اٹھا کے جا رہا ہو' اگر وہ بوجھ رکھ دے ''پھر اٹھا نہیں سکتا''۔ (ہائے ہائے)

تھکا ہوا مزدور جب بوجھ اٹھا کے جا رہا ہو اگر وہ راستے میں بوجھ رکھ دے اور سانس لینے لگ جائے' پھر دوبارہ وہ بوجھ اٹھا نہیں سکتا' اکبرؑ اگر میں تجھے سلا دوں تو اکبرؑ پھر میں تجھے اٹھا نہیں سکوں گا۔ (ایسے حق ہے رونے کا' روتے بھی آؤ' سنتے بھی آؤ) اکبرؑ کہتا ہے' بابا کیا میری شکل نانا محمدؐ سے نہیں ملتی۔ آواز آئی' اکبرؑ ملتی ہے۔ اکبرؑ کہتا ہے' بابا تو مجھے سلا دے' سانس لے لے' جب تک اکبرؑ ہو کے وعدہ کرتا ہوں' جب تک تو مجھے اٹھا نہیں لے گا' اس وقت تک موت کو روکے رکھوں گا۔ (آج کی رات ہے ماتم کی آج کی رات ہے رونے کی)

اکبرؑ کو حسینؑ نے گرم ریت پر سلایا' اکبرؑ سویا ہوا ہے گرم ریت پر' کبھی سینے پہ ہاتھ رکھتا ہے۔ حسینؑ کہتا ہے' اکبرؑ' اکبرؑ وہ سامنے تیری پھوپھیوں کے خیمے ہیں' سامنے تیری ماں لیلیٰؑ کا خیمہ ہے' ابھی چلتے ہیں۔ بی بی زینبؑ کی آواز آئی' حسینؑ اکبرؑ کو خیمے میں لے آتا ہے یا میں باہر آ جاؤں۔ زینبؑ تو باہر نہ آنا' میں اکبرؑ کو خیمے میں لے آتا ہوں۔

اب جو حسینؑ نے اکبرؑ کو اٹھانے کی کوشش کی' اکبرؑ اٹھ نہیں سکا۔

(میرے بھائیو اور نوجوانو! جی' جی' جی...... میرے قوم کے کم سن بچے ہیں' مجھے کہتے ہیں محسن جلدی نہ کر)۔

''یہ صغریٰؑ کا بھائی ہے''۔

اب بی بی زینبؑ نے کہا' اکبرؑ کو لے آ' ورنہ میں باہر آ جاؤں گی' حسینؑ نے تین دفعہ اٹھانے کی کوشش کی' جب نہیں اٹھا سکا' اگر سر اٹھتا ہے اکبرؑ کے پاؤں گر پڑتے ہیں' پاؤں اٹھاتا ہے سر گر پڑتا ہے۔ جب زینبؑ نے کہا' حسینؑ جلدی کر' اب حسینؑ نے عمامہ اتارا' عمامہ اتار کے اکبرؑ کے سامنے بیٹھ کے خیمہ گاہ کی طرف اشارہ کر کے کہا' **امددنی یا اهل بیت النبوة** اے خاندان رسولؐ میری مدد کرو' مجھ سے اکبرؑ نہیں اٹھتا' جب حسینؑ نے مدد مانگی' ۶۴ مستورات نے سر پر برقعہ رکھا۔ حسینؑ کہتا ہے' میری مدد کرو' مجھ سے اکبرؑ نہیں اٹھتا' ۶۴ مستورات نے برقعہ سر پر رکھا' جب بیبیاں باہر آنے لگیں تو عباسؑ کا فضل ہر بی بی کے قدموں پہ گر پڑا اور ہر پردہ دار کے سامنے ہاتھ جوڑ کے کہا' پردے دارو! میری زندگی میں گھر سے باہر نہ نکلو' میرا بابا ناراض ہوگا۔ بی بی زینبؑ نے کہا' فضلؑ بیٹا دیکھ تیرے چچا سے اکبرؑ نہیں اٹھتا۔ فضلؑ کہتا ہے' آپ خیمے میں رہیں' اکبرؑ جانے' فضلؑ جانے اور حسینؑ جانے۔ فضل نے ۴۸ یتیم اکٹھے کئے' سب کو آواز دی' ۴۸ یتیم خیمے سے...... خیمے سے باہر نکلا' ننگے پاؤں' گرم زمین پر' آواز آئی چچا جلدی نہ کر ہم آ رہے ہیں' ۴۸ بچے' کوئی ۴ سال کا' کوئی ۵ سال کا' کوئی ۸ سال کا' کوئی اکبرؑ کا ہاتھ اٹھاتا ہے' کوئی سر اٹھاتا ہے' کوئی پاؤں اٹھاتا ہے' لے چل حسینؑ مولا' اس انداز سے حسینؑ اکبرؑ کی لاش خیمے میں لے آیا' آ کے سلایا اکبرؑ کو' حسینؑ لے آیا اکبرؑ کو خیمے میں' مستوروں نے بین کئے' ہر مستور نے ماتم کیا' ایک مستور چپ کھڑی ہے۔

حسینؑ کہتا ہے' ربابؑ تو ماتم کیوں نہیں کرتی؟ کہتی ہے مولاؑ میں کنیز ہوں' مجھے اجازت دے میں بھی ماتم کروں۔ حسینؑ کہتا ہے' اجازت ہے۔ ربابؑ دوڑ کے گئی' اپنے خیمے سے چھ ماہ کا اصغرؑ اٹھا کے لے آئی اور اکبرؑ کی چھاتی پر جہاں سے

ام فروہؑ نے پوچھا' میرا قاسمؑ کہاں ہے؟ حسینؑ نے کہا' جومل سکا ہے لے آیا ہوں' باقی گھوڑوں کے سم لے گئے۔

قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑے چن کے' عونؑ ومحمدؑ کو بارہ میل دور سلا کے' تھکا ہوا حسینؑ کربلا کی گرم ریت کو ماں زہراؑ کی جھولی سمجھ کے قبضہ تلوار پہ پیشانی رکھ کے چپ کر کے بیٹھا ہے۔

حسینؑ چپ کر کے بیٹھا ہے۔ (ہائے غریب حسینؑ) کوئی تیر مارتا ہے حسینؑ چپ ہے' کوئی پتھر مارتا ہے حسینؑ خاموش ہے' کوئی نیزہ مارتا ہے حسینؑ کچھ نہیں کہتا' کوئی پتھر مارتا ہے حسینؑ کچھ نہیں کہتا۔

جسے کچھ نہیں ملتا حسینؑ کو مارنے کے لئے وہ گرم ریت اٹھا کے حسینؑ کے زخموں پر مارتا ہے' حسینؑ چپ' کسی کو کچھ نہیں کہتا' حسینؑ چپ کر کے بیٹھا ہے......

چپ کر کے حسینؑ بیٹھا ہے' عمر ابن سعد نے اشارہ کیا' آواز آئی' اس کا کوئی نہیں رہ گیا' اب جو جتنا زیادہ ظلم کرے گا' اتنا زیادہ انعام پائے گا' جب عمر ابن سعد نے کہا جو جتنا زیادہ ظلم کرے گا اسے زیادہ انعام ملے گا۔

۱۲ قاتل حسینؑ کے' گھوڑوں پر سوار ہو کے ظلم کرنے کے لئے آئے' فضہؓ کھڑی ہے سامنے' فضہؓ کے پیچھے ہے زینبؑ' بی بی فضہؓ کا دامن پکڑ کے کھڑی ہے سکینہؑ۔

جب ۱۲ قاتل آئے اور بی بی فضہؓ نے یہ سنا ان ۱۲ قاتلوں کو انعام ملے گا' قاتل آتے ہوئے دکھائی دیئے' آسمان کی طرف دیکھ کے کہتی ہے' بارالہٰی' بارالہٰی اتنا غریب تو نہیں تھا۔ بی بی زینبؑ دیکھ کے کہتی ہے' اماں فضہؓ کیا ہوا؟...... دعا مانگ اماں مرجائے' آواز آئی' زینبؑ قاتل ۱۲ ہیں' حسینؑ اکیلا ہے۔

جب فضہؓ نے کہا' قاتل ۱۲ ہیں حسینؑ اکیلا ہے' بی بی سکینہؑ کہتی ہے' دادی اماں یہ قاتل کیوں آئے ہیں؟ فضہؓ سکینہؑ کا سر چوم کے کہتی ہے' سکینہؑ انعام کے لالچ میں آئے ہیں' انہیں دولت ملے گی' لالچ میں تیرے بابا کو ذبح کرنے آئے ہیں۔

جب دولت کا نام آیا' ساڑھے تین سال کی سکینہؑ نے فضہؓ کا دامن چھوڑا' جھولی پھیلا کے ایک ایک خیمے میں گئی' دیکھ کے کہتی ہے کسی کے پاس کچھ ہے تو مجھے دے دو' میرا باپ مارا جا رہا ہے' قاتل کو دولت چاہئے تو مجھے کچھ دے دو تا کہ میرا بابا بچ جائے۔

(سنبھال لو اس عزادار کو' کرتے آؤ ماتم' آخری لفظ ہے' قبلہ! دیکھو میری طرف' میرا کوئی لفظ ضائع نہ کرو' میں انتظار کر رہا ہوں' میں نے ایک لفظ کہنا ہے' کاش' کاش وہ کہہ پاؤں' مجھے موت آ جائے' میں یہ لفظ نہ کہوں)۔

قبلہ......۱۲ قاتل اردگرد کھڑے ہیں' میرا آقا حسینؑ قبضہ تلوار پر پیشانی رکھ کے چپ بیٹھا ہے' ۱۲ قاتلوں نے گھیرا ڈالا ہوا ہے' حسینؑ کے پاس کوئی نہیں' ایک قاتل نکلا۔

آقا حسینؑ کہتا ہے' کتنا ظلم کرے گا؟ یہ کہتا ہے' اتنا ظلم کروں گا قیامت تک یاد رکھے گا...... (جو کہتے ہیں شیعہ کیوں روتے ہیں؟ وہ پتھر سینے پہ رکھ کے میرے سامنے بیٹھے' اگر آنکھوں سے آنسو نہ آئیں تو حسینؑ کا مصائب کوئی نہیں)۔

قاتل آ کے حسینؑ کے سامنے بیٹھا' دیکھ کے کہتا ہے' حسینؑ (مجھے سید معاف کریں گے' اگر غلط پڑھوں...... بی بی زینبؑ شفاعت نہ کرے)۔

اس ظالم نے کہا' حسینؑ' حسینؑ' جب تیسری دفعہ کہا نا' حسینؑ' تیرے زخمی آقا نے اپنی پیشانی اٹھائی' اس ظالم نے ایک وزنی پتھر اٹھا کے حسینؑ کی پیشانی پہ

اس زور سے مارا کہ تیرے آقا کے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف آ ئے۔ آواز آئی' وا غربتاہ ہائے میری غربت' ابھی سنبھلا نہیں حسینؑ' ایک ظالم سنان بن انس نے ایک نیزہ حسینؑ کے پہلو میں مارا' حسینؑ نے دایاں ہاتھ ٹیک کے نیزہ نکالا' حسینؑ کہتا ہے' اماں تیرا ادھار اتر گیا۔

(روتے آؤ' ماتم کرتے آؤ' یہ مستورات ماتم کرتے کرتے کیوں کھڑی ہو گئی ہیں؟ ابھی نہ لانا ذوالجناح' مجھے ایک لفظ پڑھ لینے دو' اٹھنا نہیں بھائی' نوجوان کہتا ہے محمدؐ کے سینے پر سونے والا کہاں بیٹھا ہوا تھا؟) گرم ریت پر۔

ابھی قاتل تھکے نہیں' محمد بن اشعث بن قیس کندی...... گھوڑے سے اترا...... آواز آئی' تمہیں ظلم کرنا نہیں آیا' آؤ ظلم دیکھو...... اس نے کہا۔

حسینؑ' حسینؑ' حسینؑ ...... تیرے مظلوم امامؑ نے اس کی طرف دیکھا یا اس ظالم اور بے غیرت نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کے محمدؐ کی بوسہ گاہ پر اتنے زور سے طمانچہ مارا' حسینؑ کی آواز آئی:

اماں...... اماں...... اماں!

سکینہؑ دوڑی' آواز آئی' مجھے شام تک طمانچے مارتے جاؤ' میرے بابا کو نہ مارو' ہائے میرے بابا کو نہ مارو (سکینہؑ طمانچے کھانے کے لئے حاضر ہے)۔

☆......☆......☆

اے خدا فکر کی تقسیم اٹل ہو جاتی
دل کو حاصل نئی معراج عمل ہو جاتی
وقت آخر تجھے سجدہ جو نہ کرتا شبیرؑ
کربلا' خانہ کعبہ کا بدل ہو جاتی!!

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

مجلس دہم

شامِ غریباں

انا للہ و انا الیہ راجعون○

برباد ہوگیا حسینؑ کا گھر' آج کی صبح کتنا آباد تھا یہ گھر' آج کی صبح ہر بہن کا بھائی اس کے سامنے تھا' آج کی صبح ہر شوہر والی بی بی کا شوہر اس کے سامنے تھا' ایسی ہوا چلی' زہراؑ کا ہرا بھرا باغ اجڑ گیا۔ (آؤ پرسہ دیتے ہیں) زہراؑ کی بیٹی! آج سے تو علیؑ کی بیٹی کی بجائے ام المصائب ہے' وہ سامنے حسینؑ کی لاش پڑی ہے' ادھر فرات ہے' جہاں بغیر بازوؤں کے جرنیل پڑا ہے' یہ اکبرؑ ہے' یہ قاسمؑ ہے' دور عونؑ و محمدؑ ہیں' اصغرؑ دفن ہو چکا ہے' گزر گیا کربلا کا محشر' شروع ہوگئی وہ قیامت جس نے زہراؑ کی بیٹی کی چادر چھین لی' (آؤ مل کر پرسہ دیں) اس وقت شامِ غریباں ہے' کائنات میں یہی ایک شام ہے جسے شامِ غریباں کہتے ہیں۔

نہ ہوتی یہ شام' نہ علیؑ کی بیٹی کو پہرے دینا پڑتے' نہ زہراؑ کی بیٹیوں کو بالوں میں خاک شفا ملا کر بال بکھیر کر بیٹھنا پڑتا' (میرا جی چاہتا ہے آج شامِ غریباں پڑھوں) حسینؑ نے نماز پڑھی' واسطے دیتی رہی سکینہؑ نہیں رکا۔

۱۴۳ ضربیں چلا کے محمدؐ کی بوسہ گاہ پر' حسینؑ کا سر جدا کر کے' شمر بے غیرت نے یہاں سے اٹھایا یعنی حسینؑ کا سر بالوں سے پکڑ کر' حسینؑ کی زلفوں میں ہاتھ ڈال کے شمر بے غیرت چلا' یہ بے غیرت سر کو زلفوں سے پکڑ کر اس طرف نہیں گیا جہاں فوجیں کھڑی تھیں بلکہ یہ ظالم اس طرف آیا جہاں مقتول کی بہنیں کھڑی تھیں' سر لے کے چلا' چار قدم چلا ہوگا کہ ساڑھے تین سال کی سکینہؑ اس کے سامنے آ کے ہاتھ جوڑ کے کہتی ہے' میرے بابا کا سر یوں نہ اٹھا میری دادی نے چکیاں پیس پیس کے پالا ہے۔

(سلامت رہو' دس دنوں تک حسینؑ کو پرسہ دینے والو' بی بی زینبؑ کو پرسہ دو)۔ شمر نے سر اٹھایا' (ختم ہو جاتی بات' قبلہ!) ایک طرف زہراؑ کی بیٹیاں' دوسری طرف لشکر ہیں' شادیانے بج رہے ہیں' ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں۔ (شیعو! میں مر نہ جاؤں)

ایک دوسرے کو سینے سے لگا کے کہتے ہیں مبارک ہو ''باغی مارا گیا''، زہراؑ کی بیٹی کہتی ہے' کوئی تو ہو جو ان سے کہے باغی نہ کہو' غازی تھا' شہیدوں کے سر ایک طرف' لاشیں ایک طرف' مسلمان آئے زہراؑ کی بیٹی کے دروازے پر...... بی بی سمجھی پرسہ دینے آ رہے ہیں' چونکہ اندھیرا تھا' آگ لے کے آئے' آگ لے کے آئے' زہراؑ کی بیٹی کے خیمے میں اندھیرا ہے۔

(او میری ماں بیٹھ جا' تو نے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنی ہیں' گردن میں طوق پہنا' اپنی مرضی سے)۔

زینبؑ کو پہنایا امت نے' او میری ماں! تیری آقا زادی زینبؑ کے ہاتھوں میں رسیاں باندھی امت نے...... او میری ماں! تیرے دونوں ہاتھ سامنے ہیں' لیکن

علیؑ کی عزت کی قسم بی بی زینبؑ کے ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے تھے' کربلا شام' شام تک زینبؑ کے ہاتھ گردن کے پیچھے بندھے رہے (بٹھا دو اسے' کسی سید زادی سے کہہ دو' وہ اس کی ہتھکڑیاں کھول دے' اپنی مرضی سے جو جناب زینبؑ کی زیارت ادا کر کے آئی ہے' بی بی زینبؑ کے ہاتھ کس طرح سے بندھے ہوئے تھے)۔

مجھے علیؑ کی عزت کی قسم آج کی رات فضہؓ بی بی زینبؑ سے کہتی رہی' کل اللہ جانے کیا ہونے والا ہے۔

مسلمان لے کے آئے روشنی کے لئے آگ' زہراؑ کی بیٹی کہتی ہے اماں فضہؓ ان سے کہہ ہمارا کوئی نہیں رہا' کیوں آئے ہیں؟ مسلمان کہتے ہیں حسینؑ مارا گیا' سنا ہے اس کا ایک بیٹا' ہم اس کی دستار بندی کرنے آئے ہیں' (اتنی بڑی دستار تھی قبلہ!) اس بیمار کی دستار بندی ہوئی' دستار بڑی تھی' کچھ سر پہ آئی' کچھ گردن میں آئی' کچھ کمر میں آئی' کچھ پاؤں میں آئی' کچھ ہاتھوں میں آئی' جو بچ گئی' باقرؑ نے اٹھائی۔

(سلامت رہو' کرتے آؤ ماتم) علامہ حسین بخش جاڑا اصحاب الیمین میں لکھتے ہیں' یہ غلط ہے کہ ایک ایک خیمہ کو آگ لگی' آگ ایک دم لگائی گئی' جیسے جنگل کی آگ ہوتی ہے۔

قبلہ! درمیان میں سادات کے خیمے ہیں۔ (رونے والو) اس وقت فاطمہؑ کی تسبیح ٹوٹی۔ ایک ایک دانہ بکھرتا بکھرتا' کوئی کہیں' کوئی کہیں' کوئی کسی خیمے میں' کوئی کسی خیمے میں' خیمے جلتے آئے' ایک خیمہ بچ گیا (قبلہ! دیکھو میری طرف) حمید کہتا ہے کہ ایک مستور نکلی ایک خیمے سے' سامنے خیمہ ہے' آگ لگی ہوئی ہے' (پڑھ دیتا ہوں' دعا کرو موت آ جائے پڑھتے ہوئے) بار بار جاتی ہے آگ آنے نہیں دیتی' میں نے آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے کہا' نہ جا مستور' اندر آگ ہے' بی بی کہتی ہے میری بڑی قیمتی

چیز اندر ہے' اللہ جانے کیا ہوگا؟ اندر آئی جلتے ہوئے خیمے میں۔

تین دفعہ کوشش کی علیؑ کی بیٹی نے جلتے ہوئے خیمے میں نہیں جا سکی۔ (او میری ماؤں' میری بہنو!) جرات دیکھو زینبؑ کی' آخر ایک دم زینبؑ یا علیؑ کہہ کر اندر گئی' دیکھا ایک بستر ہے جس پہ ایک بیمار سویا ہوا ہے' اس کی پیشانی چوم کے خیمے میں' زینبؑ کہتی ہے سجادؑ اب تو جاگ۔

جب کہا' سجادؑ اب تو جاگ' تیرے بیمار آقاؑ کی آنکھیں کھلیں (اب دیکھنا میری طرف) سجادؑ نے دونوں ہاتھ آنکھوں پہ رکھے' آواز آئی' پھوپھی اماں ایسن ایسن حجابک پھوپھی تیری چادر کہاں ہے؟ آواز آئی' چادر کا نہ پوچھ' یہ پوچھ کون کہاں ہے؟ آواز آئی' پھوپھی تیری چادر کہاں ہے؟ آواز آئی' اتر گئی۔ آواز آئی' عباسؑ کہاں ہے؟ مارا گیا۔ حسینؑ کہاں ہے؟ مارا گیا؟ اکبرؑ کہاں ہے؟ مارا گیا۔ عونؑ و محمدؑ کہاں ہیں؟ بی بی کہتی ہے مارے گئے۔ اس وقت سجادؑ نے بستر بیماری سے تین دفعہ اٹھنے کی کوشش کی' بی بی کہتی ہے ایک تو بچ گیا ہے' تو امامؑ ہے' شریعت کا مسئلہ پوچھنے آئی ہوں۔

ہمارے خیموں کو آگ لگ گئی' وقت کے امامؑ یہ بتا جل مریں یا باہر نکل آئیں۔ سجادؑ کہتا ہے' پھوپھی اماں زندگی کا بچانا واجب ہے' باہر نکل جاؤ۔ آقازادی کہتی ہے' سجادؑ اٹھ' (تین دفعہ تیرے بیمار آقا نے بستر سے اٹھنے کی کوشش کی) سجادؑ اٹھ نہیں سکا' بی بی نے دیکھا' آگ نے پورا گھیر لیا ہے۔ حمید کہتا ہے' اس وقت میں نے دیکھا' علیؑ کی بیٹی' سجادؑ کے بستر کے قریب بیٹھی...... بیٹھ کے (اللہ جانے سمجھو یا نہ سمجھو) سجادؑ کو یوں اپنی پشت پہ اٹھا کے خیمے سے باہر آئی' آواز آئی' حسینؑ ۱۸ سال کے بیٹے کی لاش اٹھانا اور بات ہے اور بیمارؑ کو جلتے ہوئے خیمے سے باہر لے آنا

اور بات ہے۔ (او میری ماؤں' بہنو! یہ شامِ غریباں ہے' اپنا مجمع ہے' مولاؑ تمہاری چادریں سلامت رکھے)

تمہارے سروں پہ چادریں ہیں' برقعے ہیں لیکن اس وقت ظلم یہ ہے' اللہ جانے کون تھے؟ لوگ کہتے ہیں' انہیں بھی مسلمان کہو...... آ کے کہتے ہیں جو کچھ سامان ہے باہر پھینکو' ہر مستور کے پاس جو کچھ تھا وہ باہر پھینک دیا۔

(مجھے موت آ جائے' میں نے کتابوں میں جو پڑھا ہے) ایک دم سے شمر ملعون کہتا ہے' علیؑ کی بیٹی کا خیمہ کون سا ہے؟ جب اسے پتہ چلا یہ علیؑ کی بیٹی کا خیمہ ہے تو بے غیرت ظالم' اللہ جانے اگر...... دروازے پر کھڑے ہو کر چادر مانگتا تو اتنی سخی تھی علیؑ کی بیٹی زینبؑ چادر دے دیتی' لیکن اس ظالم نے نوک نیزہ سے چادر اتاری' ادھر سر سے چادر اتاری' بی بی زینبؑ نے تین دفعہ کہا' عباسؑ' عباسؑ' او میری چادر اتر گئی' عباس غازیؑ میری چادر' ہائے میرا پردہ۔

آواز آئی' عباسؑ میری چادر اتر گئی (کوئی ہے جو مصائب سن کے برداشت کر سکے) ایک ملعون نے بی بی زینبؑ کی چادر نیزے کی نوک پہ رکھ کے گھوڑے پر بیٹھ کے چادر کو لہراتا ہوا وہاں گیا جہاں عباسؑ سویا ہوا تھا۔

وہاں جا کے کہتا ہے یہی وہ چادر تھی' اسی چادر کے لئے درختوں سے پرندے اڑاتا تھا...... (سنبھال لو اسے...... جل گئے خیمے سیدو! رونے والو! جل گئے خیمے' قیامت ہے شامِ غریباں)۔

جل گئے خیمے' ادھر خیمے جل گئے' ادھر زہراؑ کی بیٹیاں چاندنی رات میں علیؑ کی بیٹی سے کہتی ہے' کہاں بیٹھیں؟ آواز آئی' سامنے ٹیلے پہ ایک ایک کر کے بیٹھ جاؤ۔

درمیان میں چھوٹے چھوٹے بچے اردگرد مائیں بہنیں بیٹھیں' اللہ جانے کیسے بیٹھیں' ہر مستور نے بالوں کا پردہ کیا' چپ کر کے بیٹھی ہیں۔

علیؑ کی بیٹی کہتی ہے' فضہؓ آج عباسؑ نہیں ہے' میرے بچے عادی ہیں' عباسؑ کے پہرے کے' کوئی ہو جو پہرہ دے' آواز آئی' علیؑ کی بیٹی' مرد ہے کوئی نہیں' ایک ہے وہ بیمار ہے...... کون پہرہ دے گا' آواز آئی' اماں! آج وہ پہرہ دے جس کی آواز علیؑ یا عباسؑ سے ملتی ہے۔ فضہؓ کہتی ہے' وہ کون ہے؟ بی بی کہتی میں جو اونچا کبھی نہیں بولی' آج بولتی ہوں' میرا لہجہ عباسؑ کا ہے' میری آواز بابا علیؑ کی ہے۔

جلے ہوئے خیمے کی چوب اٹھا کے' علیؑ کی بیٹی نے آستینوں کا پردہ کیا' ہر مستور کے گرد گھوم کے علیؑ کی بیٹی نے پہلی آواز دی' الحافظ...... والحفیظ...... الحافظ...... والحفیظ...... الحافظ والحفیظ...... جب تیسری دفعہ آواز دی' سامنے غبار میں ایک گھوڑے پر سوار نظر آیا' بی بی کہتی ہے' اماں فضہؓ اجڑ گئے' شاید کوئی لوٹنے والا آ رہا ہے' زہراؑ کی بیٹی کہتی ہے سوار رک جا' ہمارے پاس کچھ باقی نہیں رہا' میرے پاس نہ آنا' سوار نہیں رکا' بی بی نے دوبارہ کہا سوار رک جا' میں زہراؑ کی بیٹی ہوں' ہمارے یہاں کچھ نہیں بچا' سوار پھر بھی نہیں رکا۔

بی بی نے تیسری بار کہا سوار رک جا' میں عباسؑ کی بہن ہوں' ہمارے پاس کچھ نہیں بچا' سوار پھر بھی نہیں رکا' بی بی نے آگے بڑھ کے گھوڑے کی لگام میں ہاتھ ڈالا اور کہا سوار رک جا' میں علیؑ کی بیٹی ہوں' ہمارے پاس کچھ نہیں بچا......

سوار اور قریب آیا' سوار قریب آ کے کہتا ہے زینبؑ پہچان...... میں تیرا بابا علیؑ ہوں' جب کہا میں تیرا بابا علیؑ ہوں' زینبؑ نے پہچانا' بابا علیؑ آ گئے۔

آواز آئی' میں نے تیری آواز نجف میں سنی' میں تیری آواز پر نجف چھوڑ کے

آیا ہوں' جب بی بی نے دیکھا کہ بابا علیؑ آیا ہے' جلدی سے مستورات میں چلی گئی' دامن پھیلا کے کہتی ہے بیبیو! اگر کسی کے پاس کوئی چادر ہو تو مجھے دے دو' میرا بابا آ گیا۔ (ہوتا رہے اندھیرا' اب یہ اندھیرا سادات کی قسمت ہے' اسی اندھیرے میں سکینہؑ مر گئی)

آواز آئی' بابا مجھ سے پرسہ لے حسینؑ کا' آواز آئی زینبؑ بیٹا مجھ سے پرسہ لے حسینؑ کا' مجھ سے پرسہ لے عباسؑ کا' بی بی زینبؑ قریب آئی بابا کے' بابا' بابا......

جب پردہ داروں کو پتہ چلا کہ علیؑ آ گئے' پہلے حسینؑ کے حرم میں آئے' انہوں نے سلام کیا' پھر علیؑ کی پوتیاں آئیں' پہلے کبریٰؑ آئی' آواز آئی' دادا میرا سارا برقعہ جل گیا' میری ساری چادر جل گئی۔

علیؑ بادشاہ نے اپنی عبا اتار کے کبریٰؑ کے سر پہ ڈالی' کبریٰؑ کہتی ہے نا دادا' میری پھوپھی زینبؑ کا سر برہنہ ہے۔

(سن سکو گے) پھر کون آئی؟ دوسری پوتی جناب علیؑ کی ساڑھے تین سال کی سکینہؑ' ہر مستور نے کہا' سکینہؑ جا تیرا دادا علیؑ آیا ہے' سکینہؑ دوڑ کے آئی' دادا میرا سلام۔

دادا مجھ اجڑی کا سلام' دادا کیوں آیا ہے؟ آواز آئی میری بیٹی زینبؑ نے الحافظ والحفیظ کی آواز دی' میں نے آواز سنی' چل کے آیا ہوں کہ میری بیٹی زینبؑ پہرے دے رہی ہے۔

جب علیؑ نے کہا' بیٹی زینبؑ کی آواز سن کے آیا ہوں' سکینہؑ روٹھ کے چل پڑی۔

آواز آئی سکینہؑ کیوں روٹھ کے جا رہی ہے؟ سکینہؑ منہ پر ماتم کر کے کہتی ہے'

دادا مجھے پتہ چل گیا کہ زینبؑ امیر باپ کی بیٹی ہے میں غریب باپ کی بیٹی ہوں' سارا دن میرا باپ لاشیں اٹھاتا رہا' کوئی پتھر مارتا رہا' کوئی تیر' میں آوازیں دیتی رہی' میں سر پر قرآن اٹھا اٹھا کے کہتی رہی' دادا علیؑ اب تو آ جا...... دادا اب تو آ جا...... دادا تو نہیں آیا' پھوپھی زینبؑ نے آواز دی تو دادا تو آ گیا' پتہ چل گیا' زینبؑ پھوپھی بیٹی ہے امیر باپ کی' میں غریب باپ کی بیٹی ہوں' دادا اب یقین آ گیا' میرا بابا غریب تھا۔ (سلامت رہو' کرتے آؤ ماتم)

آگ کا طوفان آیا' ۸۶ چادریں گئیں' ۴۸ برقعے گئے۔ (ختم کر رہا ہوں)

جنابِ مسلمؑ کی دو بیٹیاں ہیں' ایک چار سال کی' ایک پانچ سال کی......

جنابِ مسلمؑ کی زوجہ کہتی ہے' سجادؑ میری بیٹیاں گم ہوگئی ہیں اس آگ کے طوفان میں' گرمی ہے' شامِ غریباں ہے انہیں تلاش کرو' زینبؑ اور کلثومؑ چلیں تلاش کرنے کیلئے۔

(اللہ جانے سن لو گے یا نہیں) جاتے جاتے زینبؑ کہتی ہے' کلثومؑ بہن جلدی آ' دونوں سو رہی ہیں' مسلمؑ کی دونوں بیٹیاں کہاں سو رہی ہیں؟ ایک ریت کے ٹیلے کی اوٹ میں سو رہی ہیں۔ (اس سے آگے میں شامِ غریباں پڑھ نہیں سکتا)

اب جو بی بی نے اٹھایا' عاطقہ جاگ' عطیفہ جاگ' عطیفہ جاگ' جب نہیں جاگیں دونوں بیبیاں' اب جو کلثومؑ نے سیدھا کیا' بی بی کلثومؑ کہتی ہے' انا للہ و انا الیہ راجعون○

زینبؑ بہن دونوں شہزادیاں مر گئی ہیں' آواز آئی' کس نے مارا؟ بی بی کلثومؑ کہتی ہے' یہ تو پتہ نہیں' رات چاندنی ہے' البتہ دونوں کے سینے پر اونٹوں کے پاؤں کے نشان ہیں' اونٹوں کے پاؤں سے پامال ہوگئیں شہزادیاں۔ آواز آئی' فروہ

تیرا ادھار اتر گیا' تیرا قاسم پامال ہوا' میری بیٹیاں پامال ہوگئیں۔ (بس آخری لفظ) عمر ابن سعد نے حکم دیا کہ شمال کے گھوڑے جنوب کو دوڑ جائیں' جنوب کے گھوڑے شمال کو دوڑ جائیں۔

لاشیں پڑی ہیں' حسینؑ کی' عباسؑ کی' گھوڑے تیار ہوئے۔

سب سے پہلے ایک دستہ آیا' آواز آئی' ہم نے ہر ظلم برداشت کرلیا۔

حُر ہمارے قبیلے کا ہے اس کی لاش پامال نہیں ہونے دیں گے' عمر ابن سعد کہتا ہے' ہٹا لو حُر کی لاش' ادھر حُر کی لاش ہٹی' زینبؑ کہتی ہے شکر ہے بارالٰہی میرا مہمان بچ گیا۔ ایک اور دستہ آیا' انہوں نے کہا علی اکبرؑ رشتے میں ہمارے قبیلہ سے ہے' اس کی ماں ہمارے قبیلہ کی ہے' علی اکبرؑ کی لاش پامال نہیں ہونے دیں گے' عمر ابن سعد نے کہا علی اکبرؑ کی لاش اٹھا لو' اکبرؑ کی لاش بچ گئی۔ ایک دستہ اور آیا' انہوں نے کہا عمر ابن سعد ہر ظلم برداشت نہیں ہوتا' عباسؑ کی ماں ہمارے قبیلے کی ہے' عباسؑ کی لاش پامال نہیں ہونے دیں گے' عمر ابن سعد کہتا ہے عباسؑ کی لاش بھی اٹھا لو' جب عباسؑ کی لاش اٹھانے لگے' اس وقت بی بی زینبؑ کہتی ہے رقیہ مبارک ہو تیرا بھائی بچ گیا۔

ایک مجھ غریب کا بھائی باقی ہے' ساری لاشیں پامال ہونے سے بچ گئیں' اب مقتل میں دو لاشیں باقی رہ گئیں' ایک ۶ ماہ کے اصغرؑ کی لاش' ایک حسینؑ کی لاش' نہ اس کا کوئی وارث' نہ اس کا کوئی وارث۔

ربابؑ کہتی ہے اصغرؑ تیری قسمت!

میرے لعل تیری اپنی قسمت!

مولا حسینؑ تیری قسمت!

ہائے حسینؑ تیری قسمت!

انا للہ و انا الیہ راجعون

☆......☆......☆

توحید کی چاہت ہے تو پھر کرب و بلا چل
ورنہ یہ کلی کھل کے کھلی ہے نہ کھلے گی!
مسجد کی صفوں سے کبھی مقتل کی طرف دیکھ
توحید تو شبیرؑ کے سجدے میں ملے گی......!

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

☆☆☆

دعا

حماد اہل بیت سید محسن نقوی شہید

اے رب جہاں پنجتن پاکؑ کا صدقہ
اس قوم کا دامن غم شبیرؑ سے بھر دے
بچوں کو عطا کر علی اصغرؑ کا تبسم
بوڑھوں کو حبیب ابن مظاہرؓ کی نظر دے
کمسن کو ملے ولولہ عونؑ و محمدؑ
ہر ایک جواں کو علی اکبرؑ کا جگر دے
ماؤں کو سکھا ثانی زہراؑ کا سلیقہ
بہنوں کو سکینہؑ کی دعاؤں کا اثر دے
مولا تجھے زینبؑ کی اسیری کی قسم ہے
بے جرم اسیروں کو رہائی کی خبر دے
جو چادر زینبؑ کی عزادار ہیں مولا
محفوظ رہیں ایسی خواتین کے پردے

جو دین کے کام آئے وہ اولاد عطا کر
جو مجلس شبیر کی خاطر ہو وہ گھر دے

مفلس پہ زر و لعل و جواہر کی ہو بارش
مقروض کا ہر قرض ادا غیب سے کردے

غم کوئی نہ دے ہم کو سوائے غم شبیر
شبیر کا غم بانٹ رہا ہے تو ادھر دے

جاتی ہے اگر جان تو بے شک چلی جائے
عباس کے پرچم پہ کبھی آنچ نہ آئے

مولا تجھے بیمار عابدؑ کی قسم ہے
بیمار کی راتوں کو شفایاب سحر دے

☆☆☆

حمادِ اہل بیتؑ سید محسن نقوی شہید

علامہ مفتی ریاض حسین ریاض

ایم اے (گولڈ میڈلسٹ)

ہماری روزمرہ مجالس عزاء میں منبر حسینؑ پر ایک زندہ بولتی ہوئی آواز' ہمیشہ یاد رہنے والی شخصیت' بشری ساعتوں کے آبگینوں میں محفوظ رہ جانے والی شاعری کے خالق' منفرد ذاکر' مصائب اہل بیتؑ کے ابدی لہجوں کے مفسر اور عظمت معصومینؑ کی نئی جہتیں تراشنے اور انہیں زبان زدِ عام کرنے میں مصروف عمل مداح خواں' ہاں وہ سید محسن نقوی...... ملک بھر کے مذہبی اور ادبی حلقوں میں جس کے حسین لہجوں کی خوشبو ابھی تک بازگشت کی صورت میں موجود ہے۔

وہ سید محسن نقوی جس کے کلام میں کربلائی استعارے اور صحرائی ترکیبیں جس کی شاعری کو مزین کرتے تھے' لاکھوں مومنین کے مجمع کو فضائل میں جذباتی کرنا اور مصائب میں رلانا اس کے کمالِ فن کا مظہر تھا...... آج کے دور میں نوجوان نسل تک ان کے افکار اور نظریات پہنچانا ہمارا ملی فریضہ اور وقت کا اہم تقاضا ہے تاکہ مومنین کے قلوب اور اذہان عرفانِ معصومینؑ سے منور ہو سکیں اور یہ قومی اثاثہ محفوظ ہو سکے' جس سے خصوصاً نوجوان استفادہ کر سکیں۔

ان کی مجازی شاعری کا تو میرے سمیت ایک زمانہ معترف ہے' لیکن مذہبی شاعری میں بھی انہوں نے فقید المثال اندازِ فکر دی ہے' حسینیتؑ جیسے درخشندہ موضوع پر ان کی ایک رباعی میرے ذہن میں آ رہی ہے......

محو طوافِ سجدۂ شبیرؑ ہے بہشت
نبیوں کی بندگی ہے پجارن حسینؑ کی
ہر ماتمی جلوس میں پھرتی ہے ننگے سر

تاریخ آج بھی ہے بھکارن حسینؑ کی

مظلوم کربلاؑ کے عزم و استقلال کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے محسن نقوی شہید لکھتے ہیں۔

خالق کی آبرو کے محافظ علیؑ کے لعل
نذرانہ سجودِ ملائک وصول کر
اکبرؑ کی لاش پر بھی تو بیٹھا ہے مطمئن
شبیرؑ انبیاءؑ کی سلامی قبول کر

ایسے شاعر کی موت یقیناً ملت جعفریہ کے لئے ایک قومی المیہ ہے' پوری قوم ان کی بے وقت شہادت کے صدمے سے نڈھال ہے اور بقول ساغر صدیقی۔

کون ہے جو تقدیر سے پوچھے
کیوں مرتے ہیں ایسے لوگ
جن کی باتیں' جن کی یادیں
بن جاتی ہیں دل کا رگ

لیکن ایک اٹل حقیقت ہے موت ایسے لوگوں کو نہیں مار سکتی جن کے جذبے اور الفاظ زندہ ہوں' یقیناً وہ اپنے افکار کی شکل میں زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔

ہماری قومی زندگی میں منہاج الصالحین جیسے اشاعتی ادارے کا قیام تازہ ہوا کا جھونکا ہے' ان گنت کتابوں کے ترجمے اور دیگر دینی کتب چھاپ کر جہاں وہ اپنے لئے سامان اخروی جمع کر رہے ہیں' وہاں ایک اہم اور عظیم ترین قومی فریضہ بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ اس اشاعتی ادارے کے روح رواں جناب علامہ ریاض حسین جعفری کا میں تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے محسن نقوی کے افکار کو چھاپنے کی ذمہ داری لی ہے..... میری دلی دعا ہے کہ مولا صاحب العصر الزمانؑ اس ادارے کو مزید نگاہِ کرم سے نوازیں۔

اللہ حافظ......علیؑ محافظ